اس کے پیچھے جذبوں نے اسے عظیم کردار بنا دیا ہے اور علی عمران جیسے عظیم کردار کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے میں نے اپنے بیٹے کا نام علی عمران رکھا ہے دعا فرمائیں کہ جس جذبے کے تحت میں نے یہ نام رکھا ہے وہ اس پر پورا اتر سکے۔ تصدیق کے لئے مُصدقہ نقل برتھ سرٹیفکیٹ بھی ارسال ہے۔

راجہ محمد حامد صاحب۔ آپ کا خط انتہائی پُرخلوص جذبات سے پُر ہے آپ نے میرے لئے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں ان کے لئے آپ کا ممنون ہوں بیٹے کا نام علی عمران رکھنے پر بھی عرض کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے ویسا ہی بنائے جیسا کہ آپ چاہتے ہیں لیکن ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ صرف نام رکھنے سے بات نہیں بنے گی اس کے لئے آپ کو اس کی تربیت پر بھی پوری پوری توجہ دینی ہو گی کیونکہ فطری صلاحیتوں کو مثالی تربیت جلا بخشتی ہے اور اعلیٰ تربیت کی کٹھالی میں پڑنے کے بعد ہی سونا کندن بنتا ہے۔

ملتان سے محمد سہیل خان صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کی ہر کہانی منفرد اور مختلف انداز کے لطف کی حامل ہوتی ہے مجھے شکایت ہے کہ جب عمران اور سیکرٹ سروس ملک سے باہر ہوتے ہیں تو پھر کوئی بین الاقوامی تنظیم مشن لیکر کیوں پاکیشیا نہیں آتی کیا وہ انتظار کرتے رہتے ہیں کہ کب عمران یا سیکرٹ سروس واپس آئے تو وہ اپنا مشن شروع کریں۔

محمد سہیل خان صاحب۔ کہانیوں کی پسندیدگی کیلئے مشکور ہوں۔ عمران کی عدم موجودگی میں بلیک زیرو پاکیشیا میں ہی ہوتا ہے اور مکمل سیکرٹ سروس تو بہت کم باہر جاتی ہے اس لئے عمران کی عدم موجودگی میں جو مجرم پاکیشیا آتے ہیں سیکرٹ سروس ان سے نمٹتی رہتی ہے لیکن آپ کو چونکہ صرف وہی کہانی پسند آتی ہے جس میں عمران موجود ہو اس لئے صرف وہی کیس آپ پڑھتے ہیں جس میں عمران ہوتا ہے امید ہے آپ کی الجھن دور ہو جائے گی۔

والسلام — مظہر کلیم ایم اے۔

جولیا اپنے فلیٹ کے کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی جولیا نے ایک نظر الیکٹرک کیتلی کو دیکھا اور پھر تیزی سے کچن سے نکلی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے دروازے پر" ——— ؟ جولیا نے دروازہ کھولنے سے پہلے حسبِ عادت پوچھا۔

"تمہارے دروازے پر میرے علاوہ اور کون آ سکتا ہے" ——— دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا نے مسکراتے ہوئے دروازے کی چٹخنی کھولی اور پھر دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گئی۔ عمران کے اس فقرے نے بیک وقت اس کے دل میں بہاروں کے کتنے رنگ بھر دیئے تھے کہ اس کے سرخ و سفید گال تمتما اٹھے تھے۔

"یہ کیا بکواس کر رہے تھے اور وہ بھی باہر بالکونی میں کھڑے ہو کر۔ ہمسائے سنیں گے تو کیا کہیں گے" ——— جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار

سفید رنگ کی کیڈلاک بارش سے دھلی ہوئی سڑک پر بے آواز انداز میں پھسلتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا اوور کوٹ تھا جس کے کالر اس نے کھڑے کر رکھے تھے، سر پر سیاہ رنگ کا ہی فیلٹ تھا آنکھوں پر ایک خوبصورت گاگل تھی ساتھ والی سیٹ پر ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی سیاہ رنگ کا زنانہ اوور کوٹ پہنے ہوئے بیٹھی تھی اس نے سر پر ایک خوبصورت نسوانی ٹوپی اوڑھ رکھی تھی۔ کار کے اندر ہیٹر چلنے کی وجہ سے ماحول خاصا گرم تھا جبکہ باہر سردی اپنے جوبن پر تھی۔

"کیا بات ہے ڈان! —— تم آج کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ لگ رہے ہو" —— لڑکی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے روزی —— باس نے کال کرتے ہوئے



کہا ہے کہ ایک اہم مشن ہے اور میں جانتا ہوں کہ باس بڑے سے بڑے مشن کو اہم نہیں کہتا —— اس لیے آخر وہ کونسا مشن ہوگا جسے باس اہم کہہ رہا ہے" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے۔ لیکن جب تک ہم باس تک نہ پہنچیں گے اہم کا معنی ہمیں کیسے سمجھ آ سکتا ہے اس لیے وقت سے پہلے لڑتے ہونے کا فائدہ" —— روزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— آدمی سوچنے سے بوڑھا ہو جاتا ہے" —— ڈان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہو نہیں جاتا تو لگنے ضرور لگ جاتا ہے —— مجھے یہ لٹکی ہوئی صورتیں ہرگز پسند نہیں ہیں —— زندگی کا ہر لمحہ ہنس کھیل کر گزارنا چاہیے" —— روزی نے کہا اور ڈان بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"ہمارے پیشے میں ہنسی کھیل بعض اوقات نقصان کا بھی باعث بن جاتا ہے مائی ڈیئرسٹ روزی" —— ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج تک تو کبھی نہیں ہوا —— اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی نہیں ہوگا" —— روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈان نے مسکرا کر کار کو ایک سرخ رنگ کی عمارت کے گیٹ پر موڑ کر روک دیا۔ یہ ایک عام سی رہائشی عمارت لگ رہی تھی جس کا بڑا سا گیٹ بند تھا ڈان نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو سائیڈ گیٹ کھلا اور ایک نوجوان باہر نکل آیا۔

"اوہ آپ —— باس آپ کے منتظر ہیں۔ میں گیٹ کھولتا ہوں" —— نوجوان نے ڈان اور روزی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس سائیڈ گیٹ میں غائب ہو گیا، چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کھل گیا اور

کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے مس جولیانا فٹز واٹر ـــــ ہمسایوں کو گواہ بنا رہا تھا" ـــــ عمران نے اندر آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ آئے کیوں ہو" ـــــ جولیا نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"واہ! یہ ہوئی نا بات ـــــ واقعی اس زمانے کی عورتوں کو پریکٹیکل ہونا چاہئے۔ ٹی کلون واقعی چیپ قسم کی خوشبو ہے" ـــــ عمران نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی مخصوص خوشبو سونگھ رہا ہو۔

"ٹی کلون ـــــ کیا مطلب! یہ کونسا کلون ہے۔ میں تو اس کا نام بھی تمہارے منہ سے سن رہی ہوں" ـــــ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی کمال ہے۔ خوشبو لگا بھی رکھی ہے اور یہ بھی علم نہیں کہ کونسی خوشبو ہے ـــــ میرے خیال میں یہ ٹی کلون چائے کی نرم و نازک پتیوں سے بنائی گئی ہوگی۔ ویسے اگر یہی حال رہا تو کل ادرک کلون ـــــ لہسن کلون ـــــ پیاز کلون ـــــ دھنیا کلون بھی آ جائیں گے اور ملی جلی خوشبو کیلئے کچن کلون۔ وری گڈ" ـــــ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"اوہ تو تمہاری ناک میں چائے کی خوشبو پہنچ رہی ہے۔ بہت تیز ہے تمہاری قوت شامہ ـــــ بیٹھو میں چائے لے آتی ہوں" ـــــ جولیا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ وہ شاید اب سمجھی تھی کہ کچن سے آنے والی چائے کی خوشبو کی وجہ سے عمران ٹی کلون کی بات کر رہا ہے۔

"اچھا تو چائے بن رہی ہے ـــــ ویسے آئیڈیا اچھا ہے ـــــ اگر



آغا سلیمان پاشا کو معلوم ہو گیا تو وہ پرفیوم کی شاندار دکان کھول کر بیٹھ جائے گا۔ اس سے زیادہ ماہر ان خوشبویات میں اور کون ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آئیڈیا تو واقعی اچھا ہے ـــــ ماڈل گرلز ـــــ شوبزنس کی تمام عورتوں کے انٹرویو پڑھے جائیں تو ان کی حسرت یہی ہوتی ہے کہ وہ گھریلو عورت بننا چاہتی ہیں۔ ان کے لئے یہ اچھا نسخہ ثابت ہوگا" ـــــ جولیا نے کچن کی طرف جاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"ارے یہ تو واقعی آغا سلیمان پاشا کے لئے بزنس کا بڑا اسکوپ بن گیا لیکن میں اس سے اس آئیڈیئے کی رائلٹی ضرور لوں گا ـــــ مفت میں دولت کمانے نہیں دوں گا۔ ہاں" ـــــ عمران نے کہا اور جولیا کی ہنسی کی آواز کچن سے سنائی دی۔ شاید عمران کے پہلے فقرے نے ہی اس کی طبیعت پر ایسا خوشگوار اثر ڈالا تھا کہ وہ مسلسل ہنس رہی تھی۔

"لو چائے پیو اور اب بتاؤ کہ کیسے آنا ہوا" ـــــ جولیا نے چائے کا کپ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور خود دوسرا کپ لے کر وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"چائے پی کر بتاؤں یا پہلے بتا دوں" ـــــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں، کوئی خاص بات ہے" ـــــ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"اگر میں نے پہلے بتا دیا تو شاید تم یہ کپ اٹھا کر میرے جسم پر انڈیل دو گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ پہلے میں اسے اپنے معدے میں انڈیل لوں۔ بے چارہ معدہ تو برداشت کر جاتا ہے خاصا ڈھیٹ واقع ہوا ہے۔

لیکن یہ کھال اللہ میاں نے بڑی نرم و نازک بنا دی ہے ۔۔۔ گرم نفروں سے دھواں دینے لگتی ہے۔ گرم چائے کے بعد تو ہسپتال والوں نے بھی داخل نہیں کرنا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیوں، ہسپتال والوں نے کیوں داخل نہیں کرنا۔ ان کا تو کام ہی علاج کرنا ہے" ۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے اپنا کپ اٹھایا اور چسکی لی۔

"دراصل جلے ہوئے مریض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دل جلے، دوسرے کھال جلے ۔۔۔ دل جلوں کے لئے دل کے وارڈ میں خصوصی نگہداشت کا علیحدہ شعبہ ہونا چاہیے لیکن وہ دل جلوں کو دل کے وارڈ میں داخل کرنے کی بجائے ذہنی جلے ہسپتال میرا مطلب مینٹل ہسپتال بھیج دیتے ہیں ۔۔۔ اب تم خود سوچو، مریض وہ دل کا ہے بھیجا جاتا ہے دماغی ہسپتال جا رہا ہے، بالکل اس محاورے کی طرح کہ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کہ ضرب تو لگی گھٹنے پر اور پھوٹ گئی آنکھ۔ اور جہاں تک کھال جلوں کا تعلق ہے تو ان کے ہسپتال والوں نے باقاعدہ پیمانے بنا رکھے ہیں۔ پہلے تو ریسرچ شروع ہو جاتی ہے کہ یہ کتنے فیصد جلا ہے۔ دس فیصد۔ بیس فیصد۔ پچاس فیصد۔ اسی فیصد ۔۔۔ یا سو فیصد، بلکہ ایک سو ایک فیصد ۔۔۔ پہلے تو ہسپتال کے ڈاکٹروں میں اس ریسرچ پر بحث ہوتی رہتی ہے اور مریض بیچارہ اس ریسرچ کے نتیجے میں دس فیصد سے سو فیصد تک پہنچ کر اس فیصد کے چکر سے ہی نکل کر اللہ میاں کے پاس پہنچ جاتا ہے" ۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی اور جولیا اس کی باتیں سن کر مسلسل ہنستی رہی۔

"تمہاری زبان کی روانی ناپنے کے لئے تو شاید سائنس آئندہ سو سال



تک کوئی پیمانہ ایجاد نہ کر سکے گی ۔۔۔ تم چائے پیو ٹھنڈی ہو رہی ہے" جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کتنے فیصد گرم رہ گئی ہے۔ پہلے اس پر بحث نہ کر لیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔ عمران نے کپ اٹھایا اور چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیں۔

"تم ہر بار یہ بات گول کر جاتے ہو کہ تم آئے کیسے ہو" ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں شاید عمران کے پہلے فقرے کے حوالے سے کوئی خاص بات موجود تھی اور وہ یہ بات عمران کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔

"بڑی مشکل سے گول کرتا ہوں۔ چاروں کونے رگڑنے پڑتے ہیں تب جا کر گول ہوتی ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جب بھی چوکور بات میں نے تمہیں بتائی تم نے مجھے ایسی چار چوٹ لگائی ہے کہ مجھے چاروں شانے چت ہونا پڑے گا ۔۔۔ ویسے ایک بات میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی کہ شانے یعنی کندھے تو دو ہوتے ہیں پھر یہ چاروں شانے چت جیسے محاورے کا کیا مطلب ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ مجھے محاوروں کی چھان پھٹک کرنے کے لئے کوئی مجلس تصحیح محاورہ ٹائپ کا ادارہ بنانا پڑے گا۔ پھر جا کر اس قسم کے غلط محاورے درست ہو سکیں گے" عمران کی زبان مسلسل چل رہی تھی۔

"اوہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کوئی خاص بات کرنے آئے ہو۔ تم کھل کر بات کرو، میں برا نہیں مناؤں گی" ۔۔۔ جولیا کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے مزید تمتما اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت بے پناہ چمک لہرانے

لگی تھی۔

"سوچ لو ـــ ویسے اگر اجازت دو تو ایک باڈی گارڈ بلا لوں ـــ تنویر کیسا رہے گا"ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بات تو کرو"ـــ جولیا نے بڑے حوصلہ دلانے والے انداز میں کہا۔

"اچھا اب میری قسمت ہی ایسی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں ـــ بازار سے کچھ زنانہ سامان خریدنا ہے۔ اماں بی نے لسٹ دے دی ہے اور مجھے تجربہ ہے نہیں ـــ میں نے تو بڑا زور لگایا کہ مجھ پر ایک ہی ذمہ داری بہت ہے یہ دوسری نہ ڈالی جائے ـــ لیکن تم جانتی ہو کہ اماں بی جب کسی بات پر اڑ جائیں تو پھر زمین اپنی جگہ سے ہل سکتی ہے مگر اماں بی اپنی بات سے نہیں ٹلتیں۔ اسی لئے مجبوراً مجھے وہ لسٹ لے کر آنا پڑا ـــ مجھے فوراً تمہارا خیال آیا کہ تم اس نیک کام میں میری مدد کر سکتی ہو۔ اس لئے یہاں آ گیا"ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ بات کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے آثار نظر آنے لگے اور وہ بات کرتے وقت جولیا سے دانستہ نظریں بھی چرا رہا تھا۔

جولیا کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا اور اس کے ہونٹ بھی بھنچ گئے۔

"کس کے لئے منگوا رہی ہیں یہ سامان اماں بی ـــ اور وہ بھی تم سے"ـــ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"جب ـــ جب ـــ بتایا تو ہے نیک کام ہے ـــ اور اماں بی کہتی



ہیں کہ میرا انکار بڑا شگون ہے ـــ اس لئے مجبوری ہے۔ ویسے خدا کی قسم! ـــ میں نے اماں بی کی بہت منتیں کیں مگر ـــ" عمران نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور باقی فقرہ ادھورا چھوڑ کر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے اب اس میں فقرہ مکمل کرنے کی ہمت ہی باقی نہ رہی ہو۔

"اٹھو یہاں سے اور دفع ہو جاؤ ـــ نکلو ـــ نکلو ابھی یہاں سے ـــ تم اگر اماں بی کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہو تو پھر یہاں کیوں آئے ہو ـــ جاؤ ـــ نکل جاؤ"ـــ جولیا نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

"اوہ! ـــ اسی لئے تو کہہ رہا تھا باڈی گارڈ بلا لوں ـــ ویسے جولیا! ـــ تم مجھ پر یقین کیوں نہیں کرتیں ـــ بتایا تو ہے کہ میں نے بڑی منتیں کیں مگر اماں بی مانی ہی نہیں ـــ اب تم ہی بتاؤ اماں بی کے سامنے میں کیا کر سکتا ہوں ـــ وہ اماں بی جو ہوئیں۔ وہ تو جب کسی بات پر اڑ جائیں تو ڈیڈی کو بھی کان دبا کر سر جھکانا پڑتا ہے۔ میں تو پھر ان کا فرزند ارجمند ہوا"ـــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"میں اچھی طرح جانتی ہوں تم جیسے بگلا بھگت کو ـــ دل اپنا ہوتا ہے نام اماں بی کا لگا دیا ـــ میں کہتی ہوں دفع ہو جاؤ میری نظروں سے"ـــ جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے وہ منہ پھیرے کچن کی طرف دوڑ گئی۔ اس کی آنکھوں میں چھلک آنے والا پانی عمران کی نظروں سے نہ چھپا رہ سکا تھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یا اللہ اب میں کیا کروں ـــ میں نے تو اماں بی کو سمجھایا کہ شادی ثریا

کی ہے۔ سامان امی نے استعمال کرنا ہے۔ اسے جہیز دو لے آتے گی سہیلیوں کے ساتھ جا کر —— لیکن وہ کہتی ہیں کہ جس کا بڑا بھائی موجود ہو وہ لڑکی کیوں جائے دکان پر —— یا اللہ اب میں کیا کروں۔ کام تو نیک ہے لیکن —— " عمران نے آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہوئے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔ آواز بہرحال اتنی اونچی تھی کہ آسانی سے کچن تک پہنچ جاتی۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ ثریا کی شادی کے لئے سامان لینا ہے ——" یکلخت جولیا نے کچن سے باہر آتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے اور چہرے پر مسکراہٹ بھی پھیلی ہوئی تھی۔ بالکل ایسا ہی منظر تھا جیسا کہ بارش کے دوران دھوپ نکل آنے پر ہوتا ہے۔

"ارے ارے تم رو رہی ہو —— اوہ! یہ تو برا شگون ہو گیا۔ اب تو میں سامان ہی نہ خرید سکوں گا —— آخر میری بہن کی شادی ہے ——" عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں رو تھوڑا رہی ہوں۔ یہ تو کچن میں دھوئیں کی وجہ سے آنکھوں میں پانی آ گیا ہے —— میں ضرور جاؤں گی ثریا کی شادی کا سامان خریدنے —— تم بیٹھو میں ابھی تیار ہو جاتی ہوں" —— جولیا نے بے اختیار ہنستے ہوئے اور آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔

"اچھا! —— یعنی تم نے کلچرڈ کچن بنوا لیا ہے —— کب بنوایا ہے۔ پہلے تو مائیکرو اوون اور الیکٹرانک سامان تھا کچن میں" —— عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کلچرڈ کچن —— وہ کیا ہوتا ہے" —— جولیا نے چونک کر



حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کلاسیکل کچن جو ہمارے کلچر کا ایک ضروری حصہ تھا —— فرش پر گول چولہا جس میں اُپلے اور لکڑیاں جل رہی ہوں۔ سائیڈوں پر دیگچیاں پڑی ہوئی ہیں اور سارا خاندان اس چولہے کے گرد بیٹھا چولہے سے نکلنے والے دھوئیں سے رو بھی رہا ہے اور ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کی باتوں پر ہنستا بھی جا رہا ہے۔ لیکن ایک بات ہے اس دھوئیں سے آنکھیں ہر وقت صاف رہتی تھیں —— میرے خیال میں یہی وجہ تھی کہ ان دنوں بوڑھوں کو بھی نظر کی عینک نہ لگانا پڑتی تھی —— جب سے مائیکرو اوون اور الیکٹرانک کچن بنے ہیں نہ دھواں ہوتا ہے نہ آنکھیں صاف ہوتی ہیں اس لئے جسے دیکھو آنکھوں پر موٹے موٹے شیشوں والی عینکیں چڑھائے پھر رہا ہے" —— عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اگر تم چاہو گے تو میں کلچرڈ کچن بھی بنوا لوں گی —— مجھے تو صرف تمہاری خوشی عزیز ہے" —— جولیا نے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر دوڑ کر ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئی اور عمران بے اختیار اپنا سر کھجانے لگا۔

"یا اللہ! —— تو ہی نیک ہدایت دینے والا ہے" —— عمران نے سر کھجاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پڑے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر سپیکنگ" —— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر یار جنگ بہادر صاحب! ــــ بس چپکے سے ہی کرتے رہتے ہو۔ یا کچھ بسنت کی بھی خبر ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ! ــــ خیریت، یہ آج بسنت آپ کو کیسے یاد آگئی۔ کیا پتنگ اڑانے کا موڈ ہو رہا ہے" ــــ دوسری طرف سے صفدر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اب کیا پتنگ اڑائیں گے ــ ہماری پتنگ تو پہلے ہی کٹ چکی ہے۔ سنو! ــ میں جولیا کے فلیٹ سے فون کر رہا ہوں کچھ زنانہ سامان خرید کرنا ہے شادی کے لئے۔ جولیا اسی خریداری کے لئے ساتھ جا رہی ہے ــ میں نے سوچا کہ تم بھی آجاؤ۔ ایک سے دو بھلے ہوتے ہیں ــــ نجانے جولیا کتنی خریداری کروا لے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے عمران صاحب! ــ آپ سچ کہہ رہے ہیں ــ اوہ مبارک ہو۔ دلی مبارک باد ــ میرا خیال ہے سارے ساتھیوں کو اطلاع نہ کر دوں" ــــ صفدر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خیر مبارک ــ دلی خیر مبارک ــــ دیکھے میری جیب میں اتنی رقم نہیں ہے کہ سب کا بوجھ اٹھا سکوں ــــ اماں بی نے رقم ہی تھوڑی سی دی ہے اور تم جانتے ہو اماں بی کو اپنی شادی کے زمانے کے بھاؤ یاد ہیں ــــ انہیں لاکھ سمجھاؤ کہ مہنگائی بہت ہو گئی ہے مگر وہ مانتی ہی نہیں ہیں۔ کہتی ہیں لاکھ مہنگائی ہو گئی ہو، اب اتنی بھی نہیں ہوئی کہ تین سو روپے سے زیادہ کا سامان آجائے ــــ ان کا تو کہنا ہے کہ ان کے والد حضور یعنی میرے نانا حضور نے اماں بی



کی شادی اس قدر ٹھاٹھ باٹھ سے کی تھی کہ بڑے بڑے رئیس، نواب بھی منہ میں انگلیاں دبائے رہ گئے تھے اور خرچ آئے تھے سارے دو سو روپے" ــــ عمران کی زبان ایک بار پھر پوری رفتار سے چل پڑی۔

"اس وقت واقعی دو سو روپے میں ٹھاٹھ دار شادی ہو سکتی تھی لیکن اب تو دو سو روپے میں ایک پرفیوم کی شیشی بھی نہیں آتی ــــ بہرحال آپ رقم کی فکر نہ کریں۔ اس قدر مبارک موقع پر رقم ہم خرچ کریں گے۔ آخر ہمارا بھی تو کوئی حق بنتا ہے ــ پھر ہم نے تحائف بھی تو دینے ہیں وہ بھی آپ کی اور جولیا کی رضامندی سے خرید لیں گے ــــ میں آ رہا ہوں۔ آپ میرا انتظار کریں" ــــ دوسری طرف سے صفدر نے انتہائی پُرخلوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے ــــ تو واقعی سب کی عزت رکھنے والا ہے۔ ایسے مخلص دوست دے دیئے ہیں تو نے" ــــ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کس سے باتیں کر رہے تھے" ــــ جولیا نے ڈریسنگ روم سے نکلتے ہوئے کہا۔ اس نے واقعی خوبصورت لباس پہن رکھا تھا اور چہرے پر میک اپ کے ہلکے ہلکے ٹچز بھی نظر آ رہے تھے جس سے وہ کچھ اور زیادہ نکھر گئی تھی۔

"اوہ! ــ اب تو مجھے ایمبولینس کا خرچہ بھی برداشت کرنا پڑے گا" ــــ عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ــ ایسے موقع پر یہ کیا بدشگونی کی باتیں شروع کر دیں تم نے ــــ ایمبولینس کا کیا مطلب" ــــ جولیا نے مصنوعی

غصے سے کہا۔

"ایک ایمبولینس سے کیا بنے گا۔ سارے ہسپتالوں کی ایمبولینسیں منگوانی پڑیں گی ۔۔۔ کشتوں کے پشتے لگ جائیں گے بازار میں" ۔۔۔ عمران نے بڑے بے خودسے لہجے میں کہا اور جولیا بالکل کسی خالص مشرقی لڑکی کی طرح شرما گئی۔

"تمہاری بھی باتیں تو دوسروں کو پاگل کر دیتی ہیں ۔۔۔ تم نے بتایا نہیں کسے فون کیا تھا" ۔۔۔ جولیا نے شرماتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"صفدر یار جنگ بہادر کو فون کیا تھا ۔۔۔ میں نے سوچا وہ بہادر آدمی ہے لاشیں ڈھونے کا کام آسانی سے کر لے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بکواس مت کیا کرو ۔۔۔ تم ہو ہی احمق ۔۔۔ اماں بی سچ کہتی ہیں۔ بار بار بدشگونیاں کر رہے ہو ۔۔۔ ثریا کی شادی کا سامان خریدنا ہے اور تمہیں لاشیں یاد آ رہی ہیں" ۔۔۔ جولیا نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ثریا کی شادی کا سامان ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ عمران نے اس طرح چونک کر کہا جیسے اس نے یہ بات پہلی بار سنی ہو۔

"کیا مطلب ۔۔۔ ابھی تم کہہ نہیں رہے تھے کہ ثریا کی شادی کا سامان خریدنا ہے" ۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لاحول ولا قوۃ ۔۔۔ اب میرا کام یہی رہ گیا ہے کہ بہن کی شادی کا سامان خریدتا پھروں ۔۔۔ میں نے تو اوج ثریا کی بات کی تھی ۔۔۔ پتہ نہیں کیوں ایسے مشکل نام رکھنے کا رواج پڑ گیا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ



بھلا اوج ثریا بھی کوئی نام ہے خالی اوج ۔۔۔ ٹوج ۔۔۔ فوج بھی رکھا جا سکتا تھا۔ خواہ مخواہ ثریا کا دُم چھلا ساتھ لگا لیا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوج ثریا ۔۔۔ وہ کون ہے" ۔۔۔ جولیا کا چہرہ ایک بار پھر رنگ بدلنے لگا۔

"اچھا کمال ہے ۔۔۔ تم اوج ثریا کو بھی نہیں جانتی ۔۔۔ اماں بی جانتی ہیں اور تم نہیں جانتی ۔۔۔ کمال ہے۔ خواہ مخواہ پڑھ لکھ کر گنوایا" ۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران! ۔۔۔ سیدھی طرح بتاؤ کون ہے یہ اوج ثریا ۔۔۔ سنو اب اگر تم نے آئیں بائیں شائیں کی تو گولی مار دوں گی" ۔۔۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر غصے کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"ایک شرط پر بتاتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم شرط ورط چھوڑو ۔۔۔ بتاؤ کون ہے یہ" ۔۔۔ جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"پہلے شرط تو سن لو۔ بس معمولی سی شرط ہے اور وہ یہ کہ تم سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کو نہ بتاؤ گی" ۔۔۔ عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ نہیں بتاؤں گی" ۔۔۔ جولیا کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو چھلکنے لگے تھے۔

"اماں بی کی بیٹی کا نام ہے ۔۔۔ مجھے بھی آج ہی پتہ چلا ہے۔

میں بھی پہلے خالی ٹریا سمجھا رہا تھا" ——— عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بڑے راز کی بات بتا رہا ہو اور جولیا یکلخت کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

" تم سے خدا سمجھے ——— دوسروں کو پاگل کر دیتے ہو ایک لمحے میں ——— اماں بی کی بیٹی تمہاری بہن نہیں لگتی" ——— جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی لگتی تو ہے لیکن ہے بڑی شریر ——— اس لئے میں اسے بہن تسلیم نہیں کرتا ورنہ وہ سر چڑھ کر اپنی بات منوا لیتی ہے ——— اب تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔ ظاہر ہے تمہاری بات تو نہیں ٹال سکتا" ——— عمران نے کہا اور جولیا کا چہرہ فرط مسرت سے گلرنگ ہو گیا۔

" شرط یاد ہے ناں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں یاد ہے۔ لیکن ———" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن ویکن کچھ نہیں ——— شرط میں لیکن نہیں چلتا" ——— عمران نے کہا اور جولیا نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران جولیا کے اٹھنے سے پہلے ہی کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے صفدر کے ساتھ کیپٹن شکیل، صدیقی اور چوہان بھی موجود تھے۔

" ارے ارے ——— پوری بارات ہی آ گئی" ——— عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب! ——— مبارک ہو ——— جولیا! تمہیں بھی مبارک ہو" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی بڑے خلوص سے



مبارکبادیں دینا شروع کر دیں۔

" خیر مبارک ——— خیر مبارک ——— واہ! کس قدر خلوص ہے ان رشتوں میں ——— لطف آ گیا ——— کیوں جولیا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں واقعی ——— ایسا خلوص تو یہاں مشرق میں ہی نظر آتا ہے" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" وہ ہمارا یار تنویر نہیں آیا ——— سنا ہے وہ بھاؤ تاؤ کرنے کا ماہر ہے۔ اتنا بھاؤ تاؤ کرتا ہے کہ دکاندار تنگ آ کر اسے دکان سے باہر نکلنے کا کہہ دیتے ہیں اور پھر بازار میں غیر معینہ مدت کے لئے ہڑتال ہو جاتی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہڑتال ہو جاتی ہے۔ وہ کیوں" ——— صدیقی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے تنویر کو جب کوئی دکاندار ایسی بات کرے تو پھر اس کے زندہ رہنے کے چانس کم ہی ہوں گے اور دکاندار کی اس طرح ٹوٹ پھوٹ ہو جائے تو ہڑتال تو ہونی ہی ہے" ——— عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور کمرہ بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" اچھا اب بتاؤ کہ سامان کون سا لینا ہے ... کوئی لسٹ تو بنائی ہوئی ہو گی" ——— صفدر نے کہا۔

" ہاں ہاں! ——— اماں بی نے بنا کر دی ہے۔ یہ دیکھو" ——— عمران نے جیب سے ایک لمبی سی لسٹ نکالتے ہوئے کہا۔

" بس ٹھیک ہے۔ اب چلو ——— یہ سامان ہماری طرف سے ہو گا۔ تم نہیں جاتے پلوا دینا" ——— صفدر نے لسٹ لپیٹ کر جیب میں

دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہرگز ۔۔ چائے ۔۔۔ مگر بل ۔۔۔ اوہ! اچھا ٹھیک ہے۔ تم جولیا سے کہہ رہے ہو ۔۔۔ ہاں! واقعی اتنی بھاری تنخواہ لیتی ہے۔ کم از کم چائے تو پلوا ہی دے گی ۔۔۔ کیوں جولیا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اگر سارے ساتھی اتنی خریداری کرنے کی آفر کر رہے ہیں تو چائے میں بھی پلوا سکتی ہوں۔ آخر میرا بھی تو رشتہ لگتا ہے" ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ۔۔۔ بالکل بڑا نازک سا رشتہ ہے ۔۔۔ آؤ چلیں، دیر ہو رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جولیا کو مزید کوئی بات کرنے کا موقع نہ دینا چاہتا ہو۔

"کیا مطلب! ۔۔۔ مجھے تو یہ مشکوک سا معاملہ لگ رہا ہے ۔۔۔ یہ کس رشتے کی بات کر رہی ہے جولیا" ۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اماں بی سچ کہتی ہیں کہ مرد ہوتے ہی بدشگون ہیں ۔۔۔ اس قدر نیک کام میں پولیس والی مشکوکیت ۔۔۔ آؤ چلیں" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا! ۔۔۔ کیا واقعی عمران صاحب راضی ہو گئے ہیں" ۔۔۔؟ صفدر نے اس بار براہ راست جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے بتایا ہے جولیا کو ۔۔۔ میں تو راضی نہ ہو رہا تھا لیکن جب اماں بی نے جوتی اٹھائی تو مجبوراً راضی ہونا پڑا ۔۔۔ یار اب چلو بھی سہی" عمران نے کہا۔

"اماں بی کے کہنے پر راضی ہوئے ہو ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں اماں بی



سے خود بات کرتا ہوں ۔۔۔ یا پھر تم خود ہی اصل بات بتا دو" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور فون کی طرف اس نے ہاتھ بڑھایا۔

"یار ویسے ہی کہہ دو کہ خرچہ نہیں کرنا۔ اس وقت جذبات میں آ کر آفر کر دی، اب فرار کے راستے ڈھونڈ رہے ہو ۔۔۔ واپس دو مجھے لسٹ۔ تم سے تو جولیا اچھی ہے جو میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہو گئی تھی ۔۔۔ چلو جولیا ۔۔۔ دیکھ لیا ان کا خلوص۔ بس زبانی جمع خرچ ہے سارا" ۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا! آپ بتائیں ۔۔۔ کیا واقعی ایسا ہے جیسے عمران بتا رہا ہے" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں غلط بات کونسی ہے۔ ویسے عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔ پہلے تو تم نے یکلخت اتنی لمبی آفر کر دی اور اب آئیں بائیں شائیں کر رہے ہو" ۔۔۔ جولیا نے منہ بنا کر عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ تو یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ ساری بات چیت ثریا کی شادی کے سلسلے میں ہو رہی ہے۔

"اوہ! پھر ٹھیک ہے ۔۔۔ دراصل عمران صاحب کی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خواہ مخواہ ذہن مشکوک ہو جاتا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے آیئے" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا زمانہ آ گیا ہے ۔۔۔ مردوں کی بجائے عورتوں کی زبان پر اعتبار آنے لگ گیا ہے لوگوں کو" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

سفید رنگ کی کیڈلاک بارش سے دھلی ہوئی سڑک پر بے آواز انداز میں پھسلتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا اوور کوٹ تھا جس کے کالر اس نے کھڑے کر رکھے تھے۔ سر پر سیاہ رنگ کا ہی فیلٹ تھا آنکھوں پر ایک خوبصورت گاگل تھی ساتھ والی سیٹ پر ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی سیاہ رنگ کا زنانہ اوور کوٹ پہنے ہوئے بیٹھی تھی اس نے سر پر ایک خوبصورت نسوانی ٹوپی اوڑھ رکھی تھی۔ کار کے اندر ہیٹر چلنے کی وجہ سے ماحول خاصا گرم تھا جبکہ باہر سردی اپنے جوبن پر تھی۔

"کیا بات ہے ڈان! ___ تم آج کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ لگ رہے ہو" ___ لڑکی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے روزی ___ ڈان نے کال کرتے ہوئے



کہا ہے کہ ایک اہم مشن ہے اور میں جانتا ہوں کہ باس بڑے سے بڑے مشن کو اہم نہیں کہتا ___ اس لئے آخر وہ کونسا مشن ہوگا جسے باس اہم کہہ رہا ہے" ___ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے۔ لیکن جب تک ہم باس تک نہ پہنچیں گے اہم کا معنی ہمیں کیسے سمجھ آ سکتا ہے اس لئے وقت سے پہلے بوڑھے ہونے کا فائدہ" ___ روزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا ___ آدمی سوچنے سے بوڑھا ہو جاتا ہے" ___ ڈان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہو نہیں جاتا تو لگنے ضرور لگ جاتا ہے ___ مجھے یہ لٹکی ہوئی صورتیں ہرگز پسند نہیں ہیں ___ زندگی کا ہر لمحہ ہنس کھیل کر گزارنا چاہیئے" ___ روزی نے کہا اور ڈان بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"ہمارے پیشے میں ہنسی کھیل بعض اوقات نقصان کا بھی باعث بن جاتا ہے مائی ڈیئرسٹ روزی" ___ ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج تک تو کبھی نہیں ہوا ___ اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی نہیں ہوگا" ___ روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈان نے مسکرا کر کار کو ایک سرخ رنگ کی عمارت کے گیٹ پر موڑ کر روک دیا۔ یہ ایک عام سی رہائشی عمارت لگ رہی تھی جس کا بڑا سا گیٹ بند تھا ڈان نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو سائیڈ گیٹ کھلا اور ایک نوجوان باہر نکل آیا۔

"اوہ آپ ___ باس آپ کے منتظر ہیں۔ میں گیٹ کھولتا ہوں" — نوجوان نے ڈان اور روزی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس سائیڈ گیٹ میں غائب ہو گیا، چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کھل گیا اور

ڈان گارا اندر لے گیا۔

یہ ایک خاصی بڑی کوٹھی تھی جس کے وسیع و عریض پورچ میں دو بڑی کاریں موجود تھیں۔ ڈان نے کیڈلاک ان کے ساتھ جا کر روکی اور پھر دروازے کھول کر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک کمرے کے دروازے پر رک گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ راہداریوں میں نصب حساس کیمروں اور کمپیوٹر نے ان کی نہ صرف تفصیلی چیکنگ کر لی ہو گی بلکہ اس کی رپورٹ بھی باس تک پہنچ چکی ہو گی۔ ڈان نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کم ان"۔۔۔ اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بند دروازہ خود بخود کھلتا گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو بہترین فرنیچر سے آراستہ تھا۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ہائی بیک ریوالونگ چیئر پر ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا چہرہ قدرے لمبوترا تھا لیکن چہرے پر بے پناہ سختی اور سرد مہری کے آثار نمایاں تھے۔ وہ ان دونوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے نظروں سے ہی ان کی سکریننگ کر رہا ہو۔

"بیٹھو"۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کبھی پاکیشیا گئے ہو"۔۔۔ باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیا۔۔۔ نہیں باس۔ ابھی تک تو ایسا اتفاق نہیں ہوا"۔۔۔ ڈان نے جواب دیا۔



"تو اب تم دونوں کو پاکیشیا بھیجنے کا میں نے فیصلہ کیا ہے۔۔۔ ایک اہم مشن درپیش ہے۔ پاکیشیا نے اپنے دوست ملک شوگران کی مدد سے ایک نیا دفاعی نظام اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نظام کا اصل فارمولا پاکیشیا کے ہی ایک دفاعی سائنس دان نے تیار کیا ہے لیکن اس کی نوک پلک سنوارنے اور اسے قابل عمل بنانے کے لئے پاکیشیا نے شوگران کے دفاعی ماہرین اور سائنس دانوں کا تعاون حاصل کیا ہے۔۔۔ انہوں نے اس نظام کا نام ریڈ گارڈ رکھا ہے۔ جہاں تک ہمیں اس کے متعلق اطلاعات ملی ہیں ریڈ گارڈ ایسا نظام ہے کہ جس کے بروئے کار آتے ہی پاکیشیا کا دفاع ناقابل تسخیر ہو جائے گا اور ہم نہیں چاہتے کہ ایسا ہو"۔۔۔ باس نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو ہم نے اس دفاعی نظام کو تباہ کرنا ہے"۔۔۔ ڈان نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ صرف ریڈ گارڈ کی تفصیلات خفیہ طور پر حاصل کرنی ہیں۔ اس کے بنیادی فارمولے کی فلم اس طرح حاصل کرنی ہے کہ پاکیشیا کو اس کا احساس تک نہ ہو سکے۔ وہ اپنی طرف سے یہی سوچتا ہے کہ ریڈ گارڈ کے متعلق کسی کو علم نہیں ہے لیکن ایکریمیا کے پاس اس کی تفصیلات موجود ہوں تاکہ اگر پاکیشیا کسی بھی وقت کوئی ایسی حرکت کرے جس سے ایکریمیا کے مفادات مجروح ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کے اس نظام کو آسانی سے توڑ پھوڑ دینے کی دھمکی دے کر اسے پھر اپنے تابع رکھ سکیں"۔۔۔ باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر باس۔۔۔ اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ نظام تو وہ بنا لیں گے۔

کیوں نہ انہیں مجبور کر دیا جائے کہ وہ یہ نظام اپنانے کے ہی قابل نہ رہ سکیں" ——— روزی نے اس بار کہا۔

"مس روزی! ——— حکومت جو کچھ جانتی ہے وہ آپ نہیں جانتی۔ پاکیشیا ہمارا حلیف ملک ہے اور ہمارے ساتھ اس کے انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں ——— ہم ان تعلقات کو فوری طور پر خراب نہیں کرنا چاہتے ایک بات ——— دوسری بات یہ کہ اگر ایسی کوئی کارروائی کی گئی تو لازماً روسیاہی اور کافرستانی ایجنٹ بھی حرکت میں آجائیں گے ——— پاکیشیا کوئی بھی دفاعی نظام اپناتا ہے ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کیونکہ بہرحال وہ ایکریمیا سے طاقتور کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہمیں صرف اتنا چاہئے کہ اس کے اس نظام کا بنیادی فارمولا اور اس کی تفصیلات معلوم ہوں تاکہ اگر کسی بھی وقت کوئی کارروائی مقصود ہو تو ہمیں ایسا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو" ——— باس نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— پھر یہ اہم مشن کیسے ہو گیا۔ یہ کام تو ملٹری انٹیلی جنس کا کوئی بھی عام سا ایجنٹ کر سکتا ہے" ——— ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے حکومت احمق ہے جسے اتنی بھی سمجھ نہیں ہے" ——— باس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اس نے بات کرنے کی بجائے ڈان کو کوڑے کی ضرب لگائی ہو۔

"سوری باس! ——— میرا یہ مطلب نہ تھا" ——— ڈان نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو ——— پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم پاکیشیا میں موجود روسیاہی اور دیگر ممالک کے ایجنٹوں کو ہوشیار نہیں کرنا چاہتے ——— دوسری بات یہ



ہے کہ پاکیشیا والوں نے اہم ترین فائلوں کو محفوظ رکھنے کا نرالا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ ایسی فائلیں وہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی تحویل میں رہتی ہیں اور سیکرٹ سروس کے چیف کے پاس جو فائل پہنچ جائے تو اس کا حصول ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ ابھی اس فارمولے پر ابتدائی کام ہو رہا ہے اس لئے یہ فارمولا وزارت دفاع کی تحویل میں ہے جس کا سیکرٹری سر راشد ہے۔ سر راشد کے متعلق تمام تفصیلات میں نے مہیا کر لی ہیں اس کی فائل تمہیں مل جائے گی اور ہماری ایجنسی اور خاص طور پر تم دونوں کا انتخاب ایک خاص مقصد کے پیش نظر کیا گیا ہے کہ ہماری ایجنسی اب تک انتہائی مشکل ترین مشنز میں بھی کبھی ناکام نہیں ہوئی۔ اس معاملے میں بلیک ایجنسی کا ریکارڈ شاندار ہے اور بحیثیت ایجنٹ تم دونوں سے پاکیشیا والے واقف نہیں ہیں اور تم دونوں میں ایسی صلاحیتیں بھی موجود ہیں کہ تم آسانی سے اپنا مشن مکمل کر کے واپس آ سکتے ہو" ——— باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— مشن تو خیر مشکل نہیں ہے۔ بہرحال مشرق کے اس پسماندہ ملک کی سیر ہی ہو جائے گی" ——— ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں کی قبریں بھی پاکیشیا کے کسی گوشے میں بن سکتی ہیں اگر تم نے اسے اس طرح لائٹ مشن کے طور پر لیا" ——— باس کا لہجہ ایک بار پھر انتہائی کرخت ہو گیا اور ڈان اور روزی دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگ گئیں وہ اس طرح اپنے باس کو دیکھ رہے تھے جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی اصل باس کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

"باس! — آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں — اس پسماندہ ملک میں ڈوان اور روزی کی قبریں" — ڈوان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور شاید پہلی بار باس کے سخت چہرے پر مسکراہٹ رینگتی ہوئی نظر آئی لیکن مسکراہٹ طنزیہ انداز کی تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ تم اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو — تم دونوں بلیک ایجنسی کے سپر ٹاپ بلیک ایجنٹ ہو — دنیا کے بے شمار ملکوں میں تم نے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہیں کہ یہ مشن واقعی تمہارے لئے انتہائی معمولی سا مشن ہے۔ لیکن یہ مشن صرف اسی صورت میں آسان ثابت ہو سکتا ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں تک اس مشن کی بھنک نہ پڑے — اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس تک یہ مشن پہنچ گیا تو پھر تمہاری انتہائی خوش قسمتی ہی ہو سکتی ہے کہ تم زندہ واپس آ جاؤ — ورنہ واقعی تمہاری قبریں وہیں بن سکتی ہیں" — باس نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس وہی جس کے چیف کا نام آپ ایکسٹو بتا رہے ہیں" — ڈوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ روزی کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"ہاں وہی پاکیشیا سیکرٹ سروس — یہ ہے تو ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس۔ لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتے ہو کہ بین الاقوامی طور پر جب صدر ایکریمیا کو کسی ایسے مشن سے سابقہ پڑتا ہے جو پوری دنیا کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے تو صدر ایکریمیا، ایکریمیا کی بے شمار ٹاپ ایجنسیوں کو چھوڑ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہائر کرنے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جیسے ہی حرکت میں



آ جائے گی بڑے سے بڑے سیکرٹ ایجنٹ، بڑی سی بڑی مجرم تنظیمیں، بہرحال ان کے مقابلے میں ناکام ہو کر رہ جائیں گی — وہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ اس سیکرٹ سروس کا خاص آدمی ایک شخص علی عمران ہے جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہلاتا ہے بظاہر انتہائی مسخرہ — انتہائی معصوم اور سیدھا سادھا سا آدمی ہے لیکن درحقیقت وہ اس کا الٹ ہے — میرا مقصد تمہیں خوف زدہ کرنا نہیں ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم عمران سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو۔ میں تمہیں صرف خطرات سے آگاہ کر رہا ہوں۔ ان ساری باتوں کو سامنے رکھ کر تم دونوں کا انتخاب کیا گیا ہے کہ اگر بفرض محال پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بارے میں معلوم بھی ہو جائے تو تم دونوں میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ تم یہ مشن پھر بھی مکمل کر سکتے ہو — لیکن بنیادی بات اس مشن میں یہی ہے کہ یہ مشن اس طرح مکمل ہو کہ پاکیشیا کے کسی فرد کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ اگر کسی بھی سطح پر اس کا علم ہو جاتا ہے تو پھر یہ مشن بیکار ہو جائے گا پھر تمہیں فوری طور پر اس مشن کو ترک کر دینا ہو گا" — باس نے کہا۔

"سوری باس! — آپ بے شک مجھے گولی سے اڑا دیں — میرا کورٹ مارشل کرا دیں لیکن میں ان حالات میں وہاں نہیں جا سکتا کہ چوہے کی طرح کام کروں اور اگر وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں تو بزدل گیدڑ کی طرح مشن چھوڑ کر واپس آ جاؤں — یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ کسی کو معلوم ہوئے بغیر مشن مکمل ہو جائے لیکن پھر بھی اگر انہیں معلوم ہو جاتا ہے اور وہ مقابلے پر آ جاتے ہیں تو میں اس وقت تک واپس نہیں آؤں گا جب تک ان کی قبروں پر لگے ہوئے کتبے

منہ پڑھ لوں ـــ آئی ایم ویری سوری باس" ـــ ڈان نے انتہائی سخت اور مضبوط لہجے میں کہا۔

"تم کیا کہتی ہو روزی" ـــ ؟ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے روزی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باس ــ ڈان ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ان حالات میں فرار سے تو بہتر ہے کہ ہم خودکشی کر لیں" ـــ روزی نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ــ میں یہی بات تم دونوں کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔ ویسے مجھے تم دونوں کی فطرت کا شاید تم دونوں سے بھی زیادہ علم ہے۔ لیکن تم دونوں نے میری بات مکمل طور پر سنے بغیر اپنے جذبات کا اظہار شروع کر دیا ہے ـــ میں نے یہ نہیں کہا کہ تم مشن کو ترک کرنے کے بعد واپس آجاؤ ــ نہیں ــ مجھے معلوم ہے کہ یہ تمہاری فطرت کے خلاف ہے۔ یہ ریڈ فائل والا مشن تمہارا اصل مشن نہیں ہے ــ تمہارا اصل مشن اور ہے۔ یہ مشن تو ہنگامی طور پر سامنے آیا ہے اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم پہلے اس مشن کو مکمل کرو۔ اس کے بعد دوسرے مشن پر کام کرو" باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل مشن ــ وہ کیا ہے" ـــ ؟ ڈان اور روزی دونوں نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پہلے اس مشن کی بات مکمل ہو جائے۔ اس مشن کی بنیاد صرف اس بات پر ہے کہ اس کا علم کسی کو نہ ہو ــ پاکیشیا حکومت ــ پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت کسی کو بھی نہیں۔ کیونکہ اگر اس بات کا علم پاکیشیا کو



ہو جاتا ہے کہ اس نظام کے بنیادی فارمولے کی نقل حاصل کر لی گئی ہے یا اس کی کوشش کی گئی ہے تو وہ فوراً سمجھ جائیں گے کہ ریڈ گارڈ نظام کا علم دوسروں کو ہو گیا ہے۔ جب کہ وہ اسے پوری دنیا سے مخفی رکھنا چاہتے ہیں ـــ سوائے شوگران حکومت کے وہ اور کسی کو اس کی بھنک بھی نہیں پڑنے دینا چاہتے اور اسی میں ان کی کامیابی ہے۔ جیسے ہی ریڈ گارڈ کے بارے میں کوشش کا علم ہوا تو پھر یا تو وہ اس نظام کو اپنانے کا سرے سے خیال ہی چھوڑ دیں گے ـــ یا پھر اس کی بنیاد تبدیل کر دیں گے اور دونوں صورتوں میں اس مشن کی تکمیل کا ہمیں کوئی مفاد حاصل نہ ہو گا ـــ تم دونوں اب میری بات سمجھ گئے ہو" ـــ باس نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس ـــ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے" ـــ ڈان اور روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک لحاظ سے یہ مشن مادام روزی کی بے پناہ ذہانت کا امتحان ہو گا ڈان کی تیز کارکردگی اور ایکشن صلاحیتیں اس مشن میں سامنے نہ آ سکیں گی۔ لیکن دوسرا مشن ڈان کا ہو گا ـــ بہرحال اگر تم دونوں کسی کو معلوم ہوئے بغیر مشن مکمل کر لیتے ہو اور ریڈ گارڈ فارمولے کی نقل ہم تک پہنچ جاتی ہے تو یہ ہمارے لئے بے حد مسرت کا باعث ہو گی ـــ لیکن اگر انہیں علم ہو جاتا ہے تو پھر تمہیں مشن مکمل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ـــ تم اسے فوری طور پر ترک کر کے اپنے اصل مشن پر کام شروع کر دو گے" ـــ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس" ـــ آپ بے فکر رہیں یہ مشن بھی مکمل ہو گا

"اور دوسرا بھی" ____ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب دوسرے مشن کے بارے میں بھی سن لو ____ پاکیشیا میں ایک سائنسدان ہے ڈاکٹر ہاشم ____ تم نے اسے ہلاک کرنا ہے اور بس" ____ باس نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان اور روزی کے منہ حیرت کی شدت سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ وہ دونوں بے اختیار اس طرح ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں کہ کہیں باس کے ذہن میں کوئی خلل تو نہیں آ گیا۔

"میں تم دونوں کی کیفیات اچھی طرح سمجھ رہا ہوں" ____ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! ____ کہیں آج فرسٹ اپریل تو نہیں ہے کہ آپ ہم دونوں کو فول بنا رہے ہیں" ____ ڈان نے بے اختیار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں تاریخ دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ یہ کوئی مشن ہی نہیں ہے" ____ باس اسی طرح طنزیہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"باس! ____ ایک سائنسدان کی ہلاکت کا مشن ہو اور بلیک ایجنسی اس پر کام کرے اور بلیک ایجنسی کے ڈان اور روزی یہ مشن مکمل کریں ____ مجھ میں تو اب مزید حیرت زدہ ہونے کی تاب ہی باقی نہیں رہی" ____ ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو! ____ جسے تم آسان مشن سمجھ رہے ہو، وہ اس وقت ایکریمیا، روسیاہ، گریٹ لینڈ، اسرائیل اور اس جیسے دوسرے ممالک جو ظاہراً یا خفیہ طور پر پاکیشیا کو سائنسی یا دفاعی طور پر ناقابل تسخیر بنتا نہیں دیکھنا چاہتے۔ ان سب ممالک کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسیاں، ایکریمیا کی سوائے چند ایجنسیوں



کو چھوڑ کر باقی سب ایسی ایجنسیاں جو پاکیشیا میں کام کرتی ہیں سب اس مشن میں ناکام ہو چکی ہیں۔ گذشتہ چار سالوں سے مسلسل اس مشن پر کام جاری ہے لیکن نتیجہ سوائے ناکامی اور ایجنٹوں کی موت کے اور کچھ نہیں نکل سکا، اور تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اسرائیل نے آخرکار صدر ایکریمیا سے خاص طور پر درخواست کی ہے کہ یہ مشن بلیک ایجنسی کے سپرد کیا جائے جس کے ریکارڈ میں اب تک ناکامی کا خانہ نہیں بن سکا" ____ باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ڈان اور روزی کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"یعنی ایک سائنسدان کو ہلاک نہیں کیا جا سکا ____ کیوں ____ کیا وہ سائنسدان مافوق الفطرت ہے یا اس نے سلیمانی ٹوپی ایجاد کر رکھی ہے کہ وہ پہن کر کسی کو نظر نہیں آتا ____ آخر وجہ کیا ہے ان سب ایجنسیوں کی ناکامی کی" ____ ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ناکامی کی صرف دو وجوہات ہیں ____ نمبر ایک یہ کہ اس سائنسدان کے گرد ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر حفاظتی حصار قائم کر دیئے گئے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جو مستقل طور پر تو اس سائنسدان کی حفاظت نہیں کرتی، لیکن اطلاع ملتے ہی فوراً اس تنظیم کے خلاف کام شروع کر دیتی ہے جو سائنسدان کو ہلاک کرنے کی کوشش میں مصروف ہوتی ہے ____ نتیجہ مکمل ناکامی، موت اور تباہی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے اور اعداد و شمار کے لحاظ سے بتاؤں کہ اس مشن پر اب تک ایکریمیا کی دو بلیک ایجنسیاں مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہیں۔ مختلف ایجنسیوں کے پچیس سے زیادہ ٹاپ سپر ایجنٹس ہلاک ہو چکے ہیں، اسرائیل کے اٹھارہ ٹاپ ایجنٹس روسیاہ کی چار تنظیمیں اور بیس سے زائد ایجنٹس، اور اس کے علاوہ نجانے کتنے

افراد اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں لیکن ڈاکٹر ہاشم کو ہلاک نہیں کیا جاسکا"۔۔۔ باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ واقعی ان حالات میں تو یہ واقعی ڈان اور روزی کا مشن لگ رہا ہے اور باس!۔۔۔ کیوں نہ ہم پہلے یہ مشن مکمل کریں پھر وہ فائل والا مشن بھی کر لیں گے"۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ ریڈ گارڈ نظام مکمل ہونے والا ہے اس کے بعد اس کا فارمولا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی تحویل میں چلا جائے گا اس کے بعد اس فارمولے کے حصول کے لئے کام کرنے کا مطلب یہی ہوگا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو جائے اور مسئلہ ختم۔ چنانچہ پہلے یہی مشن مکمل ہوگا اس کے بعد ڈاکٹر ہاشم والا"۔۔۔ باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس!۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ دونوں مشن ہی مکمل ہو جائیں گے۔ لیکن ان کی تفصیلات"۔۔۔ ڈان نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔۔۔ اس بااعتماد لہجے کا مطلب یہ ہے کہ تم واقعی کامیاب ہوگے ضروری فائلیں تمہارے دفتر پہنچ جائیں گی لیکن تم نے انہیں ساتھ نہیں لے جانا ہوگا ضروری تفصیلات ذہن نشین کر لینا اور بس۔۔۔ ویسے ان مشنز کی تکمیل کے لئے تم مکمل طور پر آزاد ہوگے جس طرح چاہو انہیں مکمل کرو۔۔۔ پاکیشیا میں ہمارا ایک لوکل گروپ موجود ہے چاہو تو اس سے رابطہ کر لو چاہو تو اپنا جیکی والا سیکشن یہاں سے ساتھ لے جاؤ"۔۔۔ میری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ بس میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ پہلے مشن کا جو نتیجہ نکلے سو نکلے۔۔۔ دوسرے مشن میں مجھے سو فیصد کامیابی چاہئے۔ میں بلیک ایجنسی کا ریکارڈ ہر صورت میں ناکامی کے لفظ سے پاک رکھنا



چاہتا ہوں"۔۔۔ باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔ دوسرا مشن تو واقعی بلیک ایجنسی کی عزت کا مسئلہ ہے۔۔۔ ویسے پہلا مشن بھی مکمل ہوگا۔۔۔ لیکن اس ڈاکٹر ہاشم کے بارے میں تفصیلات کی فائل بھی تو آپ دیں گے نہیں"۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ فی الحال تمہیں پہلے مشن کے بارے میں تفصیلات بتائی جائیں گی۔۔۔ جب تم اس بارے میں مجھے رپورٹ دو گے تو اس وقت دوسرے مشن کے بارے میں تفصیلی ہدایات دوں گا"۔۔۔ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس!۔۔۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں"۔۔۔ ڈان اور روزی دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"تم جیکی اور اس کے پورے سیکشن کو ساتھ لے جاؤ تاکہ کسی لوکل آدمی سے تمہارا رابطہ نہ ہو سکے۔۔۔ اسی طرح یہ مشن کامیاب ہو سکتا ہے۔۔۔ لوکل گروپ کے باس کا نام بھی جیکی ہے۔۔۔ بہرحال آخری بات سن لو کہ تمہارا مشن صرف فلم کے حصول تک محدود ہوگا۔ فلم حاصل کرتے ہی تم نے یہ فلم پاکیشیا میں موجود ایک آدمی کے حوالے کر دینی ہے اور بس۔۔۔ جب فلم مجھ تک پہنچ جائے گی اس کے بعد تمہیں دوسرے مشن کے بارے میں تفصیلی ہدایات دوں گا"۔۔۔ باس نے کہا۔

"وہ آدمی کون ہے"۔۔۔ ؟ ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"لوکل گروپ کے سلسلے میں تمہیں جو فائل دی جائے گی اس میں سرخ صفحے پر اس آدمی کی نشاندہی اور اس سے مل کر فلم دینے تک کے تمام کوڈ درج ہوں گے"۔۔۔ باس نے جواب دیا۔

"او کے باس ۔۔۔ اب ہمیں اجازت ۔ تاکہ ہم تیاری کر سکیں" ۔۔۔ ڈان نے کہا اور باس کے سر ہلانے پر وہ کرسی سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

روزی بھی مسکراتی ہوئی اٹھی اور سر کے اشارے سے باس کو سلام کر کے ڈان کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"وش یو گڈ لک" ۔۔۔ باس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بیرونی دروازہ خود بخود کھل گیا۔



"عمران صاحب ۔۔۔ آپ نے ہم سب سے غلط بیانی کیوں کی ۔۔۔ کیا ثریا ہماری بہن نہیں ہے" ۔۔۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ اس وقت ایک معروف ہوٹل کے لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ لسٹ میں موجود تمام سامان، لباس اور زیورات ایک ہی شاپنگ پلازہ سے مل گیا تھا اس لئے عمران نے انہیں سر رحمان کی کوٹھی کا پتہ دے کر سارا سامان وہاں بھجوانے کا کہہ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹھی فون کر کے اماں بی سے کہہ بھی دیا کہ ثریا کے لئے جو لسٹ انہوں نے دی تھی وہ سامان وہ خرید کر بھجوا رہا ہے۔ اس فون سے پہلی بار صفدر اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کا علم ہوا تھا کہ مسئلہ جولیا اور عمران کی شادی کا نہ تھا بلکہ یہ سارا سامان ثریا کی شادی کے سلسلے میں منگوایا گیا تھا۔ وہاں تو وہ پبلک جگہ کی وجہ سے خاموش رہے اور جولیا وعدے کے مطابق انہیں چائے پلانے کے لئے اس خوبصورت ہوٹل میں لے آئی تو یہاں آ کر صفدر نے عمران سے بات کی۔

"غلط بیانی — کیا مطلب" — عمران نے اس طرح حیران ہو کر پوچھا جیسے اُسے علم ہی نہ ہو۔

"آپ نے ہمیں یہ تاثر کیوں دیا کہ یہ سامان جولیا کی شادی کے سلسلے میں منگوایا جا رہا ہے" — صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جولیا کی شادی — یعنی کیا مطلب! — کیا واقعی جولیا شادی کر رہی ہے — اوہ! پھر تو مجھے بھی کوئی تحفہ وغیرہ خرید لینا چاہیے تھا، دولہا میاں کے لئے" — عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس" — اس سے پہلے کہ کوئی بولتا، جولیا نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور عمران اس طرح حیرت سے جولیا کو دیکھنے لگا جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ آخر جولیا کیوں غصے میں آ گئی ہے۔

"اچھا تحفہ خریدنا نانسنس ہے — چلو ٹھیک ہے خریدوں گا نہیں۔ اب شاپ لفٹنگ تو فیشن بن چکا ہے" — عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"میں جا رہی ہوں" — جولیا نے اٹھ کر پیر پٹختے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب! — آپ کو جولیا کے جذبات کا لحاظ رکھنا چاہیے" — صفدر نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور پھر خود اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا جولیا کے پیچھے چل پڑا۔

"کمال ہے — سامان کیا خرید کر دیا ہے۔ اب رعب بھی جمانے لگے ہیں" — عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے عمران صاحب! — ہم سب بھی سمجھے تھے کہ آپ جولیا سے شادی پر رضامند ہو گئے ہیں اور یہ سامان کی خریداری اسی سلسلے میں ہو رہی



ہے" — کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے میں تو رضا ہی رضا ہوں، مسئلہ اس مسند صاحب کا ہے — وہ چہرے پر نقاب اوڑھے ساری رضا پر مسند بلکہ بند کئے بیٹھا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے صفدر جولیا کو ہمراہ لئے واپس آ گیا۔ وہ شاید اُسے سمجھا بجھا کر واپس لے آیا تھا۔ جولیا کا چہرہ ستا ہوا تھا اور وہ خاموش سی آ کر کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"وہ لسٹ اور بل کہاں ہے صفدر" — عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کیوں" — صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"وہ مجھے دو۔ میں باس کو بھجوا دیتا ہوں" — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! — آپ کو پہلی بار میں نے اس قسم کی بات کرتے دیکھا ہے۔ میرا مقصد یہ نہ تھا کہ مجھے یہ خریداری بوجھ محسوس ہوئی ہے — ثریا میری بھی چھوٹی بہن ہے۔ میں تو صرف اس لئے کہہ رہا تھا کہ آپ مجھے پہلے بتا دیتے تو مجھے اور بھی زیادہ مسرت ہوتی" — صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ — ماشاء اللہ — یہ ثریا سے زیادہ میری خوش قسمتی ہے۔ ورنہ اماں بی نے تو الٹی میٹم دے دیا تھا کہ تم بڑے بھائی ہو اس لئے خرچہ تمہیں ہی کرنا ہوگا اور میں سوچ رہا تھا کہ اب فیاض کی منت کروں — ویسے میرا یہ مقصد نہ تھا جو تم سمجھے ہو — وہ باس تو ڈیڈی سے بھی زیادہ بڑا کنجوس ہے۔ وہ کہاں سے بل دے گا۔ میں تو اس لئے اُسے یہ لسٹ اور بل بھیجتا

چاہتا تھا تاکہ آپ سے معلوم ہو سکے کہ زیادہ خرچہ نہیں آتا۔ بس یہی ڈیڑھ دو لاکھ کی معمولی رقم لگتی ہے۔ وہ خواہ مخواہ ڈر کے مارے اس معاملے کو ٹالتا چلا آرہا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کس معاملے کو — کس کی بات کر رہے ہو" — جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"تفصیل کا تو مجھے علم نہیں — مجھے تو سرسلطان نے بتایا ہے کہ ان کی معرفت باس سے بات چیت کی جا رہی ہے۔ کیونکہ بہرحال وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے اس کی اجازت کے بغیر تو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور جولیا کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا لیکن شرم کے مارے اس نے منہ بے اختیار دوسری طرف کر لیا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئی تھی کہ سرسلطان کی معرفت عمران کی بات ہی کی جا سکتی تھی۔

"لیکن عمران صاحب! — اس کے لئے تو اصل معاملہ آپ کی اماں بی کا ہے۔ اگر وہ اڑ جائیں تو پھر باس کی بھی مجال نہیں کہ وہ ٹال مٹول کر سکے" — کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اماں بی کی طبیعت تو تم جانتے ہو۔ وہ پہلے اپنے بیٹے سے تو فارغ ہو جائیں پھر ہی کسی اور کا نمبر آ سکتا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کا یہ فقرہ سن کر جولیا تو جولیا سارے ممبران بری طرح چونک پڑے۔

"کیا مطلب! — کیا سرسلطان آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے بات کر رہے ہیں" — اس بار صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میرے علاوہ — کیا مطلب" — عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جولیا کو اس کے اس فقرے اور چونکنے نے ایک بار پھر مسکرانے پر مجبور کر دیا۔



"صفدر! — میرا خیال ہے اب چلنا چاہئے۔ بہت دیر ہو گئی ہے" — کیپٹن شکیل نے شاید معاملے کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں چلو" — صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی شاید کیپٹن شکیل کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ اس معاملے کو اگر مزید واضح کیا گیا تو جولیا کے جذبات لازماً مجروح ہوں گے کیونکہ وہ عمران کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ باقی ساتھی بھی اٹھتے، ویٹر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب آ گیا۔

"آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں" — ویٹر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر سینگوں والی نشانی نہ بتائی گئی ہو تو پھر میں ہوں۔ ورنہ یہ ہیں" — عمران نے مسکرا کر صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سینگوں والی نشانی" — ویٹر نے حیران ہو کر کہا جیسے بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"بھئی سارے اردو ادب میں ایک ہی تو محاورہ ہے — وہ سر سے سینگ غائب ہونے والا" — عمران نے کہا اور اس بار ویٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"صاحب! — یہ خط ایک لیڈی صاحبہ نے دیا ہے کہ جا کر علی عمران صاحب کو دے آؤ" — ویٹر نے ہنستے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ آگے کر دیا۔

"لیڈی صاحبہ نے — مجھے دکھاؤ" — جولیا نے بری طرح چونک کر کہا اور پھر تیزی سے ویٹر کے ہاتھ سے لفافہ جھپٹ لیا۔ ہوٹل کا مخصوص لفافہ تھا۔ ویٹر سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ عمران بڑے اطمینان اور سکون سے بیٹھا

ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تجسس نہ تھا جب کہ باقی ساتھی اور جولیا کے چہرے تجسس کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ کیونکہ لیڈی صاحبہ کا مطلب یہی لیا جا سکتا تھا کہ کوئی امیر کبیر عورت ہوگی۔

جولیا نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لفافے کے اندر موجود کاغذ نکالا۔ کاغذ پر صرف ایک لائن درج تھی جسے انگریزی میں لکھا گیا تھا۔

"علی عمران! تمہیں دیکھ کر مجھے اور کسی کو دیکھنے کی خواہش نہیں رہی کیا تم مجھ سے ملنا پسند کرو گے" ——— اور اس لائن کے نیچے گلاب کا ایک پھول سیاہی سے بنایا گیا تھا اور کچھ نہ تھا۔

"یہ کون ہے ——— ؟" جولیا نے بے اختیار چونکتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون" ——— عمران نے چونک کر پوچھا کیونکہ واقعی اسے معلوم ہی نہ تھا کہ خط میں کیا درج ہے اور خط کس کی طرف سے ہے۔

"جس نے یہ لکھا ہے" ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں خط عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصہ تھا جب کہ صفدر اور دوسرے ساتھی مسکرا رہے تھے۔ وہ اسے بھی عمران کی کوئی شرارت ہی سمجھ رہے تھے کیونکہ ظاہر ہے کوئی بھی کسی کو اس طرح خط نہیں لکھتا۔

"اوہ! ——— کیا رومانٹک فقرہ ہے، پھر نیچے گلاب کا پھول ——— کیا خوبصورت انداز ہے۔ اب تو اس سے ملنا پڑے گا" ——— عمران نے بڑے تعریفی انداز میں خط پڑھتے ہوئے کہا۔

"میں پوچھ رہی ہوں یہ کون ہے" ——— جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔



"اگر تم مجھ پر شرلاک ہومز ہونے کا لیبل چسپاں نہ کرو تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ خط لکھنے والی کوئی خوبصورت اور نوجوان ایکریمین لڑکی ہے جس کا نام روزی یا روزی ہے ——— وہ واقعی مجھ سے ملنے ایکریمیا سے آئی ہے۔ اور شاید اس نے پہلی بار مجھے دیکھا ہے ——— بہرحال میرا فون اس کے پاس ضرور موجود ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا سمیت سارے ساتھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اسے پہلے سے جانتے ہو" ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کاش اس قدر آرٹسٹک ذہن رکھنے والی کو جانتا ہوتا" ——— عمران نے ایک مسرت بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں دیکھتی ہوں کون ہے یہ ——— میں نے اس کی آنکھیں نہ نوچ لیں تو ——— بے شرم بے حیا" ——— جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگی۔

"عمران صاحب! ——— کیا یہ آپ کی شرارت ہے" ——— صفدر نے جولیا کے جانے کے بعد پوچھا۔

"شرارت! ——— کیا مطلب ——— تمہارا کیا مطلب ہے۔ ایسی رومانٹک شرارت میں کر سکتا ہوں ——— کیا تمہیں میری جنس بدلی ہوئی نظر آ رہی ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر یہ کس کا خط ہو سکتا ہے ——— اور کیوں یہ خط لکھا گیا ہے؟" صفدر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم لوگوں کی طرح دوسرے بھی ناقدرشناس ہیں۔

جیسی بڑے بڑے قدر شناس پڑے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی ہنس پڑے۔

"اگر واقعی آپ نہیں جانتے تو پھر آپ نے اتنے سارے اندازے کیسے لگا لئے کہ یہ لڑکی ایکریمین ہے اور اس نے پہلے آپ کا فوٹو دیکھ رکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ" ۔۔۔۔ اس بار صدیقی نے کہا اس کے لہجے میں کافی تجسس تھا۔

"گلاب کے پھول کی وجہ سے میں نے اس کا نام روز یا روزی کہا ہے اور اپنے نام کی جگہ گلاب کا پھول بنا دینا انتہائی رومانٹک ذہن رکھنے کی دلیل ہے۔ تحریر کا انداز خالصتاً نسوانی ہے اور جس طرح تیزی سے الفاظ لکھے گئے ہیں یہ بات اس کے جذباتی پن اور نوجوانی کی دلیل ہے ۔۔۔۔ تحریر میں وہ پختگی نہیں ہے جو ادھیڑ عمر لوگوں کی تحریر میں خود بخود آجاتی ہے ۔۔۔۔ خوبصورت اس لئے کہا ہے کہ اس قدر لطیف حسِ جمال رکھنے والی لڑکی یقیناً خوبصورت ہی ہوگی ۔۔۔۔ تحریر انگریزی میں ہے لیکن بعض لفظوں کے سپیلنگ بتاتے ہیں کہ لکھنے والی کا تعلق ایکریمیا سے ہے ۔۔۔۔ اور یہاں ویٹر تک مجھے نہیں پہچانتا تو اس لڑکی کا نہ صرف مجھے پہچان جانا بلکہ میرا نام بھی جان لینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے لازماً میرا فوٹو دیکھا ہے ۔۔۔۔ اور رہی یہ بات کہ وہ مجھ سے ملنے ایکریمیا سے یہاں آئی ہے تو بھئی اب کم از کم اتنی سی خوش فہمی میں مبتلا تو ہو ہی سکتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

اسی لمحے جولیا واپس آتی دکھائی دی اور سب اسے چونک کر دیکھنے لگے۔

"یہ لازماً عمران کی شرارت ہے ۔۔۔ وہاں وہ ویٹر ہی نہیں ہے۔ اور میں نے ہیڈ ویٹر سے پوچھا تو اس نے بتایا ہے کہ اس حلیے کا کوئی ویٹر سرے سے



ہوٹل میں موجود ہی نہیں ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ وہ ویٹر صاحب مجھ سے بھی زیادہ حسین ثابت ہوئے ۔۔۔۔ وہ کیا کہا ہے ایک شاعر نے کہ مجھ سے زیادہ خوش قسمت تو نامہ بر رہا کہ نامہ پہنچا کے رقیب بن بیٹھا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔ خواہ مخواہ اپنی اہمیت بڑھانے کے لئے تم ایسا ہی گھٹیا مذاق کر سکتے ہو ۔۔۔ آؤ صفدر، چلیں" ۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور پھر گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"ارے ارے ۔۔۔ وہ چائے کا بل تو دیتی جاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"فکر نہ کرو ۔۔۔ وہ میں کاؤنٹر پر ادا کر چکی ہوں" ۔۔۔۔ جولیا نے مڑ کر کہا۔

"آئیے عمران صاحب" ۔۔۔۔ صفدر نے عمران کو اسی طرح کرسی پر بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"آں ۔۔۔ ہاں چلو" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ویسے اس کے اپنے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی کہ آخر یہ اس رقعے کا مقصد کیا ہے۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس رقعے کے پیچھے کوئی گہرا مقصد ہو سکتا ہے۔ پہلے تو اس نے بھی اسے کسی حسین اور شوخ لڑکی کی شرارت سمجھا تھا جو شاید اسے جانتی ہو۔ لیکن اب اس حلیے کے ویٹر کا موجود نہ ہونا ہی اسے کھٹک گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ جس نے بھی یہ رقعہ لکھا ہے وہ نہیں چاہتی کہ اس کا حلیہ عمران یا اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو سکے۔ پھر گیٹ کے قریب پہنچتے پہنچتے وہ یکلخت چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔

"اوہ ٹھہرو — ایک منٹ" — عمران نے چونک کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب ٹھٹک کر اُسے دیکھنے لگے۔

"تم سب واپس جا کر کرسیوں پر بیٹھو — میں باس سے بات کر کے ابھی آتا ہوں۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ درست ہو" — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب کوئی اور گھٹیا مذاق سوجھ رہا ہے" — جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا — یہ مت بھولا کرو کہ تم صرف جولیا ہی نہیں ہو۔ اس کے علاوہ بھی تمہارا ایک عہدہ ہے" — عمران نے اس بار سخت لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں — میں ان کا خدشہ سمجھ گیا ہوں۔ ہو سکتا ہے عمران کی وجہ سے ہماری حیثیت کو چیک کیا جا رہا ہو" صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر یہ بات تھی تو یہ رقعہ بھیجنے کی کیا ضرورت تھی" — جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اب بھی اس کے ذہن میں یہی خیال ہے کہ عمران خواہ مخواہ چکر چلا رہا ہے۔

"اور بھی بہت سی باتیں ہو سکتی ہیں" — عمران نے سنجیدگی سے کہا اور تیزی سے واپس ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل کی گیلری میں بھی کئی فون بوتھ موجود تھے۔ عمران ایک خالی فون بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے جیب سے سکے نکالے اور فون باکس میں ڈال کر اس نے اپنے فلیٹ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں" — رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"جناب آغا سلیمان پاشا صاحب! — آپ کے مزاج تو بخیریت ہیں نا — موڈ تو خراب نہیں ہے" — عمران نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"کاش آپ یہ بات فون پر پوچھنے کی بجائے بالمشافہ پوچھتے تو آپ کو میرے موڈ کا عملی مظاہرہ دیکھنے کو مل جاتا" — دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"اوہ جناب! — ہمیں تو آپ کے فن باورچی کا عملی مظاہرہ دیکھنے کی خواہش ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اپنے چند دوستوں کو رات کے کھانے کی دعوت دے دوں — وہ بیچارے تم سے اور تمہارے موڈ سے قطعاً واقف نہیں ہیں۔ سیر و سیاحت کے لئے اعظم گڑھ سے آئے ہوئے ہیں۔ بس اتفاقاً یہاں ہوٹل میں ملاقات ہو گئی۔ کہہ رہے تھے کہ ہوٹل کا بدمزہ کھانا کھاتے کھاتے تنگ آ گئے ہیں۔ اس بات پر میں نے تمہارے کھانے کی تعریفیں شروع کر دیں۔ لیکن میں نے ابھی باقاعدہ دعوت نہیں دی — تمہارے موڈ سے ڈر لگتا ہے۔ آخر تم آل پاکیشیا کک ایسوسی ایشن کے اعزازی صدر ہو" — عمران نے کہا۔

"پہلے تو یہ بتائیں کہ آپ وہاں ہوٹل میں کیا کرنے گئے تھے — اب آپ نے آوارہ گردی بھی شروع کر دی ہے" — دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس پر عمران کے خوشامدی فقروں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

"ارے ارے آوارہ گردی تھوڑا کر رہا ہوں ___ وہ ڈیڈی کی مہمان مس جولیا کو بھگت رہا ہوں۔ ڈیڈی بھی ایسے حکم دے دیتے ہیں کہ مہمان کو شہر کی سیر کراؤ اور مہمان صاحبہ ہیں کہ ہر ہوٹل کے باورچی خانے کا ٹیسٹ لینے پر تلی ہوئی ہے ___ مجھے تو یقین ہے کہ وہ یقیناً ہوٹلوں کے باورچیوں پر کوئی تحقیق کر رہی ہیں۔ یہ غیر ملکی ایسے ہی اوٹ پٹانگ کاموں کو ریسرچ کا نام دے دیتے ہیں" ___ عمران کی زبان پوری روانی سے چل رہی تھی۔

"آپ بھی اس ریسرچ میں شامل ہو جائیں اور اپنے دوستوں کو بھی کر لیں میں نے تو ایک اجلاس کی صدارت کرنی ہے۔ میں اس وقت تیار ہو رہا تھا جب آپ کا فون آیا۔ سوری" ___ دوسری طرف سے سلیمان نے خشک لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے برا سا منہ بنایا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا جدھر اس کے ساتھی دوبارہ جا کر بیٹھ گئے تھے اور اب انہوں نے کوک منگوالی تھی۔

"سوری دوستو! ___ میرا باورچی تو کسی اجلاس کی صدارت کرنے جا رہا ہے اس لئے معذرت خواہ ہوں آپ کو ڈنر کی دعوت نہیں دے سکتا۔ شاید اگر آپ کہیں تو میں آپ کے ساتھ آپ کے ہوٹل چل کر ڈنر کر لیتا ہوں کیونکہ ظاہر ہے اب مجھے بھی ڈنر باہر ہی کرنا پڑے گا ___ اور مس جولیا سے پوچھ لیں اگر وہ واپس ڈیڈی کی کوٹھی جانا چاہیں تو ان کی مرضی ___ ورنہ میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ بھی ساتھ ہی ڈنر کر لیں۔ آخر کل تو انہوں نے اکٹھا بعد میں ہی لینا ہے" ___ عمران



نے ان کے قریب پہنچ کر بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے پہلے فقرے سن کر تو سب بے اختیار چونک پڑے لیکن پھر وہ نارمل ہو گئے۔

"سوری ___ میں تو واپس جاؤں گی ___ آپ لوگ خود آپس میں فیصلہ کر لیں" ___ جولیا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہمیں بھی اجازت دیجئے عمران صاحب! ___ ہم نے ابھی واپسی کا پروگرام بنانا ہے" ___ صفدر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے ___ جیسے آپ کی مرضی ___ اب مجھے فیاض کا مہمان بننا پڑے گا" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے جب گیٹ کی طرف بڑھ گئے تو عمران بھی کندھے اچکاتا ان کے پیچھے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ شاید رقعہ بھیجنے والوں نے اس بات کی تصدیق کرنی چاہی ہو کہ عمران کے ساتھی کہیں سیکرٹ سروس کے ممبر نہ ہوں اور وہ آسانی سے ان کا تعاقب کر کے ان کی رہائش گاہیں معلوم کر لیں۔ اس نے جان بوجھ کر سلیمان سے بھی ایسی باتیں کی تھیں کہ سلیمان انکار کر دے۔ کیونکہ وہ سلیمان کی ذہانت سے اچھی طرح آگاہ تھا اور یہی ہوا سلیمان نے اس کی مرضی کے عین مطابق جواب دیا اور اب اس کے ساتھی بھی اشارہ سمجھ گئے تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ وہ اب اپنے اپنے فلیٹ میں جانے کی بجائے کسی ہوٹل میں جائیں گے اور پھر اپنے تعاقب کا ہر لحاظ سے خیال رکھنے کے بعد ہی وہاں سے کسی خفیہ دروازے سے نکل کر اپنی رہائش گاہوں پر پہنچ جائیں گے۔ اس طرح اگر واقعی عمران کا خدشہ درست ہوا تو رقعہ بھیجنے والوں کی پلاننگ فیل ہو جائے گی۔ اسے یقین تھا کہ رقعہ

بھیجنے والے یا ان کے آدمی یقیناً اس کے آس پاس موجود ہوں گے لیکن ظاہر ہے چونکہ وہ انہیں پہچانتا نہ تھا اس لئے اب ہوٹل میں انہیں تلاش کرنا حماقت ہی تھی۔

عمران کو یقین تھا کہ جلد ہی اس رقعے کا اصل مقصد سامنے آ جائے گا اور اس نے واقعی موڈ بنا لیا تھا کہ آج رات کا کھانا فیاض کے ساتھ کھا کر وہ واپس اپنے فلیٹ جائے گا۔



ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر نیم دراز روزی چونک کر سیدھی ہوئی اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" — روزی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جیکی بول رہا ہوں مادام" — دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیا رپورٹ ہے" — روزی نے چونک کر پوچھا۔

"مادام! — عمران کے ساتھی سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہیں۔ وہ غیر ملکی عورت اس کے ڈیڈی کی مہمان ہے اور باقی لوگ اس کے دوست ہیں جو اعظم گڑھ سے یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے ہوئے ہیں اور ہوٹل خیابان میں رہائش پذیر ہیں" — جیکی نے کہا۔

"ویری بیڈ — میرا تو خیال تھا کہ یہ لوگ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے اور ان کی رہائش گاہیں معلوم ہوتے ہی ہم ان پر چڑھ دوڑیں

گے ۔۔۔ بہرحال تفصیل بتاؤ" ۔۔۔ روزی نے منہ بناتے ہوئے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"مادام! ۔۔۔ میں نے ویٹر کے روپ میں جا کر جب عمران کو رقعہ دیا تو پھر میں نے فوراً جا کر ویٹر کی وردی بھی اتار دی اور ماسک میک اپ بھی صاف کر دیا ۔۔۔ اس دوران وہ سب اٹھ کر گیٹ کے قریب پہنچ چکے تھے لیکن وہاں سے وہ واپس پلٹ گئے جب کہ عمران ہوٹل کے برآمدے میں فون کرنے آ گیا۔ میں چونکہ اس وقت برآمدے میں ہی موجود تھا اس لئے میں نے فون بوتھ کے ہوا والے رخ سے سوراخ سے اس کی فون پر ہونے والی ساری گفتگو واضح طور پر سن لی۔ کال اس نے اپنے باورچی کو کی تھی۔ اس باورچی کو بھی اس نے بتایا کہ اس کے دوستوں کا گروپ اعظم گڑھ سے سیر کرنے آیا ہوا ہے اور وہ انہیں ڈنر کی دعوت دینا چاہتا ہے ۔۔۔ اس غیر ملکی عورت جس کا نام جولیا ہے اس کے متعلق اس نے بتایا کہ وہ اپنے ڈیڈی کے کہنے پر اس کو شہر کی سیر کرا رہا ہے۔ لیکن اس کا باورچی شاید لیبر لیڈر ہے اس نے صاف معذرت کر لی کہ وہ ایک اجلاس کی صدارت کرنے جا رہا ہے اس لئے ڈنر تیار نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اس کے بعد وہ سب لوگ اٹھ کر باہر آ گئے وہ غیر ملکی عورت ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر آفیسرز کالونی چلی گئی جہاں عمران کے ڈیڈی کی کوٹھی ہے جب کہ باقی گروپ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر ہوٹل خیابان چلا گیا اس کے بعد عمران خود بھی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ اس نے بھی آفیسرز کالونی بلاک بی کے لئے ٹیکسی کرائی تھی" ۔۔۔ جیکی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب عمران کو براہ راست ٹٹولنا پڑے گا ۔۔۔



ٹھیک ہے ۔۔۔ تم اپنی کوششوں میں لگے رہو۔ شاید کہیں سے ان لوگوں کا سراغ مل جائے ۔۔۔ میں عمران کو ٹٹولتی ہوں" ۔۔۔ روزی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ڈوان اندر داخل ہوا۔

"ارے کیا بات ہے ۔۔۔ کچھ مایوس سی لگ رہی ہو ۔۔۔ کیا ہوا ۔۔۔؟" ڈوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آ کر سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کچھ نہیں ۔۔۔ میں آج جیکی کے ساتھ کھانا کھانے ایک ہوٹل گئی تو اچانک مجھے وہاں عمران نظر آ گیا" ۔۔۔ روزی نے کہا تو ڈوان یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ! ۔۔۔ پھر ۔۔۔؟" ڈوان نے چونک کر پوچھا

"عمران کے ساتھ ایک خوبصورت عورت اور چار مقامی افراد تھے۔ وہ چاروں خاصے لمبے تڑنگے اور ورزشی جسموں کے مالک دکھائی دیتے تھے"۔ روزی نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ ایک عورت اور چار اسی طرح کے مرد ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ پھر یقیناً یہی سیکرٹ سروس کے افراد ہوں گے" ۔۔۔ ڈوان نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی یہی خیال آیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے میں عمران کے سامنے تو نہ آ سکتی تھی۔ اس لئے میں نے فوراً ان کی اصلیت جاننے کے لئے پلاننگ کی اور جیکی کی معرفت ہوٹل کا لفافہ اور کاغذ منگوا کر اس پر عمران کے نام ایک نام سا پیغام لکھا اور نیچے اپنے نام کی بجائے گلاب کا پھول بنا دیا۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اگر یہ رقعہ عمران تک کوئی ویٹر پہنچاتا تو عمران اس

ویٹر کی مدد سے مجھے اور جیکی کے حلیوں سے واقف ہو سکتا تھا اس لئے جیکی نے ایک اور کام دکھایا۔ وہ ہوٹل کے اس کمرے میں گیا جہاں ویٹرز کی یونیفارمز موجود تھیں۔ اس نے اپنے لباس کے اوپر ہی یونیفارم پہنی۔ ماسک اس کے پاس موجود تھا وہ اس نے چہرے پر چڑھا کر چہرہ بدلا اور پھر وہ ویٹر کے روپ میں جا کر رقعہ اس عمران کو دے کر واپس آ گیا۔ میں اسے رقعہ دے کر فوراً یہاں آ گئی تاکہ میں کسی طرح بھی منظر پر نہ آؤں ـــــ رقعے سے میرا مطلب تھا کہ عمران لازماً متجسس ہو گا اور پھر وہ ہماری تلاش بھی کرے گا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی بات چیت سے ان کی اصلیت بھی سامنے آ جائے گی ـــــ جیکی نے اس بارے میں اس کی نگرانی کر کے مجھے رپورٹ دینی تھی اور جیکی نے ابھی فون پر جو رپورٹ دی ہے وہ انتہائی مایوس کن ہے" ـــــ روزی نے کہا۔

"کیا بتایا ہے اس نے ـــــ آدمی تو انتہائی ہوشیار ہے" ـــــ ڈان نے کہا اور روزی نے جیکی کی تمام رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ! ـــــ پھر تو واقعی یہ وہ لوگ نہیں ہو سکتے ـــــ بہرحال اب ان عمران کو رقعہ بھیجنے والوں کو تلاش کرنے دو۔ ہم نے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے ـــــ اس سے پہلے کوئی ایسا کام نہیں کرنا جس سے ہم نظروں میں آ سکیں۔ ویسے تمہیں رقعے کی بجائے جیکی کو ساتھ لے کر ان کے قریب بیٹھ کر ان کی گفتگو سننا چاہئے تھی" ـــــ ڈان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل انہیں تجسس میں مبتلا کر کے راز اگلوانا چاہتی تھی۔ اس طرح اصل بات سامنے آ جاتی" ـــــ روزی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ طریقہ تو اچھا تھا لیکن ـــــ" ڈان نے کہا اور



اٹھ کر دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود شراب کی کئی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی اور پھر دو گلاس بھی ساتھ ہی اٹھا کر وہ واپس صوفے پر آ بیٹھا۔ اس نے بوتل کھول کر دونوں گلاس بھرے اور ایک گلاس روزی کی طرف بڑھا کر دوسرا اس نے خود اٹھا لیا اور لمبے لمبے گھونٹ اس طرح بھرنے لگا جیسے اسے شراب کی طلب انتہائی شدید ہو۔

"تم بتاؤ کیا کر آئے ہو" ـــــ روزی نے چسکی لیتے ہوئے پوچھا۔

"میں مکمل جائزہ لے آیا ہوں ـــــ سر راشد کی کوٹھی میں باقاعدہ حفاظت کے لئے مسلح دستہ موجود ہے ـــــ نوکر بھی کافی تعداد میں ہیں اور سر راشد کی بیوی اور جوان بچے بھی وہیں رہتے ہیں" ـــــ ڈان نے کہا۔

"اوہ! ـــــ پھر" ـــــ روزی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر کیا ـــــ رات کو لازماً میں سر راشد کے بیڈ روم میں پہنچوں گا اور پھر سر راشد کو وہ فارمولا بہرحال میرے حوالے کرنا پڑے گا" ـــــ ڈان نے کہا۔

"کیا پلاننگ کی ہے تم نے" ـــــ روزی نے پوچھا۔

"بڑی سیدھی سادھی سی پلاننگ ہے ـــــ سر راشد کے ملازموں کے کوارٹرز کوٹھی کے ایک علیحدہ حصے میں ہیں ـــــ میں رات کو وہاں پہنچ جاؤں گا اور کسی بھی ملازم کا میک اپ کر کے سر راشد کے سر پر پہنچ جاؤں گا اس کے بعد سر راشد کو وہ فارمولا میرے حوالے کرنا ہو گا" ـــــ ڈان نے کہا اور روزی بے اختیار ہنس دی۔

"دراصل باس نے یہ خفیہ رکھنے والی جو شرط ہم دونوں پر عائد کر دی

ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے ذہن بھی درست کام نہیں کر رہے" —— روزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" —— ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"تم یہاں کی مقامی زبان نہ سمجھ سکتے ہو نہ بول سکتے ہو۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ ضروری تو نہیں کہ تمہاری قد و قامت کا سر راشد کا کوئی ملازم بھی ہو —— اور وہ ملازم بھی ایسا ہو کہ وہ سیدھا سر راشد کے بیڈ روم کے اندر بھی چلا جائے تو کسی کو معلوم نہ ہو سکے —— اور تیسری اور اہم بات یہ کہ کیا سر راشد تمہیں دینے کے لئے اس قدر اہم فارمولا اپنے سرہانے کے نیچے رکھے سو رہا ہو گا" —— روزی نے ہنستے ہوئے کہا اور ڈان کے چہرے پر خجالت کے آثار پھیل گئے وہ پھیکی سی ہنسی ہنسنے لگا۔

"واقعی پہلے میں سوچ رہا تھا کہ تم نے رقعہ بھیج کر اس عمران کو چونکا کر حماقت کی ہے —— لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میری پلاننگ بھی سراسر حماقت پر مبنی ہے —— واقعی جب میں مقامی زبان بول اور سمجھ ہی نہیں سکتا تو میں کسی ملازم کا روپ کیسے دھار سکتا ہوں —— اور سر راشد واقعی فارمولا اپنے بیڈ روم میں رکھے ہوئے تو نہ ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس مشن نمبر ایک کو چھوڑ کر براہ راست مشن نمبر دو پر ہی کام کرنا چاہئے۔ وہ کام ہماری فطرت کے عین مطابق ہے" —— ڈان نے کہا۔

"ارے ارے —— اتنی جلدی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ دراصل اس طرح کے خفیہ کام ہم نے پہلے کبھی کئے نہیں اس لئے ہمیں پریشانی ہو رہی ہے۔ لیکن باس چاہتا تھا کہ ہمارا مشن نمبر ایک ہی پورا ہو



تو ہمیں ہر صورت اس کی ہی کوشش کرنی چاہئے" —— روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کم از کم مجھ سے یہ خفیہ رہ کر فارمولا حاصل کرنے والا کام نہیں ہو سکے گا —— میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ سر راشد کی کوٹھی کے ملازموں کو ہٹا کر اندر پہنچ جاؤں اور سر راشد سے جبراً وہ فارمولا حاصل کر لوں۔ لیکن اس طرح پولیس فوراً آجائے گی اور معاملہ چونکہ ڈیفنس سیکرٹری کا ہے اس لئے لازماً وہ سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آجائے گی" —— ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے —— اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ذہنوں میں شروع سے ہی یہ بات ہے کہ ہمیں بہرحال مشن نمبر دو ہی مکمل کرنا ہے کیونکہ مشن نمبر ایک جس قسم کا مشن ہے وہ سراسر ہماری طبیعت اور عادت کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس سلسلے میں نہ ہی کوئی ٹھوس پلاننگ کی ہے اور نہ ہی کوئی لائحہ عمل سوچا ہے" —— روزی نے جواب دیا۔

"کیا پلاننگ کریں۔ تم ہی بتاؤ —— میں تو بری طرح الجھ گیا ہوں" —— ڈان نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو! —— سر راشد نے وہ فارمولا یقیناً کسی ایسی جگہ رکھا ہو گا جہاں اس پر عملدرآمد کے لئے آسانی سے اٹھایا اور واپس رکھا جا سکتا ہو۔ اور عملدرآمد چونکہ سائنسدانوں اور فوجی ماہرین نے کرنا ہے اس لئے لازماً یہ کسی فوجی کونسل کی تحویل میں ہو گا —— اب مسئلہ صرف اتنا ہے کہ سر راشد سے ہم کیسے معلوم کریں کہ یہ فارمولا کہاں موجود ہے اور سر راشد کو کسی قسم کا

شک بھی نہ ہو سکے۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم سر راشد سے کسی ایسی شخصیت کے روپ میں بات کریں جس سے وہ متاثر ہو کر اصل بات بھی بتا دے اور اسے ہم پر شک بھی نہ ہو سکے ۔۔۔ جب ہمیں یہ پتہ لگ جائے گا کہ فارمولا دراصل ہے کہاں تو پھر اس کی فلم حاصل کرنے کی پلاننگ کی جا سکتی ہے" ۔۔۔ روزی نے کہا اور ڈوان کے چہرے پر تحسین کے آثار ابھر آئے۔

"واہ ۔۔۔ تمہارا ذہن واقعی کام کر رہا ہے" ۔۔۔ ڈوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا ذہن ہمیشہ کام کرتا ہے ۔۔۔ ہم دونوں کی اب تک ہر مشن میں کامیابی کی وجہ یہی ہے کہ میرا ذہن کام کرتا ہے اور تمہارا تیز ایکشن ۔۔۔ نتیجہ ہمیشہ ہمارے حق میں رہتا ہے۔ لیکن اس بار تمہیں تیز ایکشن کرنے کا موقع نہیں مل رہا اس لئے تم پریشان ہو ۔۔۔ تم نے کہا ہے کہ میں نے رقعہ لکھ کر عمران کو چونکا دیا ہے اور تمہاری بات سے میں اب بھی متفق ہوں کہ تمہیں میرا یہ قدم پسند نہیں آیا لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا ۔۔۔ اب عمران پاگلوں کی طرح میری تلاش کرے گا اور جیکی سانپ کی طرح اس کے پیچھے رہے گا ۔۔۔ عمران کا تعلق بہرحال سیکرٹ سروس سے تو ہے اس لئے کسی نہ کسی انداز میں سیکرٹ سروس کے بارے میں کلیو ہمیں مل جائے گا اور اس مشن کی تکمیل کے بعد ہم بھوکے درندوں کی طرح ان پر جھپٹ پڑیں گے ورنہ ہمیں پھر نئے سرے سے کام شروع کرنا پڑتا" ۔۔۔ روزی نے اپنے اقدام کی وضاحت میں پوری تقریر کر ڈالی۔

"ارے تم تو خواہ مخواہ سنجیدہ ہو گئیں ۔۔۔ میں نے پہلے تمہارے کسی اقدام کو غلط کہا ہے جو اب کہوں گا ۔۔۔ تم اسے چھوڑو۔ یہ بعد کی بات



ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اب کس شخصیت کے روپ میں سر راشد سے فارمولے کے متعلق معلوم کیا جائے" ۔۔۔ ڈوان نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ بس ٹھیک ہے۔ ایک آئیڈیا ذہن میں آ گیا ہے ۔۔۔ ٹھہرو میں ابھی ٹرائی کرتی ہوں" ۔۔۔ روزی نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"انکوائری پلیز" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"ڈیفنس سیکرٹری سر راشد کا نمبر بتا دیں۔ آفس کا" ۔۔۔ روزی نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ روزی نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس ۔ پی اے ٹو سیکرٹری آف ڈیفنس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"سر راشد سے بات کرائیں ۔۔۔ میں شوگران سے ڈاکٹر یعقوبی بول رہی ہوں" ۔۔۔ روزی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی شوگران کی بوڑھی عورت مجبوراً انگریزی بول رہی ہو اور ڈوان نہ صرف مسکرا دیا بلکہ اس کی آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ روزی نے کیا پلان بنایا ہے۔

"ڈاکٹر یعقوبی" ۔۔۔ پی اے نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ ڈاکٹر یعقوبی فرام ڈیفنس سنٹرل لیبارٹری آف شوگران" ۔۔۔ روزی نے اسی لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ باوقار تھا۔

"اوہ یس مادام ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ اس بار پی اے نے جلدی

نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز رسیور پر گونجی۔

"یس ۔ راشد سپیکنگ" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"مسٹر راشد! ـــــ میں ڈاکٹر لیسیٹو ہی بول رہی ہوں، ڈیفنس سنٹرل لیبارٹری کے شعبہ میزائل کی سربراہ ـــــ ریڈ گارڈ پلان کے سلسلے میں ایک اہم ترین بات کرنی تھی اور وہ بھی فوری ـــــ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس پلان کا فارمولا آپ کی تحویل میں ہے" ـــــ روزی نے کہا۔

"ہاں ـــــ سرکاری طور پر تو میری ہی تحویل میں ہے۔ لیکن" ـــــ سر راشد نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر راشد! ـــــ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ اس پلان میں میرے سیکشن نے بھی بنیادی کام کیا ہے۔ بہرحال یہ میرا سرکاری فرض بھی تھا اور پاکیشیا سے دوستی کے ناطے سے بھی یہ دوستانہ فرض ـــــ اس میں ایک پوائنٹ ابھی تک واضح نہ تھا اس پر مزید ریسرچ ہو رہی تھی۔ لیکن اس ریسرچ کے سلسلے میں ایک رکاوٹ آگئی ہے جس کے تحت مجھے کسی ایسے آدمی سے فوری بات کرنے کی ضرورت ہے جو اس منصوبے کی سائنسی اصطلاحات سمجھ سکے ـــــ کیا ایسا آدمی اس فون پر موجود ہوگا" ـــــ روزی نے کہا۔

"اوہ! ـــــ یہ پلان یہاں میرے دفتر میں تو نہیں ہے یہ تو ڈیفنس سپیشل کونسل کی تحویل میں ہے۔ اس کے سائنسی انچارج ڈاکٹر ارشد ہیں۔ آپ ان سے فون پر بات کر لیں ـــــ نمبر میں بتا دیتا ہوں" ـــــ سر راشد نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ایک نمبر بھی بتا دیا۔

"تھینک یو مسٹر راشد! ـــــ اب میں خود ان سے بات کر لوں گی" ـــــ



روزی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی چمک موجود تھی۔

"واہ! لطف آگیا ذہانت کا ـــــ تمہیں تو کوئی ایوارڈ ملنا چاہیے۔ میں خوامخواہ سر راشد کے سر چڑھا رہتا۔ لیکن اب آگے کیا کرو گی۔ وہ ڈاکٹر یقیناً کوئی بڑا سائنسدان ہوگا۔ اس سے کیسے بات کرو گی" ـــــ ڈان نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نے اس لئے نمبر نہیں پوچھا کہ اس سے بات کروں" ـــــ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر ـــــ؟" ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"اب اس نمبر کے ذریعے اس ڈیفنس سپیشل کونسل کے ہیڈ آفس کا محل وقوع معلوم کروں گی اور اس کے بعد اس پر خفیہ طور پر چھاپے اور اس فارمولے کی فلم بنانے کی منصوبہ بندی کریں گے" ـــــ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان بے اختیار صوفے سے اچھل پڑا۔

"اوہ ویری گڈ ـــــ یہ کارنامہ ہوگا ـــــ ویری گڈ" ـــــ ڈان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے اس نمبر کا محل وقوع تو معلوم ہو" ـــــ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کونسا مشکل کام ہے۔ انکوائری والے بتا دیں گے" ـــــ ڈان نے کہا۔

"ارے نہیں ڈان! ـــــ یہ انتہائی اہم سرکاری نمبر ہوگا شاید انہیں چیک کرنے کو منع کر دیا گیا ہو۔ اس لئے ہمیں ڈائریکٹری دیکھنا پڑے گی ..." روزی نے کہا اور پھر رسیور فون کے ساتھ پڑی ہوئی ڈائریکٹری اٹھا کر اس کے صفحے پلٹنے میں مصروف ہوگئی۔

"اوہ ــــ نمبر دو حصوں میں بتایا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے پہلا حصہ ملٹری ایکس چینج کا ہے اس لئے اس ڈائریکٹری میں اس کا ذکر تک نہیں۔ اب کوئی اور ترکیب سوچنی ہوگی" ــــ تھوڑی دیر بعد روزی نے ڈائریکٹری بند کر کے واپس رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ــ یہ ڈیفنس پلان ہے تو کونسل کا دفتر بھی لازماً ملٹری ایریئے میں ہی ہوگا" ــــ ڈان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی نے رسیور اٹھایا اور سر ارشد کے بتائے ہوئے نمبر کا پہلا حصہ ڈائل کر دیا۔

"یس ملٹری ایکس چینج" ــ چند لمحے بعد ہی ایک مردانہ آواز دوسری طرف سے سنائی دی۔

"آپریٹر ــ میں الزبتھ میکوئل بول رہی ہوں۔ ڈیفنس سپیشل کونسل کے سائنسی انچارج ڈاکٹر ارشد کی دوست ہوں ــــ انہوں نے منع کیا ہوا ہے کہ انہیں فون نہ کیا جائے۔ لیکن ایک ضروری پیغام پہنچانا ہے ان تک۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنا کوئی چپڑاسی بھیج کر میرا پیغام ان تک پہنچا دیں ــ میں آپ کی مشکور ہوں گی" ــــ روزی نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سپیشل کونسل کے ڈاکٹر ارشد ــــ مگر محترمہ! ڈیفنس سپیشل کونسل کا دفتر تو یہاں ایکس چینج سے بہت دور ہے۔ چپڑاسی وہاں کیسے جا سکتا ہے" ــــ دوسری طرف سے آپریٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے آپ دور بتا رہے ہیں ــ کتنی دور ہوگا ــ یہی سو دو سو فٹ دور ہوگا" ــــ روزی نے کہا۔

"جی نہیں ــ سو دو سو فٹ نہیں۔ بلکہ وہ تو سپیشل چھاؤنی میں ہے



جب کہ یہ ایکس چینج ملٹری ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ یہاں سے سپیشل چھاؤنی کا فاصلہ اور کچھ نہیں تو کم از کم بیس کلو میٹر تو ضرور ہوگا" ــــ آپریٹر نے کہا۔

"اوہ ــ پھر تو واقعی مجبوری ہے ــــ اچھا شکریہ" ــــ روزی نے مایوسانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ویری گڈ ــــ میرے خیال میں تو تم یہیں فون پر بیٹھے بیٹھے فارمولے کی فلم بھی منگوا لو گی" ــــ ڈان نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور روزی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اب یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ فارمولا کسی سپیشل چھاؤنی میں واقع ڈیفنس سپیشل کونسل کے دفتر میں موجود ہے ــــ یہ سپیشل چھاؤنی کہاں ہے؟ ظاہر ہے شہر کے عام نقشے میں تو اس کا ذکر نہ ہوگا اس لئے اسے باقاعدہ ٹریس کرنا پڑے گا۔ پھر ہمیں اس چھاؤنی کے افراد کو اغوا کر کے ان کی یونیفارم اور روپ میں کونسل کے دفتر میں داخل ہونا پڑے گا اور میرا خیال ہے یہ سارا کام جیکی آسانی سے کرے گا" ــــ روزی نے کہا اور ڈان نے سر ہلا دیا۔

"ہاں اب ــ جیکی کو بلا کر کہہ دو کہ وہ رات تک یہ ساری معلومات وغیرہ مہیا کرے ــــ میں آج رات ہی یہ آپریشن مکمل کر کے صبح فارمولے کی فلم مخصوص آدمی کے حوالے کر کے فارغ ہونا چاہتا ہوں ــــ اس کے بعد ہم اپنے مشن نمبر دو کی طرف متوجہ ہوں گے اور آخر میں سیکرٹ سروس اور اس علی عمران کا نمبر آئے گا" ــــ ڈان نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اٹھ کر ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ روزی نے میز کے نیچے پڑا ہوا ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر جیکی کی مخصوص

فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگی تاکہ اُسے ہدایات دے سکے۔

جیکی ان کا اسسٹنٹ تھا اور بلیک ایجنسی کے ایک مخصوص شعبے کا سربراہ۔ وہ جیکی کو اس کے پورے سیکشن سمیت ساتھ لے آئے تھے۔ یہاں آتے ہی انہوں نے مختلف اسٹیٹ ایجنٹس کے ذریعے مختلف کالونیوں میں کوٹھیاں خریدیں۔ کاریں وغیرہ بھی خرید لی گئیں اور جیکی کے آدمیوں نے زیرِ زمین افراد سے رابطے کر کے ان سے اپنے مطلب کا اسلحہ بھی خرید لیا تھا۔ اس طرح انہوں نے یہاں پہلے مکمل طور پر اپنا جال بچھایا اور پھر اپنے کام کا آغاز کیا تھا۔



عمران دانش منزل میں موجود تھا۔ آج صبح ہی وہ فلیٹ سے یہاں پہنچا تھا اور اس نے تمام ممبرز کو میک اپ میں عمران کو رقعہ بھیجنے والی عورت اور اس ویٹر کی تلاش کے احکامات جاری کر دیئے تھے لیکن احکامات دیتے ہوئے اُسے دو گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک کسی ممبر کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ ملی تھی۔

"ہو سکتا ہے عمران صاحب۔۔۔ کسی نے آپ کے ساتھ مذاق کیا ہو۔ آخر آپ اس قدر مشکوک کیوں ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مذاق کرنے والوں کو تو ہی ڈھونڈنا چاہتا ہوں۔۔۔ بڑی مشکل سے تو ایک مذاق کرنے والی ملی ہے ورنہ تو اب تک میں نے جب بھی کسی سے مذاق کرنے کی کوشش کی ہے جواب میں جوتیوں کی بارش ہی ملی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور

عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں ——— عمران کہاں ہے" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب اب کم از کم زمین پر تو نہیں مل سکتے ——— وہ تو اب ہوا میں اُڑتے پھر رہے ہوں گے" ——— عمران نے اس بار بلیک زیرو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ——— یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو ——— کیا ہو گیا ہے تمہیں" ——— سر سلطان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ عمران کا مذاق تو برداشت کر سکتے تھے لیکن اب وہ بلیک زیرو کو تو یہ اجازت نہ دے سکتے تھے کہ وہ بھی ان کے ساتھ اس قسم کی گفتگو شروع کر دے۔

"سوری سر ——— میں مذاق نہیں کر رہا ——— درست کہہ رہا ہوں جناب! کل عمران صاحب ایک کیفے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ ایک ویٹر نے انہیں ایک رقعہ لا کر دیا جس میں کسی عورت کی طرف سے بڑے رومانٹک انداز میں پسندیدگی کا تاثر موجود تھا ——— بس عمران صاحب نے نہ صرف خود بلکہ پوری ٹیم کو اس عورت کی تلاش میں لگا رکھا ہے ——— میں نے انہیں لاکھ کہا ہے کہ سیکرٹ سروس کا یہ کام نہیں کہ وہ آپ کی خاطر کسی عام سی عورت کو تلاش کرتی پھرے۔ لیکن وہ میری بات سنتے ہی نہیں" ——— عمران نے بلیک زیرو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— پھر ضرور اس کے پیچھے اس کا کوئی نہ کوئی گہرا مقصد ہو گا ورنہ وہ ان چکروں میں پھنسنے والا آدمی نہیں ہے ——— بہر حال اس سے



جس وقت رابطہ ہو، اُسے کہو کہ مجھے فون کرے" ——— سر سلطان نے کہا اور عمران اور بلیک زیرو دونوں مسکرا دیئے

"ایک منٹ سر ——— شاید وہ خود آ گئے ہیں ——— ایک منٹ ہولڈ کریں" ——— عمران نے جلدی سے بلیک زیرو کی آواز میں کہا اور پھر رسیور ہاتھ میں رکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔ پھر تقریباً دو منٹ بعد اس نے ہاتھ ہٹایا۔

"نخچیر تیر عشق علی عمران بے دم بول رہا ہوں ——— بلکہ بول کیا رہا ہوں آہ و زاری کر رہا ہوں ——— دل سے دھواں اُٹھ رہا ہے ——— آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہے ——— قدم لڑکھڑا رہے ہیں کیونکہ وہ بت طناز اپنے جلووں سمیت کہیں چھپ گیا ہے اور اس کے چھپنے سے وادی دل پر چھایا ہوا سورج گہنا گیا ہے" ——— عمران نے ایسے لہجے میں کہنا شروع کیا جیسے واقعی وہ کوئی ناکام عاشق ہو۔ ہر دو لفظوں کے درمیان وہ باقاعدہ ٹھنڈی آہ بھی ساتھ ساتھ بھر رہا تھا۔

"کیا اگر اکثر کی کوئی کتاب پڑھ کر آئے ہو، اس قدر مشکل الفاظ بول رہے ہو ——— میرے پلے تو ایک لفظ بھی نہیں پڑا ——— اور سنو! ——— میرے سامنے اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ مجھے طاہر نے تفصیل بتا دی ہے ——— ویسے میں نے تمہیں فون ایک اور مقصد کے لئے کیا تھا۔ ڈیفنس سیکرٹری سر راشد نے آج میٹنگ میں مجھ سے کہا کہ کل شوگران سے انہیں ایک فون کال ملی کوئی عورت ڈاکٹر یعقوبی بول رہی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو وہاں کی کسی لیبارٹری کے جنرل سیکشن کی چیف بتایا۔ وہ نئے دفاعی نظام کے

فارمولے کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی اور سر راشد نے انہیں ڈیفنس سپیشل کونسل کے ڈاکٹر ارشد کا فون نمبر بتا دیا کیونکہ فارمولا ان کی تحویل میں تھا ——— پھر شام کے وقت ڈاکٹر ارشد نے بتایا کہ انہیں کوئی فون کال نہیں ملی اور اس کے ساتھ ہی ایک چونکا دینے والی بات بھی اس نے بتائی کہ شوگران میں ڈیفنس سنٹرل لیبارٹری کے نام سے کوئی لیبارٹری بھی موجود نہیں اور وہ اس لائن میں کسی ڈاکٹر یعقوبی کو بھی نہ جانتا تھا۔ اس پر سر راشد بڑے حیران ہوئے ——— پھر ڈاکٹر ارشد نے بھی انہیں ایک عجیب بات بتائی کہ آج صبح وہ دفتر گئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ جس سیف میں فارمولا رکھا گیا ہے اسے کھولنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے حالانکہ دفتر بند تھا اور یہ دفتر سپیشل چھاؤنی میں ہے جہاں ملٹری کا بے حد سخت پہرہ ہوتا ہے ——— ڈاکٹر ارشد نے سیف کھولا اور فارمولا چیک کیا تو فارمولا محفوظ تھا۔ اب وہاں ملٹری پولیس اس بات کی تحقیقات کر رہی ہے کہ سیف کھولنے کی ناکام کوشش کس نے کی ہے ——— یہ سب باتیں سر راشد نے ویسے ہی ایک حیرت انگیز واقعہ کے طور پر گپ شپ کے دوران مجھے بتائیں۔ لیکن میں یہ باتیں سن کر چونک پڑا کیونکہ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ پاکیشیا ایک نئے دفاعی نظام پر کام کر رہا ہے جس کا نام ریڈ گارڈ ہے ——— ظاہر ہے یہ اہم فارمولا ہے اس لئے یہ حیرت انگیز باتیں صرف عام سی بات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ میٹنگ سے واپس آتے ہی میں نے سوچا کہ تمہیں اس بارے میں اطلاع کر دوں ——— فی الحال فارمولا تو محفوظ ہے لیکن ہو سکتا ہے اسے اڑائے جانے کی مزید کوشش کی جائے۔" سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔



"آپ نے بالکل درست نتیجہ نکالا ہے۔ لیکن اس قدر اہم فارمولا قانون کے مطابق سیکرٹ سروس کے چیف کے حوالے کیوں نہیں کیا گیا" ——— اس بار عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"ابھی اس نظام پر عملدرآمد شروع بھی نہیں ہوا۔ ابتدائی تیاریاں شروع ہیں۔ جب مکمل ہو جائے گا تو پھر یہ فائل چیف آف سیکرٹ سروس کی تحویل میں دے دی جائے گی۔ اس وقت تک یہ ڈیفنس سپیشل کونسل کی تحویل میں ہے جس کے انچارج سر راشد سیکرٹری ڈیفنس ہیں" ——— سر سلطان نے جواب دیا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ اصل چکر کیا ہے۔ شکریہ" ——— عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس قدر اہم فارمولے کو اڑانے کی کوشش تو خاصا سنجیدہ مسئلہ ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص گروپ کام کر رہا ہے" ——— بلیک زیرو نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے سر راشد سے بات کرنا پڑے گی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری ڈیفنس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر راشد کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ——— سر راشد سے بات کراؤ" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— یس سر" ——— دوسری طرف سے پی اے کی بوکھلائی

ہوئی آواز سنائی دی ۔

"یس ۔۔۔ راشد بول رہا ہوں جناب" ۔۔۔ چند لمحوں بعد سر راشد کی مؤدبانہ آواز فون پر سنائی دی۔

"ایکسٹو فرام دس اینڈ ۔۔۔ مسٹر راشد! آپ کو اس ڈاکٹر لیفٹوسی کی کال کس وقت ملی تھی" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"کل تقریباً دفتر کی چھٹی کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے ملی تھی مگر ۔۔۔؟" سر راشد نے حیران ہو کر جواب دیا۔ وہ شاید یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ ایکسٹو کو اس کال کا کیسے پتہ چلا۔ لیکن عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

"پوری تفصیل بتائیں۔ کیا کیا پوچھا گیا ۔۔۔ اور آپ نے کیا بتایا ۔۔۔؟" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور جواب میں سر راشد نے تفصیل بتا دی۔

"تو آپ نے انہیں ڈیفنس سپیشل کونسل کا فون نمبر دیا ۔۔۔ پھر ڈاکٹر ارشد سے آپ کی بات چیت کب ہوئی" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ شام کو مجھ سے ملنے کلب آتے تھے۔ انہوں نے ایک اہم مسئلے پر بات کرنا تھی" ۔۔۔ سر راشد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن صرف ملٹری انکوائری ایکسچینج کا ہی نمبر ڈائل کیا۔ اس کے ساتھ ایکسٹینشن اس نے ڈائل نہ کی تھی۔

"ملٹری انکوائری ایکسچینج" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایکسٹو چیف آف سیکرٹ سروس" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ۔۔۔ حکم سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے انتہائی



بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ہاں کالوں کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے ۔۔۔ کل ڈیفنس سپیشل کونسل کو کتنے فون کئے گئے ہیں اور کہاں سے کئے گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ میں ابھی چیک کر کے بتاتا ہوں" ۔۔۔ آپریٹر نے جواب دیا اور پھر چند منٹوں بعد ہی اس کی آواز رسیور پر گونجی۔

"سر ۔۔۔ کل سپیشل ڈیفنس کونسل کے دفتر سے بارہ فون کئے گئے اور انہیں وصول اٹھارہ فون ہوئے ہیں ۔۔۔ تمام لوکل کالز ہیں" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔

"اب بتاؤ کہ ڈاکٹر ارشد کو براہ راست کتنے فون ہوئے ہیں" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ ایک منٹ سر" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا اور پھر آں بار دو تین منٹ کی خاموشی کے بعد آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"جناب! ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد کے نام خصوصی طور پر کوئی کال نہیں آئی ۔۔۔ البتہ کل میں ڈیوٹی پر تھا کہ ایک عورت جس نے اپنا نام الزبتھ بتایا تھا کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ڈاکٹر ارشد کی دوست ہے لیکن ڈاکٹر ارشد نے اسے فون کرنے سے منع کر دیا ہے اور وہ اسے ضروری پیغام دینا چاہتی ہے اس کا کہنا تھا کہ میں انکوائری ایکسچینج کا چپڑاسی بھجوا کر پیغام پہنچوا دوں لیکن میں نے اسے بتایا کہ ایسا ممکن نہیں ہے ۔ ڈیفنس سپیشل کونسل کا دفتر یہاں سے کافی دور سپیشل چھاؤنی میں ہے ۔ اس پر اس نے فون بند کر دیا" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"یہ کال کہاں سے کی گئی تھی ——— تم تو بورڈ پر موجود تھے تمہیں لازماً معلوم ہو گیا ہو گا" ——— عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر ——— یہ لوکل کال تھی۔ نمبر بورڈ پر آیا تھا لیکن اب مجھے یاد نہیں ہے لیکن اگر آپ حکم کریں تو میں کل کی کال ٹیپ چیک کر کے بتا سکتا ہوں" ——— آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بالکل چیک کر کے بتاؤ" ——— عمران نے کہا۔

"بہت بہتر سر ——— ہولڈ آن کریں سر" ——— دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے رسیور پر ہاتھ رکھا اور بلیک زیرو سے مخاطب ہوا۔

"یہ اہم کلیو ہے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"ہیلو سر" ——— تھوڑی دیر بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس" ——— عمران نے کہا۔

"سر ——— یہ فون سول نمبر تھری زیرو تھری ون فور ون سے کیا گیا تھا" ——— آپریٹر نے کہا۔

"تھینک یو" ——— عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ پھر اس نے مین ایکسچینج کا نمبر ڈائل کیا۔

"انکوائری سر" ——— آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس سپیکنگ" ——— عمران نے لہجہ بدل کر لیکن انتہائی تحکمانہ انداز میں کہا۔

"یس سر" ——— آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں فکسڈ ہے ـ پوری تفص



بتاؤ" ——— عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے وہی نمبر دوہرا دیئے جو ملٹری ایکسچینج کے آپریٹر نے بتائے تھے۔

"یس سر ——— ہولڈ کریں۔ میں چیک کر کے بتاتا ہوں" ——— دوسری طرف سے آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پوری احتیاط سے چیک کرنا ——— اٹ از امپارٹنٹ" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ یس سر ——— میں سمجھتا ہوں سر" ——— آپریٹر نے جواب دیا اور لائن خاموش ہو گئی۔ پھر ایک منٹ بعد ہی آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سر نوٹ کریں ——— یہ فون دولت آباد کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں نصب ہے" ——— آپریٹر نے کہا۔

"کیا اچھی طرح چیک کر لیا ہے" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا

"یس سر" ——— آپریٹر نے جواب دیا۔

"اوکے ——— اب یہ بتانا ضروری نہیں کہ اٹ از سیکرٹ" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"نو سر ——— میں سمجھتا ہوں سر" ——— آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"دولت آباد کی کوٹھی نمبر اٹھائیس ——— اب اسے چیک کرنا پڑے گا ——— ٹھیک ہے۔ میں خود جاتا ہوں" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کسی ممبر کو نہ بھیج دیں ——— صرف یہی چیک کرنا ہے کہ وہاں کون رہتا

ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں! ۔۔۔ پہلے اس ڈاکٹر ارشد سے تو بات کر لوں ۔۔۔ کہیں واقعی اس کوٹھی میں اس کی کوئی دوست نہ رہتی ہو" ۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور اس بار اس نے ملٹری انٹیلی جنس کا نمبر ڈائل کرنے کے ساتھ ساتھ ہی بتائی ہوئی ایکسٹینشن بھی ڈائل کر دی۔

"یس" ۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ۔۔۔ میں میجر ریاض بول رہا ہوں سر ۔۔۔ ڈیفنس سپیشل کونسل آفس سے" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ارشد سے بات کرائیں" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ ہولڈ آن کریں ۔۔۔ وہ دوسرے کمرے میں میٹنگ میں مصروف ہیں۔ میں انہیں بلاتا ہوں" ۔۔۔ میجر ریاض نے کہا اور لائن پر خاموشی چھا گئی۔

چند لمحوں بعد ایک اور آواز ابھری۔

"یس سر ۔۔۔ میں ڈاکٹر ارشد بول رہا ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ڈاکٹر ارشد! ۔۔۔ کیا آپ کی کوئی دوست الزبتھ نام کی بھی ہے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"الزبتھ ۔۔۔ اوہ نہیں سر ۔۔۔ الزبتھ تو غیر ملکی نام ہے اور کوئی غیر ملکی



عورت تو ایک طرف ۔۔۔ میری کوئی مقامی عورت یا لڑکی بھی دوست نہیں ہے ۔۔۔ سر میں شادی شدہ آدمی ہوں اور سر داور صاحب کی لیبارٹری میں کام کرتا آ رہا ہوں ۔۔۔ آپ بے شک ان سے میرے متعلق تصدیق کرا سکتے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے انتہائی گھبرائے بلکہ ایک لحاظ سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں معلوم کر لوں گا۔ آپ یہ بتائیں کہ وہ فارمولا یا کارڈ جس سیف میں موجود تھا آپ کے مطابق اسے کھولنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے ۔۔۔ اس ناکام کوشش کی پوری وضاحت کریں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ سر ۔۔۔ لیکن آپ کو کیسے اطلاع مل گئی" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ارشد! ۔۔۔ آپ قابل سائنسدان ہیں اس لئے میں آپ کی اس گستاخی کو نظرانداز کر رہا ہوں ۔۔۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے سوال کرنا کتنی بڑی گستاخی ہے اور اس گستاخی کی سزا موت بھی ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

"س ۔۔۔ س ۔۔۔ سوری سر ۔۔۔ ویسے ہی حیرت کی وجہ سے منہ سے نکل گیا تھا سر" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد کی خوف سے کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرے سوال کا جواب دیں اور پوری تفصیل کے ساتھ" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سر! ۔۔۔ صبح جب میں نے سیف کھولنے کی کوشش کی تو چابی کی ہول میں حرکت نہ کر رہی تھی۔ اس پر میں چونکا۔ پھر میں نے غور سے

دکھا تو اس کی ہول پر ایسے نشانات تھے جیسے کوئی غلط چابی ڈال کر اسے
کھولنے کی کوشش کی جاتی رہی ہو ۔۔۔ یا پھر لاک توڑنے کی کوشش
کی گئی ہو ۔۔۔ سیف تو بہرحال کھل گیا اور مجھے یہ دیکھ کر بے حد اطمینان
ہوا کہ اہم فارمولا ریڈ گارڈ محفوظ تھا" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے کہا۔

"یہ سیف کس کمپنی کا ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"کمپنی ۔۔۔ سر! میں نے غور نہیں کیا۔ اس پر پلیٹ تو موجود ہے
اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کر دیکھ آؤں" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے ایسے
لہجے میں کہا جیسے کمپنی کا نام نہ پڑھ کر اس سے کوئی بہت بڑا جرم ہو گیا ہو۔

"ہاں! ۔۔۔ دیکھ کر بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں کی خاموشی
کے بعد ڈاکٹر ارشد کی آواز سنائی دی۔

"سر ۔۔۔ یہ مارکسن کمپنی کا سیف ہے۔ اسی نام کی پلیٹ اس پر
لگی ہوئی ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب بتاؤ کہ یہ فارمولا کس شکل میں ہے ۔۔۔ کیا
کوئی فلم ہے یا فائل ہے ۔۔۔ کوڈ میں درج ہے یا سادہ لینگوئج میں"
انکوائری عمران نے کی۔

"سر! ۔۔۔ فائل ہے جس میں دس صفحات ہیں اور سر ۔۔۔ عام زبان
میں ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے جواب دیا۔

"کیا یہ صفحات عام کاغذ کے ہیں یا کسی خصوصی ٹائپ کے کاغذ کے
میرا مقصد ہے ایسا کاغذ کہ اگر اس کی تصویر اتاری جائے تو وہ بلینک آئے"
عمران نے کہا۔

"اوہ نو سر! ۔۔۔ عام سے کاغذ ہیں سر" ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد



جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ تھینک یو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے
تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کے
پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ۔۔۔ سر سلطان سے بات کراؤ" ۔۔۔ عمران نے مخصوص
لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ پی اے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد
سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ سلطان بول رہا ہوں" ۔۔۔ سر سلطان کا لہجہ بے حد
مؤدبانہ تھا۔

"سر سلطان! ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد سے میری بات ہوئی ہے ۔۔۔ وہاں
اس قدر اہم فارمولے کی حفاظت کا درست بندوبست نہیں کیا گیا۔ ایک عام
سا سیف ہے جسے کوئی بھی آسانی سے کھول سکتا ہے اور فارمولا بھی عام
سے صفحات پر ہے ۔۔۔ آپ فوری طور پر بندوبست کریں کہ جدید ترین
الیکٹرانک سیف وہاں پہنچایا جائے اور فارمولے کو اینٹی ویو پیپر پر منتقل
کرا دیں تاکہ اس کی نقل نہ کی جا سکے اور اس کے علاوہ اس عمارت کی جہاں
فارمولا ہے خصوصی حفاظت کا بھی بندوبست کریں ۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے
تو کہا ہے کہ سیف کھولنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے لیکن مارکسن کمپنی
کے سیفوں کے لاک اس قدر سادہ ہیں کہ ایک معمولی سی تار سے بھی کھولے
جا سکتے ہیں ۔۔۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ سیف کھولا گیا ہو اور اس فارمولے

کی غلطی ہے کہ سیف دوبارہ بند کر دیا گیا ہو ـــــ میں اس کی انکوائری کر رہا ہوں۔ لیکن اس دوران آپ اس کی حفاظت کا معقول بندوبست کرا دیں"۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ میں ابھی سر راشد سے بات کر کے بندوبست کراتا ہوں۔ ویسے یہ فارمولا ہمارے لئے انتہائی اہم ہے۔ اگر یہ دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا تو پاکیشیا کی سلامتی کے لئے انتہائی خطرات پیدا ہو سکتے ہیں ـــ" سر سلطان نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں ـــ آئندہ ایسی باتیں آپ مجھے سمجھانے کی کوشش نہ کیا کریں" ـــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر مسکرا دیا۔

"آپ نے تو باقاعدہ سر سلطان کو ڈانٹ پلا دی ہے" ـــ بلیک زیرو نے جو فون کے ساتھ لاؤڈر کی وجہ سے ساری گفتگو سن رہا تھا، مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان جیسے افسروں کو جو دوسروں کو ڈانٹ پلانے کے عادی ہوتے ہیں کبھی کبھی ڈانٹ پی لینا چاہئے ـــ اس طرح ان کی ذہنی صحت درست رہتی ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا، فون کی گھنٹی بج اٹھی، عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس! ـــ سارے ممبرز کی طرف سے رپورٹیں مل چکی ہیں ـــ وہ ویٹر نہیں مل سکا" ـــ دوسری طرف سے جولیا



نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ صفدر اور کیپٹن شکیل کو دولت آباد کی کوٹھی نمبر اڑتیس پر بھیجو ـــ اس کوٹھی میں رہنے والوں کی مکمل رپورٹ مجھے چاہئے" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"پہلے تو آپ خود جا رہے تھے" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں! ـــ لیکن اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے ـــ مجھے اس سارے معاملے میں کسی لمبی گڑبڑ کا احساس ہو رہا ہے۔ اس لئے پہلے اس کوٹھی کے مکینوں کے بارے میں رپورٹ مل جائے۔ پھر میں اس رپورٹ کے مطابق آئندہ اقدام کا فیصلہ کروں گا" ـــ عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس! ـــ صفدر نے ابھی فون پر اطلاع دی ہے کہ دولت آباد کی کوٹھی نمبر اڑتیس خالی پڑی ہوئی ہے۔ اس کے اندر نہ کوئی آدمی موجود ہے اور نہ ہی کوئی ایسا سامان کہ جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہاں رہنے والے واپس آئیں گے ـــ ویسے صفدر نے ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار سے پوچھ گچھ کی ہے تو اس کے کہنے کے مطابق پہلے یہ کوٹھی خالی تھی اور اس پر برائے فروخت کا بورڈ لگا رہتا تھا لیکن پھر یہاں ایک غیر ملکی جوڑا آ گیا۔ ایکریمین تھے جو کل تک تو یہاں موجود تھے لیکن صبح سویرے وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں اور اب تک واپس نہیں آئے"۔

جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کے حلیے وغیرہ معلوم کئے ہیں صفدر نے" ——— ؟ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نو سر ——— اگر کئے ہوتے تو وہ ضرور بتا دیتا ——— آپ کہیں تو میں اسے کہہ دیتی ہوں" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"ہاں اسے کہو کہ اس ایکریمین جوڑے کا تفصیلی حلیہ معلوم کرے ساتھ ہی اس کار کا نمبر بھی ——— اور اگر نمبر معلوم نہ ہو سکے تو پھر اس کار کا رنگ ماڈل اور کوئی خاص نشانی ——— اس کے بعد سارے ممبرز کو اس کار اور ان حلیوں والے ایکریمین کی تلاش میں لگا دو ——— جہاں بھی یہ کار یا لوگ نظر آئیں مجھے رپورٹ دو ——— لیکن کار اور ان ایکریمین کی صرف نگرانی کرنی ہے کسی قسم کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے ——— ویسے ایئرپورٹ پر خصوصاً چیکنگ کی جائے" ——— عمران نے کہا۔

"یس سر" ——— جولیا نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کوٹھی چھوڑ کر جانے کا مقصد تو یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ محسوس ہوا ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے ——— فی الحال تو ہم بس ویسے ہی امکانات کے پیچھے دوڑ رہے ہیں" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اس کی رائے بھی یہی تھی۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔



"سر ——— ابھی چوہان نے رپورٹ دی ہے کہ اس نے وہ کار مین بازار کی جنرل پارکنگ میں کھڑی دیکھی ہے ——— صفدر نے چوکیدار کے ذریعے اس کار کا نمبر معلوم کر لیا تھا ——— ان کے حلیے بھی معلوم ہو گئے ہیں" ——— جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ایکریمین عورت اور ایک ایکریمین مرد کے حلیے بھی تفصیل سے بتا دیئے۔

"چوہان سے کہو کہ اس کار کی تفصیلی تلاشی لے کر براہ راست مجھے رپورٹ دے" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"حلیے تو عام سے ہیں ——— کوئی خصوصی بات تو نہیں ان میں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تمہارا خیال تھا کہ خصوصیت کے لئے وہ بارہ سنگھے کی طرح اپنے سروں پر سینگ لگا لیتے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب صرف ہنستے ہی رہو گے ——— یا چائے بھی پلواؤ گے ——— غضب خدا کا ——— ٹیلیفون پر بول بول کر میرا حلق بھی خشک ہو گیا ہے اور تم بس بیٹھے ہنس رہے ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنستا ہوا اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی عمران نے چائے کی ایک چسکی ہی لی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"ایکسٹو" ـــــــ عمران نے رسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

"چوہان بول رہا ہوں جناب ـــــــ میں نے کار کی تفصیلی تلاشی لے لی ہے ـــــــ کار بالکل خالی ہے۔ اس میں کاغذ کا ایک پرزہ تک بھی موجود نہیں ہے۔ ویسے کار صبح سے یہاں کھڑی ہے۔ البتہ ایک بک سٹال والے نے بتایا ہے کہ اس کار میں سے ایک ایکریمین جوڑا نکلا تھا اور انہوں نے اس سے جانی بار کا پتہ پوچھا جو اس دکاندار نے بتا دیا اور وہ دونوں جانی بار کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد واپس نہیں آئے" ـــــــ چوہان نے کہا۔

"تم وہیں ٹھہرو اور نگرانی کرو ـــــــ ہو سکتا ہے وہ واپس آ جائیں" ـــــــ عمران نے مختصر الفاظ میں ہدایت دی اور رسیور رکھ کر اس نے چائے کا کپ اٹھایا اور چسکیاں لینے لگا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔ پھر اس نے کپ واپس میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی۔ کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر اپنے گھر میں نہیں ہے ـــــــ ٹرانسمیٹر پر اس کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرو طاہر" ـــــــ عمران نے سامنے بیٹھے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے ایک طرف پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ عمران اس دوران خاموشی سے کپ میں موجود باقی ماندہ چائے پیتا رہا۔ پھر اس نے آخری گھونٹ پی کر کپ واپس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر پر موجود سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد بلب یکلخت سبز رنگ میں تبدیل ہو کر مسلسل جلنے لگا۔



"عمران کالنگ۔ اوور" ـــــــ عمران نے کہا۔

"یس سر ـــــــ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور" ـــــــ ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"دو حلیئے نوٹ کرو" ـــــــ عمران نے کہا اور پھر جولیا کے بتائے ہوئے اس ایکریمین جوڑے کے حلیئے تفصیل سے بتا کر اس نے اوور کہہ دیا۔

"یس سر۔ اوور" ـــــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ دونوں جانی بار گئے ہیں۔ انہوں نے کار جنرل پارکنگ میں کھڑی کی تھی لیکن پھر ان کی واپسی نہیں ہوئی ـــــــ فوراً معلوم کر کے بتاؤ کہ یہ جانی بار میں کس سے ملے ہیں اور اب کہاں ہیں۔ اوور" ـــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــــ میں معلوم کرتا ہوں سر۔ اوور" ـــــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ـــ اوور اینڈ آل ـــ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ تو انتہائی آسان مشن ثابت ہوا ہے — باس خوامخواہ ہمیں ڈرا رہا تھا" — روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے۔ تمہاری ذہانت کی وجہ سے یہ آسان ثابت ہوا ہے۔ ورنہ تو شاید اتنا آسان نہ ہوتا — میرا خیال ہے کہ ہمیں سپیشل ٹرانسمیٹر پر باس کو اس کی اطلاع دے دینی چاہئے، اس کے بعد دوسرے مشن کی منصوبہ بندی کی جائے" — ڈان نے کہا اور روزی کے سر ہلانے پر اس نے ہاتھ اٹھا کر میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"جیکی! — سپیشل ٹرانسمیٹر لے آؤ" — ڈان نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ وہ اس وقت جیکی کے ہیڈکوارٹر والی کوٹھی میں موجود تھے یہاں جیکی اور اس کے گروپ کے آٹھ افراد موجود تھے۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ٹرانسمیٹر ان دونوں کے صوفے



کے سامنے موجود میز پر رکھ دیا اور خود اسی طرح خاموشی سے واپس چلا گیا۔

ڈان نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا تو ٹرانسمیٹر سے پہلے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ یہ خصوصی ساخت کا فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر تھا۔ اس کا تعلق براہ راست بلیک ایجنسی کے چیف سے تھا اور اس ٹرانسمیٹر میں یہ خصوصیت تھی کہ اس کی کال کہیں بھی نہ کیچ کی جا سکتی تھی اور نہ ٹیپ کی جا سکتی تھی۔ اس کی رینج بھی بے حد وسیع تھی۔ دنیا کے کسی بھی کونے سے اس کے ذریعے چیف کو کال کیا جا سکتا تھا۔

تیز سیٹی کی آواز چند لمحے سنائی دیتی رہی، پھر آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔

"یس — چیف آف بلیک ایجنسی۔ اوور" — ٹرانسمیٹر سے چیف کی تیز آواز سنائی دی۔

"ڈان بول رہا ہوں باس — پاکیشیا سے۔ اوور" — ڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس — کیا رپورٹ ہے۔ اوور" — باس نے چونک کر پوچھا۔

"وکٹری باس! — ہم نے ریڈ گارڈ کی مائیکرو فلم ایس تھری کے حوالے کر دی ہے۔ اوور" — ڈان نے فاتحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ اوور" — باس نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ڈان نے پہلے اسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح روزی نے صرف فون کے ذریعے تمام بنیادی معلومات حاصل کر لی تھیں۔

"اور اس کے بعد باس! — میں اور روزی رات کو سپیشل چھاؤنی پہنچ گئے۔ جیکی اور اس کے گروپ نے اس کے متعلق نہ صرف معلومات حاصل کر

لی ہیں بلکہ چھاؤنی کے رہائشی حصے سے انہوں نے سپیشل گارڈ کے ایک آفیسر اور اس کے نائب کو سوتے میں اغوا کر لیا اور ساتھ ہی ان کی یونیفارمز بھی حاصل کر لی گئیں ۔۔۔ اس کے بعد میں اور جیکی ان کے میک اپ اور یونیفارمز میں رات کو چیکنگ کے بہانے وہاں پہنچے ۔۔۔ فارمولا ایک سیف میں تھا لیکن یہ سیف خاصی پرانی قسم کی تھی اس لئے میں نے آسانی سے اسے کھول لیا۔ پھر فارمولے کی فلم بنائی ۔۔۔ سیف کو دوبارہ بند کیا اور واپس آ گئے ۔۔۔ ان دونوں افسروں کو دوبارہ ان کی یونیفارمز سمیت ان کی رہائش گاہوں پر پہنچا دیا گیا۔ اس طرح انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا کہ انہیں کہاں لے جایا گیا۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہی سوچتے رہے ہوں گے کہ ان کی آنکھ نہیں کھلی اور وہ گشت پر نہیں گئے۔ لیکن چونکہ فوجی قوانین کی رو سے یہ جرم ہے اس لئے لازماً انہوں نے یہی کہنا ہے کہ وہ گشت پر گئے تھے بہرحال وہ فلم لا کر میں نے ڈویلپ کی اور اسے مائیکرو فلم میں تبدیل کر کے ہم نے صبح ہوتے ہی وہ کوٹھی چھوڑ دی اور جیکی کے ہیڈ کوارٹر میں آ گئے۔ ہم نے وہ کار بھی ایک پارکنگ میں چھوڑ دی تاکہ اگر کسی طرح سے کوئی کلیو اس کوٹھی تک کسی کو پہنچا دے تو آگے کا راستہ بند ہو جائے ۔۔۔ مائیکرو فلم ایس عقری کے حوالے کر دی گئی ہے اور اب میں اور روزی نئے میک اپ میں مشن نمبر دو کی تکمیل کے لئے انتہائی بے چین ہیں۔ اوور ۔۔۔ ڈان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے واقعی حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ اس قدر اہم ترین نظام کے فارمولے کی فلم بھی حاصل کر لی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح اس کا علم بھی نہیں ہو سکا۔



ویری گڈ ۔۔۔ یہ جوانوں کا کارنامہ ہے ۔۔۔ ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اب یہ مشہور ہو چکا ہے کہ پاکیشیا میں اگر کوئی مکھی بھی غیر قانونی طریقے سے داخل ہوتی ہے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سے آگاہ ہو جاتی ہے ۔۔۔ ویری گڈ ۔ اوور ۔۔۔ باس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ! ۔۔۔ یہ مشن تو دراصل روزی کی ذہانت سے پورا ہوا ہے ۔۔۔ میری تشنگی تو ابھی موجود ہے ۔ اوور ۔۔۔ ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم دوسرا اہم مشن آسانی سے سرانجام دے سکو گے ۔۔۔ لیکن ایس عقری سے جب تک وہ فلم ہم تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک تم دونوں بالکل حرکت میں نہ آؤ گے ۔۔۔ مکمل طور پر کیموفلاج رہو گے ۔۔۔ بلکہ بہتر یہی ہے کہ تم اس ہیڈ کوارٹر کے گیٹ سے بھی باہر نہ نکلو ۔ ایس عقری اس فلم کو ایک دکان تک پہنچا دے گا اور اس دکان کا آدمی کسی اور کو ۔۔۔ پھر وہاں سے یہ فلم اسی طرح مختلف ہاتھوں سے ہوتی ہوئی آج رات ہم تک پہنچے گی ۔ میں نے یہ طویل طریقہ اس لئے اپنایا ہے کہ اگر کوئی ایک سٹیپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ بھی جائے تو وہ آگے نہ بڑھ سکیں ۔۔۔ بہرحال جب یہ فلم مجھے مل جائے گی تو میں اسی ٹرانسمیٹر پر تمہیں مزید ہدایات دے دوں گا۔ فی الحال میں نے جو ہدایات دی ہیں ان پر عمل کرو۔

اوور اینڈ آل "۔۔۔ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ڈوان نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے دوبارہ میز کے نیچے رکھ دیا۔

"یہ باس نے ایک معمولی سی نظم کے لئے اتنا لمبا چکر آخر کیوں چلایا ہے"۔ روزی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ اصل میں ذہنی طور پر اس علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے انتہائی خوفزدہ ہے ۔۔۔ اور اسے اس کا خوف رہتا ہے کہ اس نے نظم کو اپکر لیا پہنچنے کے لئے اتنا لمبا کھڑاگ پھیلایا ہے "۔۔۔ ڈوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن باس کا فقرہ ابھی ختم ہی ہوا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کی گھنٹی سنائی دی اور ڈوان نے چونک کر انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس "۔۔۔ ڈوان نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس !۔۔۔ میں جیکی بول رہا ہوں ۔۔۔ ابھی انطونی کی کال آئی ہے۔ ایک مقامی بدمعاش کو براجانی بار میں آپ کے متعلق پوچھ گچھ کر رہا ہے۔ اور آپ کی کار مین بازار کے جنرل پارکنگ میں موجود ہے اس کی بھی نگرانی کی جا رہی ہے ۔۔۔ اس کو بے کو آپ کے اور مادام روزی کے حلیوں کی پوری تفصیل معلوم ہے اور وہ ایک ویٹر جیکب سے پوچھ گچھ کر رہا ہے"۔ جیکی نے کہا تو ڈوان اور روزی دونوں کے چہرے حیرت سے مسخ سے ہو گئے انٹر کام کے ساتھ چونکہ لاؤڈر بھی موجود تھا اس لئے جیکی کی آواز روزی کو بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔

"کیا مطلب !۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے "۔۔۔ ڈوان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس !۔۔۔ یہ رپورٹ ملنے پر میں نے فوری طور پر اس بارے میں تحقیقات



کا آغاز کر دیا تاکہ اس بارے میں حتمی رائے قائم کی جا سکے ۔۔۔ اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ دولت آباد والی جس کوٹھی سے آپ آئے ہیں اس کوٹھی کو بھی چیک کیا گیا ہے اور شاید کار اور آپ کے حلیوں کے بارے میں وہیں سے انہوں نے معلومات حاصل کی ہیں ۔۔۔ بہرحال انطونی کے مطابق وہ کو براجانی بار سے کسی قسم کی معلومات حاصل نہیں کر سکا ۔۔۔ اور آپ نے حلیے بھی بدل لئے ہیں اور کار بھی چھوڑ دی ہے۔ اس لئے اب وہ کسی طرح بھی آپ کا سراغ نہیں لگا سکتے ۔۔۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو میں اس مقامی بدمعاش اور کار کی نگرانی کرنے والے کو اغوا کر کے یہاں لے آؤں "۔۔۔ جیکی نے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو جیکی !۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم انہیں از خود یہاں لے آؤ گے ۔۔۔ جب کہ اس قدر خفیہ رہنے کے باوجود وہ ہمارے سراغ پر کامیابی سے چل رہے ہیں ۔۔۔ البتہ ہم دونوں یہاں سے بھی خفیہ طور پر دوسری نمبر تھری کوٹھی میں شفٹ ہو جاتے ہیں تاکہ وہ کسی طور پر بھی ہمارا سراغ حاصل نہ کر سکیں ۔۔۔ اور سنو !۔۔۔ تم نے ان لوگوں کے بارے میں ابھی رپورٹ تک قطعاً لاتعلق رہنا ہے۔ اس کے بعد ہم ان سے سارے بدلے گن گن کر لے لیں گے "۔۔۔ روزی نے ہاتھ بڑھا کر ڈوان کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے انتہائی تیز لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے انٹر کام کا رسیور رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آؤ ڈوان !۔۔۔ ماسک میک اپ کر کے خفیہ عقبی دروازے سے نکل چلیں ۔۔۔ ہمارے متعلق سوائے جیکی کے اور کسی کو بھی علم نہ ہونا چاہئے کہ ہم کس میک اپ میں ہیں اور کس کوٹھی میں موجود ہیں ۔۔۔ میں نے اسی خدشے

کے پیش نظر چناد کالونی میں ایک کوٹھی خرید لی ہے جس کا سوائے چیف اور چیکی کے ابھی کسی کو بھی علم نہیں"—— روزی نے کہا۔

"اوہ!— ٹھیک ہے روزی!— لیکن میں حیران ہوں کہ یہ مقامی بدمعاش کا جاپانی بار میں جانے کا کیا مطلب —— کیا یہاں کی سیکرٹ سروس بدمعاشوں پر مشتمل ہے —— یا پھر کوئی اور تنظیم ہماری راہ پر چل پڑی ہے" جوان نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہے جلد ہی سامنے آجائے گا"—— روزی نے کہا اور پھر وہ دونوں ہی اٹھے اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے بڑی مہارت سے میک اپ کر کے اپنے حلیئے تبدیل کئے اور پھر لباس تبدیل کر کے انہوں نے اپنا ضروری سامان اور خاص طور پر وہ سپیشل ٹرانسمیٹر بریف کیسوں میں رکھا اور تیزی سے ایک خفیہ راستے کی طرف بڑھ گئے جس کے ذریعے وہ عقبی کوٹھی کے نیچے سے گذر کر بڑے اطمینان سے ایک کھلے پارک کے ایک کونے میں جا نکلتے۔ جہاں سے انہیں آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔



عمران نے کار مین بازار کی جنرل پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر آیا۔ جب وہ پارکنگ سے نکل کر جاپانی بار کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک طرف سے چوہان نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

"عمران صاحب آپ —— اور یہاں"—— چوہان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں یار چوہان —— اس گلاب کے پھول کو ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔ میرے چیف نے پہلے میری بڑی منتوں اور خوشامدوں کے بعد اس کو تلاش کرنے کی حامی بھر لی لیکن اب اس نے صاف انکار کر دیا ہے —— میری منتیں اور ٹھنڈی سانسوں نے بھی اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ بلکہ اس نے مجھے وارننگ بھی دے دی ہے کہ اب اگر میں نے اس موضوع پر بات کی تو وہ مجھے گولی مروا دے گا —— بڑا بے درد۔ ظالم اور سفاک آدمی ہے وہ لطیف جذبات چھو کر بھی نہیں گذرے —— میرا خیال ہے بلا کو خاں

اور چنگیز خان دونوں کی روحوں نے آپس میں اشتراک کر کے اس کے جسم پر قبضہ کر لیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑی لمبی ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے چوہان کو اپنی روئیداد سنانی شروع کر دی۔ اس کا چہرہ کسی بوڑھی بکری کے منہ کی طرح لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں میں اتنی ویرانی اور اداسی نظر آنے لگ گئی تھی جیسے زندگی کی ہر خوشی سے وہ محروم ہو چکا ہو۔

"باس اصل میں ایک اور چکر میں پڑ گیا ہے۔۔۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم سب اس مشن سے فارغ ہو کر ذاتی طور پر آپ کے لئے تلاش کر لیں گے"۔۔۔۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشن سے فارغ ہو کر۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو چوہان۔۔۔ میں کیسے اپنے اس عظیم مشن سے فارغ ہو سکتا ہوں۔ میرا تو رات کا چین اور دن کا آرام سب لٹ چکا ہے۔۔۔ آنکھوں کے آگے ہر وقت اس کی بلیک اینڈ وائٹ تصویر نظر آتی رہتی ہے جس میں، میں اپنے جذبوں کے رنگ بھرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن رنگ ہی دستیاب نہیں ہو رہے۔۔۔ وا رنگ فروش کہتے ہیں دوپٹے رنگنے والے۔ دیگوں میں پڑنے والے۔۔۔ مشروبات کو کلرڈ کرنے والے۔۔۔ لوہے پر پینٹ کرنے والے۔۔۔ اور کار پر تصویریں بنانے والے رنگ تو مل سکتے ہیں لیکن خیال میں موجود بلیک اینڈ وائٹ تصویر کو کلرڈ بنانے والے رنگ ان کے پاس نہیں ہیں۔۔۔ میں نے تو کہا ابھی کہ چلو اس کے کپڑے رنگ دو۔ لیکن وہ سنتے ہی نہیں۔۔۔ ویسے تم یہاں کیوں کھڑے ہو۔۔۔ کیا کسی کار والے سے کوئی جھگڑا ہو گیا یا پھر کوئی نئی کار تاڑ رہے ہو چوری کرنے کے لئے۔۔۔ ویسے وہ دھندا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور چوہان بے اختیار ہنس پڑا۔



"یہ بات نہیں۔۔۔ یہاں مجرموں کی ایک کار موجود ہے۔ میں اس کار کی نگرانی کر رہا ہوں"۔۔۔ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا کرتے رہو بے جان مشینوں کی نگرانی۔۔۔ ہمارا کیا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"اوہ!۔۔۔ تو آپ کسی انسان کی نگرانی کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں"۔ چوہان نے چونک کر کہا۔

"ہم نگرانی کے قابل ہی نہیں ہیں۔۔۔ یہ کام تو وہ بڈھے پہلوان کرتے ہیں جن کے جوڑ بڑھاپے کی وجہ سے بیکار ہو جاتے ہیں اور وہ اکھاڑے کے کنارے بیٹھے دوسروں کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔۔۔ ہم تو اکھاڑے میں اتر کر لڑنے کے قائل ہیں۔۔۔ بہر حال تمہارے باس کی طرف سے تمہارے لئے یہ ہدایت ہے کہ تم اس نگرانی کو چھوڑ کر اپنے فلیٹ واپس جا سکتے ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

جانی بار اس پورے علاقے کا سب سے بدنام بار تھا۔ یہاں اردگرد کے سارے بدمعاش اور گھٹیا ٹائپ لوگ ہر وقت بھرے رہتے تھے کیونکہ اس بار میں انہیں ہر قسم کا نشہ کھلے بندوں مل جاتا تھا۔ عمران ایک بار یہاں آیا تھا اور اس وقت اس نے سوچا تھا کہ اس سلسلے میں فیاض سے ضرور باز پرس کرے گا۔ لیکن پھر مصروفیت کی وجہ سے یہ بات اس کے ذہن سے ہی نکل گئی تھی۔ لیکن اب جبکہ اس انگریزی جوڑے کی نسبت سے جانی بار کا نام دوبارہ سامنے آیا تو اسے یہ ساری بات یاد آ گئی اور اس بار کے مخصوص ماحول کی وجہ سے ہی عمران نے ٹائیگر کو یہاں معلومات کے لئے بھیجا تھا لیکن پھر ٹائیگر کی طرف سے کال آئی کہ اس نے بار کے ہر آدمی سے پوچھ گچھ کر لی

ہے۔ اس حلیے کا جوڑا یہاں آیا ضرور ——— لیکن ایک میز پر بیٹھ کر انہوں نے شراب پی اور پھر ویٹر کو رقم دے کر وہ بار کے عقبی دروازے سے نکل کر دوسری سڑک پر چلے گئے تھے۔ انہوں نے سوائے ویٹر کے نہ ہی کسی سے کوئی بات کی اور نہ ہی کوئی اشارہ یا مشکوک حرکت کی۔ اور ٹائیگر نے اس ویٹر سے بھی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس کے مطابق انہوں نے بیٹھتے ہی شراب کی پوری بوتل منگوائی اور وہ دونوں اسے گلاسوں میں ڈال کر پیتے رہے اور پھر بل ادا کر کے چلے گئے۔ اس پر عمران نے ٹائیگر کو وہیں رکنے کے لئے کہا اور خود وہ دانش منزل سے نکل کر جانی بار کی طرف چل پڑا تھا۔ چونکہ جانی بار ایک تنگ سی گلی میں تھا جہاں کار داخل نہ ہو سکتی تھی اس لئے عمران کو کار جنرل پارکنگ میں ہی کھڑی کرنی پڑی۔ اس طرح اس کا ٹکراؤ چوہان سے بھی ہو گیا جو ابھی تک اس کار کی نگرانی میں مصروف تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ شاید ہی اب وہ جوڑا کار لینے آئے اس لئے اس نے چوہان کو یہاں کا کام ختم کر کے واپس فلیٹ جانے کا کہہ دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران جانی بار میں داخل ہو گیا۔ وہ چونکہ اس وقت اپنے اصل چہرے میں تھا اس لئے اس کے چہرے پر حماقتیں آبشار کی طرح بہہ رہی تھیں۔ وہ اندر داخل ہو کر اس طرح چپنی چپنی آنکھوں سے ماحول کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی تہہ خانے سے نکل کر پہلی بار دنیا کو دیکھ رہا ہو۔ بار کا ماحول منشیات کے زہریلے دھوئیں اور شراب کی تیز بو کی وجہ سے انتہائی دگرگوں سا ہو رہا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ اسی ماحول کی وجہ سے یہاں ہر وقت رش رہتا ہے کیونکہ نشے کے عادی لوگوں کا آدھا نشہ تو اس ماحول کی وجہ سے ہی پورا ہو جاتا ہے۔ ٹائیگر کو اس نے ٹرانسمیٹر پر ہی ہدایات



دے دی تھیں کہ وہ اس کے کام میں مداخلت نہ کرے اور نہ ہی اس سے کوئی شناسائی ظاہر کرے گا۔ البتہ اس ویٹر کا نام اس نے معلوم کر لیا تھا جس نے اس ایکریمین جوڑے سے ڈیلنگ کی تھی۔

عمران اسی طرح بچوں کے سے انداز میں ادھر ادھر حیرت سے دیکھتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس کی نظریں کاؤنٹر کی سائیڈ میں کھڑے ٹائیگر پر پڑ گئیں جو گلے میں سرخ رومال ڈالے غنڈوں جیسے انداز میں کہنی کاؤنٹر پر رکھے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے گنجے سر اور پہلوانوں جیسا جسم رکھنے والے کاؤنٹر مین سے باتوں میں مصروف تھا۔

"ج ——— ج ——— جناب ——— کیا میں دخل در نامعقولات کر سکتا ہوں"۔ عمران نے قریب جا کر بڑے سہمے اور ڈرے ڈرے لہجے میں کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا اور کاؤنٹر مین نے تو چونک کر اس کی طرف دیکھا جبکہ ٹائیگر نے نظریں گھما کر عمران کی طرف بڑے سخت انداز میں دیکھا اور پھر اس کے ہونٹ اس طرح بھنچ گئے جیسے اسے عمران کی مداخلت بے حد بری لگی ہو۔

"اوہ ——— کیا بات ہے ——— ؟" کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی غلط آدمی بار میں آ پھنسا ہو۔ اور واقعی عمران کے چہرے پر موجود تاثرات تھے ہی ایسے۔

"یہ ——— یہ ——— یہاں گانجا مل جائے گا" ——— عمران نے بڑے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گانجا ——— وہ کیا ہوتا ہے" ——— کاؤنٹر مین شاید پرانے زمانے کے اس نشے سے واقف ہی نہ تھا اس لئے اس نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"اچھا تو تمہیں گانیچے کا ہی پتہ نہیں — اور بن گئے ہو جاپانی بار کے کاؤنٹر مین — بھائی! گانیچا ایک نشہ ہوتا ہے اور اس کی یہ خصوصیت ہے کہ جو اسے استعمال کرتا ہے وہ گنجا ہو جاتا ہے — میرا تو خیال تھا کہ تم بھی اسے استعمال کرتے رہتے ہو" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ — یو شٹ اپ نانسنس — ٹیری کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی توہین کرتے ہو — جاؤ فوراً نکل جاؤ یہاں سے ورنہ —" کاؤنٹر مین نے جس کا نام شاید ٹیری تھا انتہائی غضب ناک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے زور سے کاؤنٹر پر اس طرح مکہ مارا جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا ہو۔

"یہ میرے خیال میں کوئی سیدھا سادھا آدمی ہے ٹیری! — کیوں بیچارے پر رعب جھاڑ رہے ہو۔ اگر اس کا دم نکل گیا تو — اسے جیکب کا پتہ بتا دو، وہ گانیچے کے بارے میں زیادہ تفصیل سے جانتا ہے" — اس بار ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ٹیری سے کہا۔

"دم مذکر نہیں ہوتی جناب! — مؤنث ہوتی ہے اس لئے دُم نکل گئی کہنا چاہئے آپ کو — لیکن نکل کر بیچاری کہاں جا سکتی ہے — یہیں کاؤنٹر کے ساتھ کھڑی ہلتی رہتی ہوگی — ویسے وہ جیکب پاٹ صاحب کون ہیں — بلکہ کہاں ہیں تاکہ میں انہیں شرف ملاقات بخش کر ان سے مس شاداں و مس فرحاں کا پتہ پوچھ سکوں" — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں ٹائیگر پر طنز کرتے ہوئے کہا اور ٹیری اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے اچانک اس پر رحم آنے لگ گیا ہو۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کوبرے کا کیا رد عمل ہوگا۔



"جیکب پاٹ — واہ! بہت اچھا نام بنا دیا ہے تم نے اس کا — کیوں ٹیری" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیری اس طرح حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ یہ بات ٹائیگر نے ہی کی ہے۔ کیونکہ وہ سب کوبرے کے غصے سے اچھی طرح واقف تھے اور جس طرح اس احمق آدمی نے براہ راست کوبرے کی توہین کی تھی اب تک کوبرا اس کی گردن توڑ چکا ہوتا۔ لیکن کوبرا بجائے غصہ کرنے کے اس سے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔ اب ٹیری کو کون بتاتا کہ ٹائیگر کیوں مسکرا کر بات کر رہا ہے۔

"تم — تم مسکرا رہے ہو کوبرے — حیرت ہے۔ جبکہ یہ تمہاری توہین کر رہا ہے" — ٹیری سے نہ رہا گیا آخر وہ بول ہی پڑا۔

"ارے کوئی سیدھا سادھا سا آدمی ہے — اے جیکب! ادھر آؤ۔ یہ صاحب تم سے ملنے آئے ہیں" — ٹائیگر نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک طرف جاتے ہوئے ایک ادھیڑ عمر ویٹر کو بھی بلا لیا۔

"یس صاحب" — ویٹر نے قریب آکر حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام جیکب پاٹ ہے" — عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس ادھیڑ عمر ویٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے کوئی بدروح کھڑی ہو۔

"جیکب پاٹ — وہ کیا ہوتا ہے — میرا نام جیکب ہے — کیا بات ہے — میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں" — جیکب نے برا سا منہ

بناتے ہوئے کہا۔

"جان جاؤ گے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا نوٹ نکالا اور جیکب کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لو ـــ یہ ہے میرا ابتدائی تعارف ـــــ تفصیلی تعارف بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ تم مجھے وہ جگہ بتا دو جہاں گانجا مل سکتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! اسے آجکل کون پوچھتا ہے ـــ آجکل تو انتہائی جدید قسم کے نشے مارکیٹ میں آچکے ہیں ـــ شاید دارالحکومت کے کسی قدیم اور پرانے محلے میں اب بھی یہ بکتا ہو" ـــــ جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اس نے نوٹ جلدی سے پکڑ کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"جیکب! تم بھی احمق ہو ـــ بھائی جا کر اسے اس محلے کا پتہ بتاؤ اور اس سے تفصیلی تعارف بھی وصول کرو" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جیکب سے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس طرح آنکھ ماری جیسے کہہ رہا ہو کہ احمق آدمی ہاتھ لگ گیا ہے۔ لے لو، کاٹو۔

"اوہ ہاں جناب! ـــ بالکل بالکل ـــــ مجھے معلوم ہے اس محلے کا۔ آئیے میرے ساتھ" ـــــ جیکب نے چونک کر کہا اور پھر وہ عمران کا ہاتھ پکڑ کر اس طرح گھسیٹتا ہوا اسے ایک سائیڈ میں موجود راہداری میں لے گیا جیسے کوئی بردہ فروش کسی بچے کو جبراً اغوا کر کے لے جا رہا ہو۔

"ارے ارے اتنا تیز نشہ نہیں ہے جتنی تیز رفتاری تم دکھا رہے ہو" ـــــ عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ لیکن جیکب اسے ساتھ



لے کر ایک خالی کمرے میں پہنچ گیا۔

"بیٹھو ـــ تم واقعی احمق آدمی ہو۔ وہاں سب کے سامنے گانجے کے متعلق پوچھ رہے تھے ـــ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ اس کا نام لینا بھی بہت بڑا جرم ہے ـــ بولو۔ کتنا گانجا چاہئے" ـــــ جیکب نے دروازہ بند کر کے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کتنا سپلائی کر سکتے ہو" ـــــ عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

"تمہیں جس قدر چاہئے۔ لیکن آجکل بھاؤ تیز جا رہا ہے" ـــــ جیکب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب پوری طرح عمران کو کاٹنے پر اتر آیا تھا۔

"بھاؤ کی فکر مت کرو ـــ میں تمہیں وہی بھاؤ دے دوں گا جو اس ایکریمین جوڑے نے تمہیں دیا تھا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایکریمین جوڑا ـــ کس ایکریمین جوڑے کی بات کر رہے ہو" ـــــ؟ جیکب نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"جسے تم نے ٹیبل نمبر بارہ پر سرو کیا تھا" ـــــ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تو تم بھی ان کے متعلق پوچھنے آئے ہو ـــ پہلے کوبرا بھی ان کے متعلق مجھ سے پوچھ چکا ہے ـــ کیا تم کوبرے کے ہی ساتھی ہو" ـــ جیکب نے یکلخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سختی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کوبرا ـــ وہ کون ہے" ـــــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا اس کے چہرے پر واقعی ایسے تاثرات تھے کہ جیسے یہ نام زندگی میں پہلی بار سن رہا ہو۔

"ہونہہ ـــ تو پھر تم کون ہو ـــــ بہرحال میں نے انہیں سرو کیا تھا انہوں

نے شراب پی۔ بل ادا کیا اور چلے گئے" ۔۔۔ جیکب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو چیز انہوں نے تمہارے حوالے کی تھی وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئی ہے یا نہیں" ۔۔۔ عمران نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"چیز ۔۔۔ کونسی چیز ۔۔۔ ؟" جیکب نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والی چمک کو بھانپ لیا تھا۔

"سنو جیکب! ۔۔۔ صورت حال بے حد خراب ہو چکی ہے ۔۔۔ وہ چیز ٹھکانے پر ابھی تک نہیں پہنچی اور تم جانتے ہو کہ اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

"م ۔۔۔ م ۔۔۔ مگر تم کون ہو ۔۔۔ اور کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہو ۔۔۔ ؟" جیکب نے سہمے ہوئے لہجے میں ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران مزید کچھ کہتا۔ جیکب نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی پتلون کی سائیڈ جیب سے ایک چھوٹا مگر سائلنسر لگا ریوالور نکال لیا۔

"اب بتاؤ کون ہو تم ۔۔۔ اور کس نے بھیجا ہے تمہیں" ۔۔۔ جیکب کا لہجہ ریوالور نکالتے ہی بدل گیا تھا۔

"تو تم اب کھل ہی گئے" ۔۔۔ عمران نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ کون ہو تم" ۔۔۔ جیکب نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائر کر دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی عمران کے کان کے پاس سے نکل کر عقبی دیوار میں گھس گئی۔ عمران نے ذرا برابر بھی حرکت



نہ کی تھی۔ اس کی نظریں جیکب پر ہی جمی ہوئی تھیں اور جیکب کے چہرے پر عمران کو اس طرح گولی چلنے کے باوجود بے حس و حرکت دیکھ کر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اب بھی وقت ہے بتا دو کہ تم نے اس چیز کا کیا کیا ہے ورنہ ۔۔۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دائیں طرف کو ہٹا۔ کیونکہ جیکب نے اس بار اس کے سینے کا رخ کر کے گولی چلائی تھی لیکن جیکب کو تیسری گولی چلانے کی مہلت نہ مل سکی۔ وہ ابھی ہاتھ کو گھما کر ٹریگر دبانے ہی والا تھا کہ عمران نے ہوا میں ہی جسم کو گھمایا اور دوسرے لمحے جیکب کی چیخ اور پھر اس کے دیوار سے ٹکرانے کے دھماکے سے کمرہ گونج اٹھا۔ عمران نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتے ہی ہوا میں گھوم کر اس کی سائیڈ پر لات ماری تھی جس کی وجہ سے جیکب اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا تھا۔ پھر جب تک وہ اٹھتا، عمران قلابازی کھا کر نہ صرف سیدھا ہو گیا بلکہ دوسرے لمحے وہ اس کے سر پر پہنچ گیا اور پھر اس کے بوٹ کی ٹھوکر اٹھتے ہوئے جیکب کی کنپٹی پر پڑی اور جیکب کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ عمران نے لات اس کی گردن پر جما دی۔ جیکب نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی لات پکڑی اور وہ اسے گھما کر گرانا ہی چاہتا تھا کہ عمران نے خود ہی لات کو ذرا سا اس کی ٹھوڑی کی طرف گھما دیا اور جیکب کے حلق سے نہ صرف گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی بلکہ اس کے دونوں بازو بھی ڈھیلے ہو کر نیچے گر گئے اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہو گیا اور آنکھیں نرم ربڑ کی طرح پھیلنے لگ گئیں۔

"بولو ورنہ ——" عمران نے لات کو بالکل معمولی سا اور گھماتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو جیکب کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کے چہرے پر موت کی زردی پھیلنے لگ گئی تھی۔ عمران نے لات کو ذرا سا واپس گھما دیا تو جیکب کا رکا ہوا سانس بحال ہونے لگ گیا۔

"بتاؤ — ورنہ اس بار ——" عمران کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"م — م — مائیکرو فلم بوتل میں ڈال کر دی گئی تھی —— میں نے اندر جا کر فلم بوتل سے نکالی اور اسے ایک لفافے میں ڈال کر اس لفافے پر ایکس۔ وائی۔ زیڈ لکھ کر اسے مین روڈ پر واقع سپر سٹار شاپنگ پلازہ کے گمشدہ سامان والے حصے پر کھڑے آدمی کو دے دیا —— اس آدمی نے ایکس۔ وائی۔ زیڈ پڑھا تو اس نے مجھے دس ہزار روپے ایک لفافے میں ڈال کر دے دیئے اور وہ فلم والا لفافہ لے کر رکھ لیا۔ اس کے بعد میں واپس چلا آیا —— اس کے بعد کوبرے نے مجھ سے پوچھا —— پھر تم آگئے —— اب وہ فلم کیوں نہیں پہنچی، یہ مجھے نہیں معلوم" —— جیکب نے رک رک کر اور ٹوٹے ہوئے سانس کے ساتھ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ایسا کرنے کے لئے کس نے کہا تھا" —— ؟ عمران نے پوچھا اور ساتھ ہی لات کو ذرا سا گھما کر واپس کر دیا۔

"م — م — مجھے چیف باس نے کہا تھا کہ جب بھی کوئی بار میں آ کر میری مخصوص میز پر بیٹھے اور بلیک ایجنسی وہسکی مانگے تو میں اسے بلیک وہسکی تو لا دوں لیکن ساتھ ہی کہہ دوں کہ بلیک ایجنسی وہسکی کی یہ آخری بوتل سٹاک میں ہے —— اس کے بعد وہ آدمی اس وہسکی کی خالی بوتل میں فلم ڈال کر دے گا۔ چونکہ یہ بوتل بھی کالے رنگ کی ہوتی ہے اس لئے



کسی کو نظر نہ آئے گی۔ میں اس میں سے فلم جو ایک پلاسٹک کے لفافے میں پیک ہو گی، نکالوں اور اسے خاکی کاغذ کے لفافے میں ڈال کر اس پر ایکس وائی زیڈ کے الفاظ لکھوں اور جا کر سپر سٹور کے گمشدہ سامان والے شعبے پر کھڑے آدمی کو کہوں کہ بلیک ایجنسی وہسکی کی ایک بوتل گم ہو گئی ہے —— اس پر وہ کہے گا کہ وہ تو ٹھکانے پر پہنچا دی گئی ہے —— اگر وہ یہ الفاظ کہے تو میں وہ لفافہ اسے دے دوں۔ وہ اس کے بدلے میں جو رقم دے گا۔ وہ میرا انعام ہو گا اور اس کے بعد میں سب کچھ بھول جاؤں" —— جیکب نے رک رک کر پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چیف باس کون ہے" —— ؟ عمران نے پوچھا اور ساتھ ہی لات کو ذرا سا ہلایا۔

"ب — ب — بلیک ایجنسی کا چیف —— یہاں جیکی اس کی طرف سے باس ہے۔ میں جیکی کا اسسٹنٹ ہوں۔ لیکن یہ ہدایت مجھے چیف باس نے براہ راست ٹرانسمیٹر پر دی تھی —— جیکی کو بھی اس کا علم نہیں ہے" —— جیکب اب تیر کی طرح سیدھا ہو چکا تھا۔

"کب کی تھی کال" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"ایک ہفتہ پہلے" —— جیکب نے جواب دیا۔

"اس کی مخصوص فریکوئنسی بتاؤ" —— عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم —— باس کو علم ہو گا" —— جیکب نے کہا اور عمران نے لات کو زور سے گھما کر جیکب کی گردن سے ہٹایا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب جیکب ختم ہو چکا ہو گا ویسے اب ساری صورت حال سامنے آ گئی تھی۔ اس نظام کی نہ صرف مائیکرو فلم تیار

سی لی گئی تھی بلکہ یہ فلم انتہائی پُراسرار طریقے سے آگے بھی بڑھا دی گئی تھی بلیک ایجنسی کا نام آتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ایکریمیا کی ایک انتہائی خفیہ ایجنسی ہے جس کے ایجنٹ بلیک ایجنٹ کہلاتے ہیں۔ لیکن ان کے کام کا دائرہ کار چونکہ ایکریمیا اور یورپ تک ہی تھا اس لئے عمران نے ان پر کوئی توجہ نہ دی تھی لیکن بہرحال وہ اس نام کی ایجنسی سے واقف ضرور تھا اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ ایکریمین جوڑا لازماً بلیک ایجنٹس ہی ہوں گے۔ لیکن اب اسے فوری دلچسپی اس فلم کی برآمدگی سے تھی۔ اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے نکل کر راہداری سے گذر کر کاؤنٹر کے قریب سے ہوتا ہوا کیفے کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

باہر برآمدے میں ٹائیگر موجود تھا۔

"ریڈی میڈ میک اپ کر کے سپر سٹار شاپنگ پلازا کے گمشدہ سامان والے شعبے پر پہنچو" ——— عمران نے ٹائیگر کے قریب سے گذرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور تیزی سے پیدل چلتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

سپر سٹار شاپنگ پلازا مین بازار میں تھا اور وہ یہاں سے کافی دور تھا اس لئے جب ہجوم میں سے گذرتا ہوا عمران شاپنگ سنٹر کے بڑے شیشے لگے ہوئے بے شمار گیٹوں میں سے ایک گیٹ پر پہنچا تو اسی لمحے ٹائیگر بھی لمبے لمبے قدم بھرتا اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے گلے سے سرخ رومال اتار دیا تھا۔ کوٹ کو الٹ کر پہن لیا تھا اور ریڈی میڈ میک اپ کر کے چہرے کی ساخت کو قدرے بدل لیا تھا۔ اب اس کا چہرہ کیفے والے چہرے سے خاصا مختلف ہو گیا تھا۔

"عمران صاحب" ——— ٹائیگر نے قریب پہنچ کر کہا اور عمران نے مڑ کر



ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سر ہلاتا ہوا شیشے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک وسیع و عریض شاپنگ پلازہ تھا جس میں دنیا بھر میں دستیاب ہر قسم کے سامان کی فروخت کے علیحدہ علیحدہ شعبے بنائے گئے تھے۔ مین گیٹ کے قریب ہی ایک شعبہ اشیائے گمشدہ کا تھا۔ جہاں ایک نوجوان کھڑا تھا۔ کوئی بھی گاہک اگر کوئی چیز خرید کر وہیں یا کسی اور کاؤنٹر پر بھول جاتا تو اسے فوراً اس کاؤنٹر پر پہنچ دیا جاتا اور گاہک کو سارے پلازہ میں ایک چیز تلاش کرنے کے لئے مارا مارا پھرنے کی بجائے یہیں سے اپنی گمشدہ چیز مل جاتی تھی۔

اس وقت پلازہ میں کچھ زیادہ رش نہ تھا۔ شاید مہینے کی آخری تاریخیں تھیں اس لئے ملازم پیشہ گاہک جو مہینے کی پہلی تاریخوں میں خریداری کرتے تھے موجود نہ تھے۔ عمران قدم بڑھاتا سیدھا اس گمشدہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس میں بڑے بڑے ریک تھے جن میں کئی پیکٹ پارسل موجود تھے۔

"جی فرمائیے! ——— کیا گم ہوا ہے آپ کا" ——— نوجوان نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کب سے یہاں ڈیوٹی پر ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں صبح سات بجے سے ——— اور اب آدھے گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہو جائے گی ——— کیوں" ——— نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر تم نے ایکس رواتی ریڈ لانے والے کو کم رقم کیوں دی تھی" ——— عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"کم رقم — اوہ نہیں جناب! — دس ہزار روپے ہی مجھے دیئے گئے تھے۔ وہی میں نے اسے دے دیئے" — نوجوان نے بے اختیار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن جیکب نے تو جیکی سے شکایت کی ہے کہ اسے چیف باس نے کہا تھا کہ بیس ہزار روپے دیئے جائیں گے" — عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"جیکب اور جیکی — میں تو کسی کو نہیں جانتا جناب! — مجھے تو جناب! ایک ہفتہ قبل میرے جنرل مینجر صاحب نے بلا کر کہا تھا کہ مالک کا ایک خاص پیکٹ آنا ہے — لے آنے والا کہے گا کہ بلیک ایجنسی وسکی کی ایک بوتل گم ہو گئی ہے۔ میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ وہ تو ٹھکانے پر پہنچا دی گئی ہے — پھر وہ مجھے ایک خاکی کاغذ کا لفافہ دے گا جس پر ایجنسی والی زیڈ لکھا ہوا ہوگا۔ میں وہ لفافہ لے کر اسے دس ہزار روپے والا لفافہ دے دوں — پھر میں گرین کلب فون کروں اور وہاں ریسپشن کو کہوں کہ مسٹر آرتھر کو پیغام دے دیا جائے کہ بلیک ایجنسی وسکی کی بوتل پہنچ گئی ہے — اس کے بعد ایک آدمی آئے گا وہ یہی لفظ کہے گا کہ گرین کلب کی بلیک ایجنسی کی بوتل یہاں گم ہو گئی ہے وہ دے دو — تو میں یہ ایجنسی والی زیڈ والا لفافہ اس کے حوالے کر دوں اور بس" — اس نوجوان نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! — کیا حلیہ تھا اس آرتھر کا جو لفافہ لے گیا تھا —؟" عمران نے پوچھا۔

"جناب! — بڑی بڑی مونچھیں تھیں — ناک پر پھوڑے کا مندمل



نشان تھا — خاصے بھرے ہوئے جسم کا آدمی تھا" — نوجوان نے جواب دیا۔

"کیا اس کا ایک دانت سونے کا تھا" — ؟ عمران کے ساتھ کھڑے ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ جی ہاں بالکل — دائیں طرف والا دانت — آپ انہیں جانتے ہیں" — نوجوان نے چونک کر کہا۔

"آیئے جناب" — ٹائیگر نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے مڑ گیا۔

"میں اسے جانتا ہوں باس! — یہ جیکی کا خاص آدمی جوزف ہے شراب کی سمگلنگ کے دھندے کا بھی انچارج ہے۔ اس کا اڈہ گرین کلب ہے کیونکہ گرین کلب بھی جیکی کی ہی ملکیت ہے" — ٹائیگر نے پلازہ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اب یہ وہاں مل جائے گا" — ؟ عمران نے پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں! — یہ ہر وقت وہیں رہتا ہے ایک خفیہ دفتر میں" — ٹائیگر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد عمران اسے کار میں بٹھائے گرین کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"جیکب سے تم نے سرسری انداز میں کیوں پوچھ گچھ کی تھی" — ؟ عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"م — مجھے اس کے چہرے پر سچے ہونے کے تاثرات نظر آتے تھے" — ٹائیگر نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ عمران کے سرد لہجے نے اس کے

چہرے پر ہلکی سی زردی کی تہہ بکھیر دی تھی۔

"تم میں شاید ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خوش فہمی پیدا ہو گئی ہے ——— تم اب کام کے سلسلے میں لاپرواہ ہوتے جا رہے ہو —— کیا خیال ہے تمہاری اس خوش فہمی کو دور کرنے کا کوئی بندوبست کیا جائے" ——— عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد تھا۔

"م — میں — معافی چاہتا ہوں ——— آئندہ آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی" ٹائیگر نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"معافی کا لفظ میری لغت میں نہیں ہے مسٹر ٹائیگر ——— چونکہ تم نے پہلی بار اس لاپرواہی کا مظاہرہ کیا ہے اس لئے یہ آخری وارننگ ہے۔ ورنہ میں تمہیں سزا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا ——— بہرحال آئندہ میں معافی کا لفظ تمہارے منہ سے نہ سنوں" ——— عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے شرمندہ سے انداز میں سر جھکا دیا۔

اسی لمحے عمران نے کار گرین کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ کار روک کر اس نے خود بھی ریڈی میڈ میک اپ کیا اور پھر کار سے نیچے اتر آیا۔

"چلو — اس جوزف کے دفتر لے چلو مجھے" ——— عمران نے کار سے نیچے اتر کر کہا اور ٹائیگر جو پہلے ہی دوسری طرف سے اتر کر خاموشی سے کھڑا تھا تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ کلب کے اندر جانے کی بجائے وہ گھوم کر اس کے عقبی طرف گیا اور پھر وہاں سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ ایک برآمدے میں پہنچ گئے۔ برآمدے میں دو مسلح افراد ٹہل رہے تھے۔ جو ان دونوں کو دیکھتے ہی چونک کر سیدھے ہو گئے اور ان کے چہروں پر



سختی کے آثار ابھر آئے۔

"جوزف موجود ہے ——— میں ایک بڑی پارٹی کو لے آیا ہوں" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ان میں سے ایک کو کہا۔

"ہاں - مگر ———" اس آدمی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ٹائیگر کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میک اپ میں ہوں — فکر نہ کرو" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز بے تکلفانہ تھا اور شاید اس کے اسی انداز کی وجہ سے دونوں مسلح افراد کاندھے اچکا کر خاموش ہو گئے۔

ٹائیگر نے دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔ عمران اس کے ساتھ تھا لیکن کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا لیکن ٹائیگر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کے پٹ کھول کر اس کے اندر کسی بٹن کو دبایا اور پھر الماری کے پٹ بند کر دیئے۔ دوسرے لمحے دائیں طرف کی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب دوسری طرف ایک اور بڑا کمرہ تھا جس میں ایک طرف بڑے سے صوفے پر مسٹر جوزف نیم دراز تھا۔ شاپنگ پلازہ والے نوجوان نے اس کا جو حلیہ بتایا تھا اس کی وجہ سے عمران نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ اس کے سامنے والے صوفے پر دو سٹین گن بردار بیٹھے ہوئے تھے۔ جوزف کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ دیوار ہٹتے ہی جیسے ہی وہ دونوں اندر داخل ہوئے، جوزف اور اس کے ساتھی ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ ان تینوں کے چہروں پر حیرت تھی۔

"کون ہو تم ۔۔۔ اور کیسے یہاں آئے" ۔۔۔ جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جابر کو کون روک سکتا ہے جوزف! ۔۔۔ ویسے گھبرانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ میں تمہارے لئے ایک بڑی پارٹی لے کر آیا ہوں اور مجھے کوبرے نے تمہاری ٹپ دی تھی" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ! کوبرے نے ٹپ دی تھی ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن میں نے جابر کا نام تو سن رکھا ہے۔ مگر ملاقات تم سے آج ہوئی ہے" ۔ جوزف نے مطمئن لہجے میں کہا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں صرف بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتا ہوں" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور جوزف نے سر ہلا دیا۔ پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے سر ہلاتے ہوئے اسی چھپی ہوئی دیوار کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے باہر جانے کے بعد دیوار سرر کی تیز آواز سے دوبارہ برابر ہو گئی۔ جوزف اسی طرح لاپرواہی سے دوبارہ شراب پینے لگا۔

"بیٹھو اور بتاؤ کہ کتنا بڑا سودا ہے ۔۔۔ ویسے بیس لوکر لاکھوں کا سودا میں نہیں کیا کرتا ۔۔۔ وہ میرے ملازم کرتے ہیں ۔۔۔ ہاں! اس سے زیادہ کا ہو تو اور بات ہے" ۔۔۔ جوزف نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ ایسے مجرموں کی نفسیات کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جوزف اب اسے پارٹی سمجھ کر اس پر رعب جمانے کے لئے ایسی بات کر رہا ہے اور ایسا انداز اختیار کر رہا ہے۔

"ایکس وائی زیڈ کے گلے کا سودا تھا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں میں اچانک



کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو۔ بوتل اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گری تھی اور اس میں موجود باقی ماندہ شراب بہنے لگ گئی تھی لیکن جوزف کا اس طرف دھیان ہی نہ تھا۔ وہ ہونٹ بھینچے اب بڑی کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ آہستہ آہستہ اس کے کوٹ کی جیب کی طرف رینگ رہا تھا۔

"اپنا ہاتھ جیب کے اندر نہ ڈالنا۔ ورنہ ہاتھ بعد میں جیب کے اندر پہنچے گا جبکہ گولی اس سے پہلے تمہارے دل میں داخل ہو چکی ہو گی" ۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جوزف نے بے اختیار ہاتھ آگے کر لیا۔

"کون ہو تم ۔۔۔ جانتے ہو کہ تم اس وقت کہاں ہو" ۔۔۔ جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں جوزف! ۔۔۔ لیکن ایکس وائی زیڈ جب ٹھکانے پر پہنچے گی تو ظاہر ہے یہ جگہ بھی تمہیں موت سے نہ بچا سکے گی" ۔۔۔ عمران کا لہجہ سرد تھا۔

"ٹھکانے پر نہیں پہنچی ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ جوزف ایک بار پھر چونک پڑا۔

"سنو جوزف! ۔۔۔ یہ شراب کی سمگلنگ کا دھندہ نہیں ہے کہ تم مال ہی ہضم کر جاؤ گے ۔۔۔ یہ بین الاقوامی معاملات ہیں اور یہاں تمہاری حیثیت تو مچھر جتنی بھی نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں ۔۔۔ لیکن تم مجھ سے یہ بات پوچھنے کیوں آئے ہو۔ انگریمین سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری شیفر سے جا کر پوچھو" ۔۔۔

جوزف نے آخر کار خود ہی اُگل دیا۔

"اسی نے تو بتایا ہے کہ مال نہیں پہنچا ——— جبکہ تم شاپنگ پلازہ سے اُسے وصول کر چکے ہو" ——— عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"وہ کیسے کہہ سکتا ہے یہ بات ——— میں شاپنگ پلازہ سے مال وصول کر کے سیدھا وہاں گیا اور اس کے حوالے کر دیا ——— اس نے مجھے یہ الفاظ بھی کہے تھے کہ وہ آج ہی سفارتی بیگ میں اسے ایکریمیا روانہ کر دیگا ——— میرے سامنے لے آؤ اُسے" ——— جوزف نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— فون یہاں ہے۔ اس سے بات کرو ہمارے سامنے"۔ عمران نے کہا اور جوزف تیزی سے آگے سائیڈ ٹیبل پر پڑے ہوئے فون کی طرف جھپٹا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔

"جوزف بول رہا ہوں ——— ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری شیفر سے بات کراؤ۔ اسے بلیک ایجنسی کا حوالہ دے دینا۔ پھر وہ بات کرے گا"۔ جوزف نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے لہرایا اور جوزف چیختا ہوا اچھل کر دو قدم پیچھے فرش پر جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب میں جاتا، ٹائیگر کی لات گھومی اور اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے گھوم کر اٹھتے ہوئے جوزف کی کنپٹی پر پڑی اور وہ چیخ مار کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"اب اسے ہوش میں مت آنے دینا۔ جب تک میں بات نہ کر لوں"۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر



رسیور اٹھا لیا۔

"یس، جوزف" ——— عمران کے حلق سے جوزف جیسی آواز ابھری۔

"تھرڈ سیکرٹری شیفر صاحب سے بات کیجئے" ——— دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ——— کون بول رہا ہے" ——— دوسرے لمحے بگڑے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔ بولنے والے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی مجبوری کی بنا پر بات کر رہا ہو۔

"جوزف بول رہا ہوں ——— مجھے ابھی ابھی بتایا گیا ہے کہ وہ فلم جو میں آپ کو پہنچا کر آیا تھا۔ ابھی تک ایکریمیا نہیں پہنچی ——— چیف باس کی براہ راست ٹرانسمیٹر کال آئی ہے" ——— عمران نے تیز تیز اور قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

"وہ پہنچ بھی کیسے سکتی تھی ——— ابھی پندرہ منٹ پہلے تو سفارتی بیگ ایئرپورٹ کارگو پہنچایا گیا ہے۔ ایک گھنٹے بعد جو فلائٹ ایکریمیا جا رہی ہے اس پر وہ لوڈ ہو گا اور آٹھ گھنٹے بعد ایکریمیا پہنچ جائے گا ——— اور سنو ——— چیف باس نے تمہیں کب کال کیا ہے۔ دس منٹ پہلے تو انہوں نے مجھ سے بات کی ہے اور میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ فلم بحفاظت مجھ تک پہنچ چکی ہے اور میں نے اسے سفارتی بیگ میں ڈلوا کر بھجوا دیا ہے"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ قدرے حیرت زدہ تھا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ چیف باس نے مجھ سے بات کرنے کے بعد آپ سے بات کر لی ہے ——— او کے۔ ٹھیک ہے ——— اب

ویسے بھی میرے پوچھنے کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی ۔۔۔ بہت شکریہ" ۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ ٹائیگر !۔۔۔ کام بن گیا ۔۔۔ اس جوزف کو ختم کر دو ۔۔۔" عمران نے کہا اور تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جس کے سائیڈ والا سے چھٹنے کی وجہ سے وہ اندر آئے تھے۔

"ادھر نہیں عمران صاحب !۔۔۔ ادھر ایک اور راستہ ہے۔ وہاں سے اندر تو کوئی نہیں آسکتا۔ لیکن اندر سے باہر آسانی سے اور کسی کی نظروں میں آئے بغیر آدمی نکل سکتا ہے ۔۔۔ ادھر تو باس کے ساتھی موجود ہوں گے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور جوزف کے سینے پر دو فائر کرتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ دائیں طرف ایک دروازے کی طرف لپکا۔ دروازہ بظاہر تو باتھ روم کا تھا لیکن باتھ روم کے اندر ایک اور دروازہ تھا جسے کھولنے کے بعد وہ ایک طویل اور بند راہداری سے گزرتے ہوئے جب ایک بند دروازے پر پہنچے جو اندر سے بند تھا تو ٹائیگر نے یہ دروازہ کھولا اور وہ دونوں گرین کلب کی عقبی سڑک پر پہنچ گئے۔

"تم میری کار لے کر سامنے والے ہوٹل پہنچو ۔۔۔ میں وہاں سے ایک کال کر لوں" ۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک کراس کر کے دوسری طرف ذرا آگے ایک بڑے ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گیا۔ اس ہوٹل کے وسیع اور فراخ سائیڈ برآمدے میں دس کے قریب پبلک فون بوتھ موجود تھے۔ ان میں سے ایک دو مصروف تھے جبکہ باقی خالی تھے۔ عمران تیزی سے ان میں سے ایک فون بوتھ



میں داخل ہو گیا۔ اس نے جیب سے سکے نکال کر فون باکس میں ڈالے اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ چاہتا تو وہیں جوزف کے دفتر سے ہی فون کر دیتا لیکن ٹائیگر کی موجودگی کی وجہ سے ایک تو وہ کھل کر بات نہ کر سکتا تھا دوسرا اسے خطرہ تھا کہ کہیں سے کوئی اس کال کو سن نہ رہا ہو۔ اس لئے اس نے فوری طور پر وہاں سے نکل کر پبلک فون بوتھ سے کال کرنے کو ترجیح دی تھی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ۔۔۔ سنو !ساری صورت حال سامنے آگئی ہے ۔۔۔ ایکریمیا کی ایک خفیہ سرکاری ایجنسی جسے بلیک ایجنسی کہا جاتا ہے۔ وہ اس سارے کھیل کے پیچھے ہے ۔۔۔ اس نے نئے دفاعی نظام کے فارمولے کی تصویر مائیکرو فلم کی صورت میں حاصل کر لی ہے اور اب یہ مائیکرو فلم ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری شیفر کے ذریعے ایکریمیا جانے والے سفارتی بیگ میں موجود ہے اور یہ سفارتی بیگ ابھی تک ایئر پورٹ پر موجود ہے اور آٹھ بجے فلائٹ پر جانے گا ۔۔۔ تم سر سلطان سے فوری بات کرو اور پھر خود سر سلطان کے ساتھ جا کر ایئر پورٹ کارگو سے وہ بیگ حاصل کر کے اس میں سے وہ مائیکرو فلم نکال لو ۔۔۔ معاملہ ایکریمین سفارت خانے کا ہے۔ اگر سفارت خانے کے آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تو بیگ نکل بھی سکتا ہے اور سفارتی تعلقات بھی خراب

ہو سکتے ہیں۔ اس نے سر سلطان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور کوشش کرو کہ ایکریمین سفارت خانے کو بیگ میں سے فلم نکالے جانے کا علم بھی نہ ہو اور فلم بھی مل جائے —— اس کے لئے تم دانش منزل کی لیبارٹری سے سپیشل اسٹیچنگ مشین ساتھ لے لینا —— بیگ کی وہ سمت جس طرف سلائی ہوتی ہے اور سفارت خانے کی مہر نہیں ہوتی، اسے مشین کھول بھی دے گی اور پھر فلم لے لینے کے بعد اسے دوبارہ سٹیچ بھی کر دے گی اس طرح سفارت خانے یا ایکریمین حکام کو علم بھی نہ ہو سکے گا کہ بیگ کو کھولا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی مخصوص سفارتی مہریں ویسے ہی دوسری طرف موجود ہوں گی —— اس طرح سفارتی تعلقات میں بھی کسی قسم کی خرابی پیدا ہونے کا کوئی امکان باقی نہ رہے گا" —— عمران نے پوری تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب! —— جب فلم بیگ میں موجود نہ ہو گی تو ظاہر ہے وہ چونک پڑیں گے اور پھر خصوصی تحقیقات سے انہیں پتہ چل جائے گا کہ بیگ کی سٹیچنگ کھولی گئی ہے —— ایسا کیوں نہ کریں کہ سٹیچنگ کھول کر کوئی دوسری عام سی مائیکرو فلم ڈال دی جائے۔ اس طرح وہ یہی سمجھیں گے کہ ان کے ایجنٹوں نے غلط فلم حاصل کی ہے" —— بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ زیادہ اچھی تجویز ہے —— تم ایسا کرو کہ فلم لائبریری میں سے سیکرٹ سروس سے متعلق مائیکرو فلم لے کر بیگ میں ڈال دو۔ اس طرح بلیک ایجنسی کو پتہ لگ جائے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے منہ سے نوالہ چھیننا ان کے بس کا روگ نہیں ہے —— یہ صرف عمران کا ہی کام ہے"



عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کے ہنسنے کی آواز سن کر اس نے رسیور رکھا اور مڑ کر پبلک فون بوتھ سے نکل کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ٹائیگر کار لئے موجود تھا اور اب عمران اس ایکریمی جوڑے کا پتہ لگانا چاہتا تھا جنہوں نے واقعی انتہائی رازداری سے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی تھی۔ اگر سر سلطان اور سر راشد کے درمیان گپ شپ نہ ہوتی اور سر سلطان اپنی محتاط فطرت کی وجہ سے اسے اس بات سے آگاہ نہ کرتے تو واقعی اس بار بلیک ایجنسی اپنا مشن کامیابی سے مکمل کر چکی تھی۔ عمران کو یقین تھا کہ جانی بار کے مالک جیکی کو لازماً اس جوڑے کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات ہوں گی کیونکہ اس کا براہ راست تعلق بلیک ایجنسی سے تھا۔

"اگر باس ہمیں دوسرے مشن کے بارے میں کچھ تفصیلات بتا دیتا تو فارغ بیٹھنے کی بجائے ہم کم از کم اس سلسلے میں ابتدائی تیاریاں تو مکمل کر لیتے" ——— روزی نے شراب کا جام لبوں سے ہٹا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور سامنے کرسی پر بیٹھے ڈان نے جو ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا رسالہ بند کر کے میز پر رکھا اور میز پر موجود شراب سے لبالب اپنا جام اٹھا لیا۔

"آخر اتنی جلدی کی بھی کیا ضرورت ہے ——— رات ہو چکی ہے، تھوڑی دیر بعد باس کی طرف سے نارمل ہو جانے کی اطلاع آ جائے گی۔ اس طرح ہر قسم کا خدشہ ختم ہو جائے گا اور ہم اطمینان سے کام کر سکیں گے" ——— ڈان نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"خدشہ ——— کس قسم کا خدشہ" ——— روزی نے چونک کر پوچھا۔

"ارے ارے اتنا چونکنے کی ضرورت نہیں ہے ——— میں نے



ویسے ہی بائی دی وے یہ بات کر دی ہے ——— خدشہ کیا ہوتا ہے۔ اب تک تو ظلم نجانے کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہو گی" ——— ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ روزی کوئی بات کرتی، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی پر زور آواز سے بج اٹھی اور ڈان نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا۔

"کس کا فون آ سکتا ہے ——— جیکی کا ہی ہو گا" ——— ڈان نے کہا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"ظاہر ہے۔ صرف جیکی کو ہی معلوم ہے کہ ہم یہاں ہیں" ——— روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈان نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— ڈان نے صرف ایک لفظ کہنے پر اکتفا کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— میں جیکی بول رہا ہوں۔ میرے پاس آپ کے لئے انتہائی حیرت انگیز خبر موجود ہے ——— جاپانی بار کے ویٹر جیکب، جس سے آپ ملے تھے اور جس سے پہلے مقامی بدمعاش پوچھ گچھ کرتا رہا ہے، سے ایک احمق سا آدمی ملنے آیا اور پھر جیکب اسے ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا۔ لیکن بعد میں اس کی مسخ شدہ لاش وہاں سے دستیاب ہوئی ——— اس کی گردن دبا کر اسے مار ڈالا گیا ——— اور باس! اس کے علاوہ گرین کلب میں جاپانی بار کے مالک جیکی کے خاص اسسٹنٹ جوزف سے ملنے دو مقامی آدمی پہنچے اور پھر وہ خفیہ راستے سے نکل گئے۔ بعد میں جوزف کی لاش وہاں سے ملی ہے۔ جوزف کے سینے میں گولی ماری گئی تھی" ——— جیکی نے کہا۔

"تو اس میں حیرت انگیز بات کیا ہو گئی ——— لوگ مرتے رہتے ہیں پھر اس جوزف کا ہم سے کیا تعلق ہو سکتا ہے جو تم نے خاص طور پر ہمیں اس

کے متعلق بتایا ہے" ـــــ ڈان نے ہونٹ چباتے ہوئے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"باس! ۔ اس جوزف کا ایک اسسٹنٹ میرا پرانا دوست ہے۔ میں ویسے ہی اس کے پاس چلا گیا۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ اس کے باس جوزف کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے ـــــ پھر وہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس نے آخری بار فون ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری شیفر کو کیا تھا اور اس سے یہ بات کی تھی کہ جو فلم اس نے اسے پہنچائی تھی وہ ابھی تک ایکریمیا نہیں پہنچی ـــــ اس پر تھرڈ سیکرٹری نے جواب دیا کہ وہ رات تک پہنچ جائے گی کیونکہ اسے سفارتی بیگ میں ڈال دیا گیا ہے اور سفارتی بیگ ایئرپورٹ پہنچ چکا ہے اور اب جو فلائٹ ایکریمیا جائے گی اس میں یہ بیگ چلا جائے گا ـــــ اور سب سے چونکا دینے والی بات یہ ہوئی کہ اس گفتگو کے دوران جوزف نے بلیک ایجنسی کے چیف باس کی طرف سے آنے والی ٹرانسفر کال کی بات کی جس کے جواب میں شیفر نے کہا کہ دس منٹ پہلے تو بلیک ایجنسی کے چیف باس کی کال اس نے خود رسیو کی ہے۔ چیف باس نے اس سے فلم پہنچنے کا پوچھا تھا اور اس نے چیف باس کو بتا دیا تھا کہ فلم بحفاظت پہنچ چکی ہے اور اسے سفارتی بیگ میں ڈال کر بھجوا دیا ہے ـــــ اس گفتگو کے بعد جوزف کی لاش اس کے دفتر سے ملی" ـــــ جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ڈان اور روزی دونوں کی آنکھیں یہ رپورٹ سن کر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ! ـــــ اوہ تو یہ فلم ایس تھری سے اس جوزف تک پہنچی اور جوزف نے اسے ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری کے حوالے کیا۔ ایس تھری



بھی قتل ہو چکا ہے اور جوزف بھی ـــــ ویری بیڈ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ پہلے ہمیں تلاش کرتے رہے ـــــ پھر اب وہ فلم کے پیچھے چل پڑے ـــــ تم نے معلوم کیا کہ وہ بیگ چلا گیا ہے یا نہیں ـــــ کہیں انہوں نے اسے رکوا نہ دیا ہو" ـــــ ڈان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے باس! ـــــ سفارتی بیگ اپنے مقررہ وقت پر لوڈ ہو کر ایکریمیا چلا گیا ہے اور اب تک تو شاید وہ ایکریمیا پہنچ بھی چکا ہو گا" ـــــ جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تھینک گاڈ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ہم بال بال بچ گئے ورنہ تو یہ پراسرار لوگ اس فلم تک پہنچ چکے تھے ـــــ تم ایسا کرو کہ اب ان لوگوں کی تلاش بھرپور انداز میں شروع کر دو۔ مقامی بدمعاش حلقوں میں گھس کر معلومات حاصل کرو ـــــ اب ہمیں اپنے آئندہ مشن سے پہلے ان کا خاتمہ کرنا ہو گا" ـــــ ڈان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ میں نے پہلے ہی اس لائن پر کام شروع کر دیا ہے" جیکی نے کہا اور ڈان نے ـــــ او کے ـــــ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آخر یہ مقامی بدمعاش کون ہیں اور انہیں ایسا کون سا کلیو ملا ہے جس کی وجہ سے انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے ریڈ کارڈ کی فلم تیار کی ہے اور فلم فلاں جگہ تک پہنچ گئی ہے" ـــــ روزی کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"روزی! ـــــ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہم بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے ہیں ـــــ یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے۔ اسے کسی نامعلوم ذریعے سے ہماری ساری کارکردگی کا علم ہو چکا ہے اور اب وہ فلم کے پیچھے

ہے ـــ اگر سفارتی بیگ ذرا بھی لیٹ ہو جاتا تو لازماً یہ لوگ اُسے روک لیتے اور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ اب ایکریمیا میں بھی اُسے روکنے کے لئے چکر چلائیں گے ـــ اور اس کے حصول کے بعد انہوں نے ہمارے پیچھے لگ جانا ہے" ـــ ڈان نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس مقامی بدمعاشوں پر مشتمل ہے ـــ یہ تو پسماندہ سا ملک ـــ شاید ایسا ہی ہو" ـــ روزی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے مقامی بدمعاش گروپوں کو ہائر کر رکھا ہو ـــ ابھی تو شکر ہے کہ ہم جیکی اور اس کے گروپ کو ساتھ لے آئے تھے اور ہم نے یہاں مقامی گروپ سے رابطہ نہیں کیا۔ ورنہ تو یہ لوگ سیدھے ہماری گردنیں آ دبوچتے ـــ جیکی نے ابھی بتایا ہے کہ جیکب جو ایس تھری کا تھا اس سے ملنے کوئی احمق سا آدمی آیا اور جیکب اُسے علیحدہ کمرے میں لے گیا اور پھر اس کی مسخ شدہ لاش ملی ـــ اس حوالے سے میرے ذہن میں ایک ہی شخصیت کا نام آتا ہے اور وہ ہے علی عمران ـــ وہی احمقوں جیسی باتیں اور حرکتیں کرتا ہے اور بہرحال عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے" ـــ ڈان نے کہا اور روزی نے سر ہلا دیا۔ اب اس کی آنکھوں میں بھی تشویش کے سائے لہرانے لگے تھے۔

"اوہ واقعی ـــ اگر ایسی بات ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دوسرے مشن کی بجائے پہلے اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا چاہیے" ـــ روزی نے کہا۔

"ہاں! ـــ اسی لئے تو میں نے جیکی کو کہا ہے کہ وہ ان لوگوں کو تلاش کرے ـــ جیسے ہی ان کا کلیو ملے گا میں اپنا کام شروع کر دوں گا" ـــ ڈان



نے کہا۔

"لیکن عمران کو تو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے ـــ میں پہلے اس کا تو خاتمہ کر دوں" ـــ روزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ ڈان اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، ایک سائیڈ پر موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"اوہ ـــ باس کی کال ہے" ـــ ڈان نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔ روزی بھی اٹھ کر اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔

"ہیلو ہیلو ـــ باس کالنگ ـــ اوور" ـــ ٹرانسمیٹر کا بٹن جیسے ہی ڈان نے آن کیا، ٹرانسمیٹر سے چیف باس کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس باس! ـــ ڈان اٹنڈنگ یو ـــ اوور" ـــ ڈان نے ایک اور بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"ڈان! ـــ تم تو کہتے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تمہارے اس مشن کا علم تک نہیں ہوا ـــ اوور" ـــ باس کا لہجہ بے حد طنزیہ تھا۔

"یس باس! ـــ لیکن اب آپ کی کال آنے سے پہلے جیکی نے مجھے بتایا ہے کہ کچھ لوگ ایس تھری کو جسے میں نے فلم آپ کے حکم کے مطابق دی تھی، کو ہلاک کر دیا گیا ہے ـــ اس کے بعد کسی گرین کلب کے جوزف کی ہلاکت کی خبر بھی مل گئی ہے ـــ یہ فلم شاید ایس تھری نے جوزف تک پہنچائی تھی اور پھر جوزف نے اُسے ایکریمین سفارت خانے پہنچا دیا اور وہاں سے وہ فلم سفارتی بیگ کے ذریعے آپ تک پہنچ گئی ـــ میں نے ساری تحقیقات کر لی ہیں ـــ اوور" ـــ ڈان نے کہا۔

"ہاں! ـــ تمہاری تحقیقات سو فیصد درست ہیں اور فلم بھی مجھ تک پہنچ

چکی ہے ---- لیکن جانتے ہو اس فلم میں کیا ہے۔ اوور" ---- باس
نے الفنسٹر یکین غصیلے لہجے میں کہا۔
"فلم پہنچ گئی ہے --- تھینک گاڈ --- ویسے باس! فلم میں نے خود
جانچی تھی اس پر ریڈ کارڈ ٹو نال ہے --- اس لئے فلم میں تو وہی فارمولا ہی
ہوگا --- اور کیا ہو سکتا ہے۔ اوور" --- ڈوان نے کہا۔
"فلم میں ریڈ کارڈ ٹو فارمولے کی بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے الفاظ
لکھے ہوئے ہیں اور یوں لگتا ہے جیسے یہ فلم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سلوگن
فلم ہو۔ اوور" --- باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"کیا --- کیا کہہ رہے ہیں آپ --- یہ کیسے ممکن ہے --- میں نے
خود اس کی فلم بنائی ہے۔ پھر اسے خود ہی جا کر ایس عقری کے حوالے کیا ہے
اوور" --- ڈوان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"سنو --- میں نے صرف اس لئے کہ فلم کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو ایسا
انتظام کیا تھا کہ تم فلم حاصل کرنے کے بعد اسے ایس عقری کے حوالے کر دو۔
اس کے بعد تمہارا تعلق فلم سے ختم ہو جائے گا --- ایس عقری پاکیشیا میں
بلیک ایجنسی کے لوکل ایجنٹ جیکی کا اسسٹنٹ تھا لیکن میں نے جیکی کو
بھی درمیان میں سے نہ ڈالا اور براہ راست ایس عقری جو کہ جاپانی بار میں بظاہر ویٹر
تھا، ٹرانسمیٹر کال کر کے ہدایات دے دیں --- اس نے فلم وصول کر کے
فوری طور پر اسے ایک شاپنگ سنٹر میں مخصوص آدمی کے پاس پہنچا دیا تھا۔
اس آدمی سے یہ فلم جیکی کے اپنے اسسٹنٹ جوزف تک پہنچی تھی۔ جوزف
نے اسے ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری تک پہنچایا تھا اور تھرڈ
سیکرٹری اسے سفارتی بیگ میں ڈال کر یہاں بھجوا دیتا --- اور فلم یہاں تک



پہنچ بھی گئی لیکن راستے میں اسے تبدیل کر لیا گیا --- سفارتی بیگ
کی مہریں بالکل درست تھیں --- اس کا مطلب ہے کہ فلم سفارتی
بیگ تک پہنچنے سے پہلے ہی تبدیل کر لی گئی --- تھرڈ سیکرٹری
انتہائی بااعتماد آدمی ہے اس کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔
جوزف اور ایس عقری جیکب کو ہلاک کر دیا گیا ہے اگر یہ لوگ پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے ملے ہوئے ہوتے تو ان کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت
تھی۔ وہ سیدھے فلم پاکیشیا سیکرٹ سروس پہنچا دیتے --- اب
رہ جاتا ہے درمیانی آدمی --- وہ اس سارے معاملے میں قطعی غیر متعلق
آدمی ہے --- میں نے شیفر سے بات کی ہے اس نے مجھے
بتایا ہے کہ اس جوزف کی کال اسے ملی تھی کہ فلم ٹھکانے تک نہیں
پہنچی --- اور میرے متعلق اس نے کہا تھا کہ میں نے اسے براہ راست
کال کی ہے۔ حالانکہ اس بات چیت سے دس منٹ پہلے میں
شیفر سے براہ راست بات کر کے اس بات کی تصدیق کر چکا تھا کہ فلم
پہنچ گئی ہے اور اسے سفارتی بیگ میں ڈال کر ایئرپورٹ بھجوایا
جا چکا ہے --- اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہیں ایئرپورٹ پر
ہی سفارتی بیگ کے ساتھ کچھ کیا گیا ہے اور وہ فارمولے کی فلم نکال کر
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سلوگن والی فلم بیگ میں ڈال دی گئی ہے
لیکن بیگ کی مہریں بالکل درست اور صحیح ہیں اس کے باوجود فلم
تبدیل کی جا چکی ہے --- اگر یہ فلم صاف ہوتی تو پھر میں یہی سمجھتا
کہ فارمولا جس کا نمبر درج ہے ان پر کوئی ایسا کیمیکل لگایا گیا ہے کہ
جس کی وجہ سے کیمرہ ان کی فلم نہیں بنا سکا --- لیکن فلم میں پاکیشیا

سیکرٹ سروس کے لکھے ہوئے سلوگن میرا منہ چڑا رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔۔ باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے باس ۔۔۔ کہ یہ فلم کہاں تبدیل ہوتی اور کیسے تبدیل ہوتی ۔۔۔ آپ کو اتنا لمبا چکر چلانے کی بجائے مجھے کہنا تھا میں خود جا کر اسے شیفر کے حوالے کر دیتا ۔۔۔ اور پھر بگ کی بھی ایئرپورٹ پر نگرانی کرتا۔ اوور" ۔۔۔۔ ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین تھا کہ تم نے اگر فلم بنا بھی لی، تب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف علم ہو جائے گا بلکہ وہ تمہیں ٹریس بھی کر لیتی ۔۔۔ اس طرح فلم کے ساتھ ساتھ میں تم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔ اس لئے میں نے اتنا لمبا چکر چلایا تاکہ اگر انہیں معلوم بھی ہو جائے تب بھی وہ نہ تم تک پہنچ سکیں اور نہ فلم تک ۔۔۔ لیکن وہ فلم تک پہنچ گئے اور اب یقیناً وہ تمہیں تلاش کر رہے ہوں گے اور جیسے ہی انہیں معلوم ہو جائے گا وہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح تم پر جھپٹ پڑیں گے ۔۔۔ بہرحال میری توقع کے عین مطابق پہلا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ فلم ہم تک صحیح سلامت پہنچ بھی جاتی ۔۔۔ تب بھی چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو چکا ہے کہ ریڈ گارڈ فارمولے کی فلم بنائی گئی ہے۔ اس لئے وہ اسے لازماً تبدیل کر لیتے ۔۔۔ لیکن اب دوسرے مشن میں ناکامی کا لفظ میرے لئے ناقابل برداشت ہوگا ۔۔۔ یہ مشن تمہارے مطلب کا بھی ہے۔ اس مشن میں تمہیں کھل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ کرنے کا موقع بھی مل جائے گا اور اپنی خصوصی صلاحیتیں آزمانے کا بھی۔ اوور" ۔۔۔۔ باس نے کہا۔



"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ واقعی یہ مشن ناکام ہو گیا ہے۔ لیکن اصل بات یہی ہے کہ ایسا مشن ہماری فطرت کے خلاف تھا۔ اس لئے ہمارے نقطہ نظر سے تو یہ مشن ہی نہ تھا۔ اب ہمیں فوراً دوسرے مشن کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔ پھر دیکھیں ہم کیسے اسے مکمل کرتے ہیں" ڈان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس مشن پر کام کرنے سے پہلے میری ہدایات غور سے سن لو۔ اور اگر تم نے ان ہدایات سے ذرا برابر بھی اختلاف کیا تو پھر میں تمہیں انتہائی سزا دے دوں گا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم فوری طور پر بیگی اور اس کے پورے گروپ کو واپس بھجوا دو اور ان سے ہر لحاظ سے اپنا تعلق ختم کر لو۔ کیونکہ فلم کی تبدیلی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب تمہاری راہ پر چل پڑی ہے اور تم تک پہنچنے کے لئے بیگی اور اس کے ساتھی ان کے لئے بہترین سیڑھی ثابت ہوں گے ۔۔۔ دوسری ہدایت یہ ہے کہ تم نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہے۔ اس قدر تیزی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سنبھلنے سے پہلے ہی تم اپنا کام مکمل کر لو ۔۔۔ اور تیسری اور آخری ہدایت بھی سن لو ۔۔۔ پاکیشیا میں ایکریمیا کا ایک اہم ترین آدمی موجود ہے جو فیلڈ میں کام نہیں کرتا۔ البتہ پاکیشیا میں کام کرنے والے تمام خفیہ ایجنٹوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ وہ تمہیں قابل بھروسہ آدمی اور ضروری سامان وغیرہ سپلائی کر سکتا ہے۔ وہ ایکریمیا کا خاص آدمی ہے اس لئے اس پر کسی قسم کا شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ تم اس سے کھل کر بات کر سکتے ہو۔ اس کا نام راجر ہے۔ دارالحکومت کی مین روڈ پر راجر اینڈ کمپنی کے نام سے اس کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے۔ وہ خود اس فرم کا مینجنگ ڈائریکٹر ہے ۔۔۔ تم نے اس سے مل کر بلیک ایجنسی کا کوڈ دہرانا

ہے اوور — اسے تمہارے اور روزی کے متعلق مکمل طور پر آگاہ کر دیا جائے گا اور ڈاکٹر ہاشم کے بارے میں بھی تمام تفاصیل کی فائل تمہیں اس سے مل جائے گی — تم نے میری ہدایات سن لی ہیں۔ اوور" — باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس! — آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی باس۔ اوور" — ڈان نے جواب دیا۔

"اوکے — اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈان نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب لطف آئے گا مشن کا — خواہ مخواہ باس نے ہمیں باندھ کر رکھ دیا تھا اور ہاں! — باس نے تو کہا ہے کہ ہم مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سنبھلنے سے پہلے ہی مکمل کر لیں۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو گا — پھر ڈاکٹر ہاشم کو قتل کرنے کا کام شروع کروں گا" — ڈان نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم — کیا باس کی ہدایات کے خلاف چلنا چاہتے ہو تم" — روزی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ بات نہیں روزی! — میں نے محسوس کیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرائے بغیر ڈاکٹر ہاشم کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ڈاکٹر ہاشم کے خاتمے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس حد تک مفلوج کر دوں کہ وہ فوری طور پر میرے مشن میں رکاوٹ نہ ڈال سکے" — ڈان نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو — میں نے ایک خوبصورت پلاننگ سوچ لی ہے۔



اس لئے مشن بھی آسانی سے مکمل ہو جائے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ بھی ہو جائے گا — لیکن پہلے باس کی ابتدائی ہدایات پر تو عمل مکمل کر لیں" — روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان! ــــ سلیمان! دیکھنا اس مہنگائی کے دور میں کس کی انگلی کھجلائی ہے" ــــ عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر زور سے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن جب سلیمان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ! ــــ اب تو واقعی مجھے اپنے ذہن کا علاج کرانا چاہیے ــــ سلیمان تو مارکیٹ گیا ہوا ہے۔ لیکن مجھے یاد ہی نہیں رہا ــــ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ الزیمر بیماری نے اٹیک کے لئے پاکیشیا میں مجھے ہی منتخب کر لیا ہے" ــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"الزیمر کا شکار علی عمران بول رہا ہوں ــــ ویسے ابھی شاید الزیمر نے میرے ذہن پر پوری طرح قبضہ نہیں کیا ورنہ تو مجھے اپنا نام بھی یاد نہ رہتا اور



پھر مجھے میونسپل کارپوریشن جا کر رجسٹر پیدائش کے اندراجات دیکھ کر معلوم کرنا پڑتا کہ میرا نام کیا ہے ــــ لیکن ایک بات ہے اس کے لئے تو تاریخ پیدائش یاد رکھنی پڑتی ــــ اوہ! پھر تو مجھے فوری طور پر کوئی سیکرٹری رکھ لینی چاہیے جو میری تاریخ پیدائش نوٹ کرے" ــــ عمران کی زبان برق رفتاری سے چل رہی تھی۔

"روزی بول رہی ہوں" ــــ دوسری طرف سے ایک انتہائی شیریں نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد لاڈ بھرا تھا۔

"روزی ــــ اوہ! اب روزی نے بھی بولنا شروع کر دیا ہے ــــ یہ تو بہت برا ہوا۔ ویسے بات بھی سوچنے کی ہے کہ آخر بیچاری روزی کب تک خاموش رہتی ــــ جسے دیکھو اس پر روزی کمانے کی دھن سوار ہے آخر احتجاج کا تو حق روزی کو بھی حاصل ہے۔ جمہوری دور جو ہوا ــــ ویسے محترمہ روزی صاحبہ! ــــ میں تو مفلس اور بے روزگار آدمی ہوں۔ اس لئے آپ نے احتجاج کے لئے مجھے ہی کیوں منتخب کیا ہے" ــــ عمران کی زبان کی رفتار وہی پہلے جیسی رہی تھی لیکن ساتھ ساتھ اس کے ڈھیلے آنکھوں میں سرچ لائٹس کی طرح گردش کر رہے تھے۔ وہ شاید بات کرنے کے ساتھ ساتھ روزی کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ آواز اور نام دونوں اس کے لئے بالکل نئے تھے۔

"آپ کو میرا خط تو مل ہی گیا ہو گا ــــ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ مجھے تلاش بھی کرتے رہے ہیں" ــــ دوسری طرف سے روزی نے اس کی ساری باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور عمران کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ اسے وہ خط یاد آ گیا تھا جس کے نیچے گلاب کا پھول بنایا گیا تھا۔ اس نے

انتہائی پھرتی سے ٹیلیفون کے نیچے لگا ہوا ایک مخصوص بٹن دبا دیا۔

"خط — اوہ! تو اب روزی نے خط و کتابت بھی شروع کر دی ہے۔ لیکن میں نے تو پہلے ہی بتایا ہے کہ میں مفلس اور بے روزگار آدمی ہوں۔ اگر یقین نہ آئے تو میرے باورچی سلیمان اور میرے فنانس سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس بیورو فیاض صاحب سے تصدیق کر لیں — میں تو اس قدر مفلس ہوں کہ آپ کا خط مل بھی جاتا، تب بھی میں اس کا جواب دینے کے لئے کاغذ، لفافہ اور اس پر ٹکٹ کے لئے میرے پاس رقم نہ ہوتی" — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ واقعی الزائمر کا شکار ہو چکے ہیں — ویری سوری — مجھے بے حد افسوس ہوا ہے۔ ویسے ابھی تک تو اس بیماری کا کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ اس کا لازمی نتیجہ موت ہی نکلتا ہے" —

اس بار روزی کے لہجے میں ہمدردی کے آثار نمایاں تھے۔

"موت — سوری — رانگ نمبر — کسی اور کا گھر دیکھئے — میں ابھی زندہ رہنا چاہتا ہوں" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ کچھ دیر کریڈل پر ہاتھ رکھے وہ بیٹھا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ روزی دوبارہ نمبر ڈائل کرے گی۔ لیکن جب کچھ دیر تک کال نہ آئی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور خود اٹھ کر وہ تیزی سے اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلیفون کا مخصوص بٹن اس لئے دبایا تھا کہ خاص کمرے میں موجود فون چیکنگ مشین دوسری طرف کا نمبر چیک کرے گی اور اس نے کال اس لئے کاٹ دی تھی کہ اگر روزی دوبارہ فون کرتی تو مشین خود بخود یہ نمبر بلیک زیرو تک پہنچا دیتی اور پھر



بلیک زیرو کسی بھی نمبر کو نگرانی کے لئے کہہ دیتا۔ اس طرح اس روزی کی اصل شخصیت سامنے آ جاتی۔ یہ سسٹم اس نے اس لئے رکھوایا تھا کہ عام طور پر مشکوک افراد پبلک فون بوتھ سے ہی رنگ کرتے تھے اور نمبر معلوم ہو جانے کے باوجود انہیں ٹریس نہ کیا جا سکتا تھا۔ اگر روزی دوبارہ فون کر دیتی تو عمران اس سے طویل بات چیت شروع کر دیتا۔ اس طرح سیکرٹ سروس کے ممبر کو اس تک پہنچنے کا وقت مل جاتا۔ لیکن روزی نے دوسری بار فون نہ کر کے اس کا سارا منصوبہ چوپٹ کر دیا تھا۔ لیکن خاص کمرے میں پہنچتے ہی جیسے اس کی نظر اس دیوار کے ساتھ نصب مخصوص مشین پر پڑی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس پر جو نمبر نظر آ رہا تھا وہ تھا تو پبلک فون بوتھ کا۔ لیکن یہ فون بوتھ ہوٹل تھری سٹار کے برآمدے میں تھا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے مشین کو آف کیا اور پھر واپس ڈرائنگ روم میں آ کر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز" — چند لمحوں بعد ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل تھری سٹار" — عمران نے خشک لہجے میں کہا اور انکوائری آپریٹر نے ہوٹل کی ایکسچینج کا نمبر بتا دیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

"یس — ہوٹل تھری سٹار" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میری ایک دوست مس روزی آپ کے ہوٹل میں مقیم ہیں — کیا آپ ان سے فون پر میری بات کرا سکتی ہیں" — عمران نے سنجیدہ لہجے

میں کہا۔

"مس روزی ۔۔۔ ایک منٹ ۔ میں چیک کرتی ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کی آواز دوبارہ سنائی دی ۔

"ہیلو سر ۔۔۔ کیا آپ لائن پر ہیں" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا ۔

"لائن پر تو نہیں ہوں ، البتہ فون پر ضرور ہوں ۔۔۔ ویسے آپ حکم کریں تو جا کر لائن پر بھی بیٹھ سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران کی زبان سے رک گئی اور دوسری طرف سے آپریٹر کی ہنسنے کی آواز سنائی دی ۔

"جناب ! ۔۔۔ آپ واقعی خوش مذاق آدمی ہیں ۔۔۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ مس روزی ہمارے ہوٹل میں نہیں رہتیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

"ہونہہ ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہوٹل کا صرف فون بوتھ ہی استعمال کیا گیا ہے ۔۔۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا اصل نام روزی نہ ہو ۔۔۔ یا پھر اس نے اصل نام سے کمرہ بک نہ کرایا ہو" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر الٹی کر کے رکھی ہوئی کتاب اٹھالی ۔ لیکن ابھی اس نے چند ہی سطریں پڑھی ہوں گی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی ۔ عمران نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

"علی عمران مفلس اور بے روزی والا سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا کہ اگر روزی کا فون ہوا تب بھی فقرہ اس پر فٹ آ جائے گا اور اگر کسی اور کا ہوا تب بھی بات نبھ جائے گی ۔

"روزی بول رہی ہوں عمران ! ۔۔۔ یقین کرو جب سے تمہیں دیکھا



ہے میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی ہے ۔۔۔ میں نے اتنے دن اپنے آپ پر بڑا جبر کیا کہ تم سے بات نہ کروں ۔ لیکن اب مجبور ہو گئی ہوں ۔۔۔ پہلے تم نے شاید ناراض ہو کر فون بند کر دیا تھا ۔۔۔ دیکھو عمران ! ناراض مت ہونا ۔ اگر تم واقعی الزہیمر کا شکار ہو ، تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے ۔۔۔ پلیز ، ہوٹل رین بو آ جاؤ ۔ میں وہاں تمہاری منتظر ہوں ۔۔۔ میں تمہیں پہچانتی ہوں اس لئے جیسے ہی تم آؤ گے ، میں خود تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی ۔۔۔ دیکھو عمران ! میرا دل نہ توڑنا ۔۔۔ آ جاؤ ۔۔۔ میں تمہاری منتظر ہوں ۔۔۔ بس اب آ بھی جاؤ" ۔۔۔ اس بار روزی نے انتہائی لاڈ بھرے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ لیکن عمران روزی کی آواز سنتے ہی ٹیلیفون کا وہ مخصوص بٹن دوبارہ آن کر چکا تھا اس لئے رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی لیکن جب اس نے مشین پر نمبر دیکھا تو پیشانی پر موجود شکنیں کچھ اور بڑھ گئیں کیونکہ مشین پر واقعی ہوٹل رین بو کے کاؤنٹر کا نمبر جل بجھ رہا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ ہوٹل تھری سٹار اور ہوٹل رین بو ساتھ ساتھ ہی ہیں ۔ اس نے مشین آف کی اور واپس ڈرائنگ روم میں آ گیا ۔ روزی کی یہ کالیں اور اس طرح اسے ہوٹل میں بلانا اس کے حلق سے نہ اتر رہا تھا ۔ لیکن بظاہر ایسی کوئی بات بھی نہ تھی کہ جس سے وہ سمجھتا کہ اسے ٹریپ کیا جا رہا ہے ۔ ریڈ گارڈ کی فلم والا کیس بھی ختم ہو چکا تھا کیونکہ جانی بار کا مالک جیکی واقعی اس سارے چکر سے بے خبر نکلا تھا اور اس کے علاوہ کسی اور کی نشاندہی بھی نہ ہو سکی تھی ۔

"یہ روزی کہیں اس انگریزی جوڑے کا ایک فرد نہ ہو" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ اسے اس طرح کیوں بھرے پُرے ہوٹل میں بلا رہی ہے۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور وہی نمبر جو مخبر نے بتایا تھا۔ ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"ہوٹل ریڈ لینڈ" ـــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ کے ہوٹل میں میری ایک دوست مس روزی ٹھہری ہوئی ہیں۔ کیا آپ ان سے فون پر میری بات کرا سکتی ہیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مس روزی ـــــ نو سر ـــــ اس نام کی کوئی صاحبہ میرے ہاں نہیں ٹھہری ہوئیں" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

چند لمحے عمران بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اس نے اب ہوٹل ریڈ لینڈ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایک لمحہ پہلے اسے خیال آیا تھا کہ وہ بلیک زیرو سے کہہ کر اپنی نگرانی کے لئے کسی ممبر کی تعیناتی کے لئے کہہ دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اب وہ اتنا بھی گیا گذرا نہ تھا کہ اگر یہ اس کے خلاف کوئی ٹریپ بھی ہوتا تو وہ اسے سنبھال نہ سکتا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا ہوٹل ریڈ لینڈ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کے جسم پر براؤن سوٹ تھا لیکن چہرے پر حماقتوں کا آبشار اپنی پوری روانی سے بہہ رہا تھا۔ ہوٹل کی وسیع و عریض پارکنگ میں اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ ہوٹل کے ہال کی طرف بڑھ گیا گیٹ پر باوردی



دربان موجود تھا اس نے عمران کو آتے دیکھ کر پہلے مودبانہ انداز میں سر جھکا کر سلام کیا پھر ایک ہاتھ سے شیشے کا دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ ـــــ امید ہے آپ مع بال بچوں کے بخیریت ہوں گے ـــــ ویسے یہ امید تک ہی معاملہ کیوں محدود کر دیا جاتا ہے یقین سے کیوں نہیں کہا جاتا" ـــــ عمران نے دربان کے قریب پہنچ کر باقاعدہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام" ـــــ دربان نے بری طرح بوکھلا کر اس کا ہاتھ تھاما اور پھر اس طرح اس سے ہاتھ چھڑوا کر ماتھے تک ہاتھ لے جا کر سلام کیا جیسے عمران سے مصافحہ کر کے اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہو۔

"میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم مجھ سے دشمنی پر اتر آئے ہو" ـــــ عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔ چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جج ـ جی ـــــ کیا مطلب جناب ـــــ میں تو معمولی سا دربان ہوں جناب ـــــ مم ـــــ مم ـــــ میں نے کیا دشمنی کی ہے جناب" ـــــ دربان اب بری طرح بوکھلایا کہ اس کا جسم کانپنے لگا۔

"تو پھر تم نے میرے لئے اللہ سے رحمت اور برکت کی دعا کیوں نہیں مانگی ـــــ بولو کیا دشمنی ہے" ـــــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"رحمت اور برکت کی دعا" ـــــ دربان کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اسی لمحے ایک نوجوان جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا تیزی سے باہر آ گیا۔

"کیا بات ہے ـــــ تم نے صاحب کو کیوں گیٹ پر روک رکھا ہے" سپروائزر نے باہر آتے ہی دربان پر چڑھائی کر دی۔ وہ شاید اندر سے شیشے

میں سے دیکھتے ہوئے یہی سمجھا تھا کہ دربان عمران کو اندر نہیں آنے دے رہا۔

"م — مم — میں نے تو نہیں روکا جناب! — صاحب خود ہی مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں" — دربان نے انتہائی بے چارگی کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم سپروائزر ہو" — عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں! — میں سپروائزر ہوں" — نوجوان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" — عمران نے باقاعدہ سلام کرتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"وعلیکم السلام جناب! — مگر —" سپروائزر کا حال بھی دربان جیسا ہی ہوا۔ اس نے بھی بوکھلا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے — کون ہے اس ہوٹل کا مالک — کیا اس نے سارا سٹاف ہی میرے دشمنوں میں سے منتخب کیا ہے" — عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"دشمن — جناب! کیا مطلب" — اس بار سپروائزر بھی حیرت سے ناچ اٹھا تھا۔

"تم بھی اس دربان کی طرح میرے دشمن ہو — تم نے بھی میرے لئے رحمت اور برکت کی دعا اللہ سے نہیں مانگی — میں یہی بات پہلے دربان سے پوچھ رہا تھا کہ تم نے بھی وہی کام کیا — اب تم بتاؤ کہ کیا دشمنی ہے تمہیں میرے ساتھ" — عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور سپروائزر کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ عمران کا



دماغی صحت مشکوک ہے۔

"دعا — دشمنی — جناب! میری آپ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے" سپروائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ دشمنی نہیں ہے کہ تم میرے لئے دعا مانگنے کے بھی روادار نہیں ہو۔ یہ تو دشمنی کی انتہا ہے — جب کہ میرا خلوص دیکھو کہ میں نے تم دونوں کے لئے باقاعدہ دعا مانگی ہے" — عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! — میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا — آپ منیجر صاحب سے بات کر لیجئے" — سپروائزر نے شاید اپنی جان چھڑانے کے لئے کہا تھا۔

"کیوں نہیں سمجھ سکے — کیا تم پاگل ہو" — عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب! — آپ معزز آدمی ہیں۔ آپ کو ایسی بات زیب نہیں دیتی" اس بار سپروائزر کے لہجے میں بھی غصہ تھا۔

"اچھا — یعنی معزز آدمی تو آپ کے لئے دعائیں مانگتا ہے — اور آپ غیر معزز اس کے لئے دعا نہ مانگیں — واہ! یہ خوب عزت ہے" عمران نے کہا۔

"آخر آپ کس دعا کی بات کر رہے ہیں" — سپروائزر نے جھنجھلا کر کہا۔

"اچھا — اب کہنا ہی پڑے گا — تم مسلمان ہو" — عمران نے کہا۔

"ہاں! — الحمدللہ مسلمان ہوں" — سپروائزر نے ایسے لہجے میں

کہا جیسے اُسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہو کہ وہ کیوں اندر سے آ کر اس بکھیڑے میں پھنسا ہے۔

"یہ دربان بھی الحمدللہ مسلمان ہو گا اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ سلام دوسرے کے لئے دُعا ہوتی ہے ——— میں نے تمہارے لئے دعائیں مانگی ہیں کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ——— یعنی تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے اور تمہیں برکت دے ——— لیکن تم نے جواب میں صرف یہی کہا کہ تم پر بھی سلامتی ہو۔ لیکن میرے لئے رحمت اور برکت کی دُعا نہ مانگی۔ بولو ——— کیا یہ میرے ساتھ دشمنی نہیں ہے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ہیڈ واٹر اور دربان دونوں کے چہروں پر انتہائی شرمندگی کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ! ——— واقعی ہم سے غلطی ہو گئی جناب! ——— واقعی ہمیں بھی آپ کے لئے دعا مانگنی چاہئے تھی ——— لیکن جناب! ہمیں پہلی بار ان الفاظ کے اصل معنوں کا علم ہوا ہے ——— اب ہم آئندہ ایسی غلطی نہ کریں گے" ہیڈ واٹر نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر مانگو دعا ——— غلطی کی تلافی تو اس طرح ہی ہو سکتی ہے ———" عمران نے کہا اور ہیڈ واٹر اور دربان دونوں نے بے اختیار دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"شکریہ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر اندر ہال میں چلا گیا۔ اس وقت چونکہ دس گیارہ بجے دن کا وقت تھا اس لئے ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ اکا دکا میزوں پر لوگ موجود تھے جن میں مقامی بھی تھے اور غیر ملکی بھی ——— عمران چند لمحے تو ادھر اُدھر دیکھتا



رہا، پھر اطمینان سے ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اور جس میز کی طرف وہ جا رہا تھا اس میز پر ایک خوبصورت اور نوجوان ایکریمین لڑکی اکیلی بیٹھی اخبار کے مطالعے میں مصروف تھی۔ اس کے سامنے کافی کا کپ رکھا ہوا تھا۔

"کیا میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر اخبار کے مطالعے سے لطف اندوز ہو سکتا ہوں" ——— عمران نے قریب پہنچ کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا تو لڑکی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"اوہ ——— اوہ! تم آ گئے علی عمران ——— بہت شکریہ! ——— میرا نام روزی ہے۔ مجھے تو یقین نہ تھا تمہاری آمد کا" ——— لڑکی نے کرسی سے اٹھ کر کہا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"سوری! ——— اماں بی نے منع کر رکھا ہے نامحرم سے ہاتھ ملانے سے" عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے سامنے رکھی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"نامحرم ——— کیا مطلب! ——— یہ نامحرم کیا ہوتا ہے" ——— روزی نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نامحرم اُسے کہتے ہیں جس سے شادی ہو سکتی ہو" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں لفظ نامحرم کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور روزی کے چہرے پر اس وضاحت سے نئی بہار کے رنگ پھیل گئے۔

"اوہ ——— اوہ! پھر تو یہ خوبصورت لفظ ہے ——— تم کیا پیئو گے" ——— روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو تمہارا جی چاہے پلا دو ——— تمہارے ہاتھوں سے تو زہر بھی پی سکتا

ہوں ۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ زہر مجھ پر اثر نہیں کرتا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زہر اثر نہیں کرتا ۔۔۔ وہ کیوں" ۔۔۔ روزی نے بری طرح چونک کر پوچھا۔

"جس نے زہر عشق پی رکھا ہو مس روزی! ۔۔۔ اس پر یہ عام سا زہر کیا اثر کرے گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور روزی بڑے مترنم انداز میں ہنس پڑی۔ اس نے ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا۔

"تم بہت خوبصورت باتیں کرتے ہو مسٹر عمران! ۔۔۔ یقیناً تم حیران ہو گے کہ میں تمہیں کیسے جانتی ہوں ۔۔۔ اور نہ صرف جانتی ہوں بلکہ مجھے تمہارے فون نمبر اور فلیٹ کا بھی علم ہے" ۔۔۔ روزی نے آرڈر دے کر عمران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"شیطان میرے نام کا ہم قافیہ ہے ۔۔۔ اور شیطان کو سب جانتے ہیں" عمران نے جواب دیا تو روزی ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"گو مجھے بتانا تو نہیں چاہیئے تھا لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی ہوں اور اس مجبوری کی وجہ سے میں نے بلیک ایجنسی بھی چھوڑ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے ۔۔۔ چاہے وہ مجھے گولی ہی کیوں نہ مار دیں" ۔۔۔ روزی نے اس بار پُراسرار انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور بلیک ایجنسی کا نام سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کو شاید خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ روزی اس طرح کی بات کرے گی۔

"بلیک ایجنسی ۔۔۔ کیا مطلب! ۔۔۔ کیا تم نے بلیک میں کوئی ایجنسی لے لی ہے تو کیا ہوا ۔۔۔ ہمارے ہاں تو یہ دھندہ عام ہے بلکہ یہاں تو ہر چیز



بلیک میں ملتی ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی بے اختیار مسکرا دی۔

"مجھے معلوم ہے تم ایسی باتیں کرنے کے لئے مشہور ہو ۔۔۔ یہاں مشن پر آنے سے پہلے باس نے مجھے جو فائل دی تھی اس میں تمہارے فوٹو کے ساتھ ساتھ تمہارے متعلق مکمل تفصیلات بھی موجود تھیں ۔۔۔ تمہارے فلیٹ کا پتہ ۔۔۔ تمہارا فون نمبر ۔۔۔ حتیٰ کہ تمہارے باورچی سلیمان کے متعلق بھی تفصیلات درج تھیں ۔۔۔ باس نے تو یہ تفصیلات اس لئے مہیا کی تھیں کہ ہم تم سے ہوشیار رہیں لیکن یقین کرو کہ ان تفصیلات کو پڑھنے کے بعد نجانے مجھے کیا ہو گیا کہ مجھے تم میں انتہائی کشش محسوس ہونے لگ گئی ۔۔۔ پھر یہاں آنے کے بعد جب میں نے تمہارے فوٹو کی مدد سے تمہیں ایک ہوٹل کے لان میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو یہ کشش اس قدر بڑھ گئی کہ میں نے اپنے ساتھی سے چوری تمہیں خط بھجوا دیا ۔۔۔ لیکن میرا خیال تھا کہ میرے ساتھی کو علم نہیں ہوا، مگر وہ بے حد تیز آدمی تھا اسے علم ہو گیا تھا چنانچہ وہ بیچارہ ویٹر بھی اپنی جان سے گیا اور مجھے بھی اس نے ایک کوٹھی کے تہہ خانے میں قید کر دیا ۔۔۔ اس کے ساتھی باقاعدہ مجھ پر پہرہ دیتے رہے کیونکہ باس نے خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ مشن کا کسی طرح بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کو علم نہ ہو ۔۔۔ اور میرے ساتھی کا خیال تھا کہ میرے اس طرح خط بھیجنے سے تم لازماً چونک پڑو گے اور پھر تم نے ہمارے متعلق تحقیقات کرنی ہے ۔۔۔ اس طرح تم ہمارے مشن سے آگاہ ہو جاؤ گے۔ چنانچہ اس نے اس وقت تک مجھے قید میں رکھا جب تک اپنا مشن مکمل نہ کر لیا ۔۔۔ مشن مکمل ہونے کے بعد اس نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور پھر ہم

دوسری کوٹھی میں آ گئے ـــــ وہاں میرے ساتھی نے باس سے ٹرانسمیٹر پر بات کی اور ـــــ" روزی بات کرتے کرتے یکلخت خاموش ہو گئی، کیونکہ ویٹر کافی لے آگیا تھا۔ جب ویٹر کافی کے برتن رکھ کر چلا گیا تو روزی دوبارہ شروع ہو گئی۔

"اور میرے ساتھی نے اسے میری حرکت کے متعلق بھی بتا دیا ـــــ اس پر باس بے حد ناراض ہوا چونکہ کسی پُراسرار وجہ سے میرے ساتھی کا مشن فیل ہو گیا تھا اس لئے باس نے فوری طور پر ہماری واپسی کا حکم دے دیا۔ لیکن میں اڑ گئی کہ میں ابھی واپس نہ جاؤں گی اس پر میرا ساتھی مجھ سے لڑ کر واپس چلا گیا اور میں تمہاری خاطر یہاں رہ گئی" ـــــ روزی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل سانس لے کر کافی بنانا شروع کر دی۔

"تو اب آپ مجھ پر واقعی عاشق ہو چکی ہیں" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ سن کر روزی نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر اس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ تم میری بات پر شک کرو گے ـــــ بہرحال مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہے ـــــ میں نے تم سے مل لیا ہے۔ اب میں واپس چلی جاؤں گی" ـــــ روزی نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا اور کافی کا کپ اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"تو آپ نے میری خاطر بلیک ایجنسی کے چیف کو بھی ناراض کر لیا اور اپنے ساتھی کو بھی ـــــ یہ تو آپ نے زیادتی کی ہے ـــــ آپ مجھے پہلے بتا دیتیں تو میں کم از کم آپ کے ساتھی کو تو یہاں سے ناراضگی کے عالم میں



نہ بھجواتا ـــــ گو مجھے آپ کے ساتھی سے ابھی تعارف تو نہیں ہے۔ لیکن بہرحال وہ آپ کا ہی ساتھی ہے اس لئے میرے لئے قابلِ احترام ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگوں کا تعارف کیا ہوتا ہے عمران! ـــــ میرا نام روزی ہے اور میرے ساتھی کا نام ڈان ـــــ لیکن تم نے کمال کیا ہے کہ ڈان نے اتنی محنت سے اپنا مشن مکمل کیا اور تم نے نجانے کس پُراسرار انداز میں اس کا مشن ہی یکسر فیل کر دیا ـــــ وہ اس بات سے بڑا جھلایا ہوا تھا" ـــــ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ یا آپ کے ساتھی ڈان صاحب یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کا مشن میں نے فیل کیا ہے تو میں تو آج تک خود کبھی پاس نہیں ہوا۔ دوسروں کو کیا فیل کروں گا ـــــ اور مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ کا مشن کیا تھا ـــــ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنا فیل شدہ مشن بتا دیں ـــــ میں کوشش کروں گا کہ گریس مارکس دلوا کر فیل کو پاس میں تبدیل کرا دوں" ـــــ عمران نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"کیوں جان بوجھ کر لاعلم بن رہے ہیں ـــــ تمہارے سلوگن والی فلم باس کے پاس پہنچی ہے ـــــ اس پر جگہ جگہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لکھا ہوا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں مشن کا ہی علم نہیں ہے" ـــــ روزی نے اس بار قدرے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ اب سمجھا ـــــ تو آپ یا آپ کے ساتھی ڈان صاحب کو کسی نے بہکا دیا ہے کہ میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ـــــ یہ بات نہیں ـــــ میں تو مڈل فری لانسر ہوں ـــــ اپنا شکار خود مار کر کھاتا ہوں البتہ پاکیشیا سیکرٹ

سروس جب ضرورت پڑے میری خدمات حاصل کر لیتی ہے ورنہ وہ مکمل سیکرٹ سروس ہے خود کام کرتی رہتی ہے ——— اور جس فلم وغیرہ کی آپ بات کر رہی ہیں۔ مجھے تو اس کا علم تک نہیں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب! ——— کیا کہنا چاہتے ہو ——— کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق نہیں ہو ——— حالانکہ ہماری ایجنسی کے پاس تو فائل ہی تمہاری ہے" روزی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"وہ کہتے ہیں بد سے بدنام برا ——— یہ ضرور ہے کہ میں اپنے چیک کی خاطر جان توڑ کر کام کرتا ہوں لیکن شرط وہی کہ کام اگر دیا جائے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر تم جانتے تو ہو گے سیکرٹ سروس کو" ——— روزی نے کہا۔

"ہاں! ——— اچھی طرح جانتا ہوں۔ ظاہر ہے جب کام دیا جاتا ہے تو ان سے مل کر ہی کام کرتا ہوں ——— ویسے عام روٹین یہ ہے کہ جب ملک سے باہر کا کوئی مشن ہو تو میری خدمات حاصل کر لی جاتی ہیں لیکن جب مقامی مسئلہ ہو تو سیکرٹ سروس خود کام کرتی رہتی ہے ——— یہ مشن بھی چونکہ مقامی تھا اس لئے ظاہر ہے سیکرٹ سروس نے خود ہی سر انجام دیا ہو گا" ——— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میری بڑی خواہش ہے کہ میں اس قدر نامور سیکرٹ سروس کے ممبران سے ملاقات کروں ——— کیا ایسا ممکن ہے" ——— روزی نے کہا۔

"بالکل ممکن ہے ——— عمران کے لئے کیا چیز ناممکن ہے ——— میں سب سے آپ کو ملوا سکتا ہوں ——— وہ بھی یقیناً آپ سے مل کر بیحد خوش



ہوں گے ——— بتائیں کب ملنا چاہتی ہیں آپ" ——— عمران نے فوراً ہی حامی بھرتے ہوئے کہا اور روزی کی آنکھوں میں چمک لہرانے لگی۔

"بہت خوب! ——— پھر تو لطف آ گیا ——— میں تو چاہتی ہوں کہ سب سے ایک بار ہی ملاقات ہو جائے۔ اس کے بعد واپس چلی جاؤں ——— کوئی بندوبست ہو سکتا ہے" ——— روزی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل ہو سکتا ہے ——— آپ کہاں ملنا چاہتی ہیں۔ اسی ہوٹل میں بلوا لوں" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں ——— یہاں ہوٹل میں کیا لطف آئے گا ——— میں چاہتی ہوں کچھ دیر بیٹھ کر ان سے گپ شپ ہو جائے ——— میں میزان کالونی کی ایک کوٹھی میں رہ رہی ہوں اگر وہ سب وہاں آ جائیں تو زیادہ بہتر ہے ——— میں اکیلی رہتی ہوں۔ وہاں اور کوئی نہیں ہے" ——— روزی نے کہا۔

"ٹھیک ہے وہاں سہی ——— نمبر بتائیں کوٹھی کا ——— میں ابھی فون یہیں منگوا کر انہیں درخواست کر دیتا ہوں ——— آجکل وہ بھی فارغ ہیں آ جائیں گے" ——— عمران نے کہا۔

"کوٹھی نمبر اٹھارہ ——— بلاک اے۔ میزان کالونی" ——— روزی نے جلدی سے کہا اور عمران نے ایک طرف کھڑے ویٹر کو بلایا۔

"یس سر" ——— ویٹر نے قریب آ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"فون لے آؤ یہیں" ——— عمران نے کہا تو ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں فون تھا اس نے فون میز پر رکھا اور اس کا پلگ میز کے ایک پائے کے ساتھ فکس شو میں لگا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا تو ٹون آ رہی تھی۔ عمران نے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیے۔

"رانا ہاؤس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! ——— میں عمران بول رہا ہوں ——— میری ایک مہمان ہیں روزی۔ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران سے ملاقات کی خواہشمند ہیں اور میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے ——— تم ایسا کرو کہ سب ممبران کو کہہ دو کہ وہ میزان کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بلاک اے میں آ جائیں ——— خود بھی ساتھ ہی آ جاؤ ——— ذرا گپ شپ ہو جائے گی" ——— عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کے سارے ممبران تو اس وقت دارالحکومت میں موجود نہیں ہیں۔ صرف جوانا اور میں یہاں موجود ہیں ——— وہ تو ایک ہفتے بعد آئیں گے" ——— دوسری طرف سے جوزف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو فی الحال تم دونوں ہی آ جاؤ ——— مس روزی سے ملاقات کر کے تمہیں بے حد مسرت ہو گی ——— یہ بھی تمہاری ہی پیشہ ور ساتھی ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن چیف سے تو بات کرنی پڑے گی" ——— دوسری طرف سے جوزف نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کوئی سرکاری ملاقات تو نہیں ہے کہ تم یوں ہچکچا رہے ہو۔ تم آخر سیکنڈ چیف ہو ——— آ جاؤ میری عزت رہ جائے گی" ——— عمران نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اب آپ کی بات تو نہیں ٹالی جا سکتی۔ پہنچ جاتے



ہیں" ——— جوزف نے رضامند ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"مس روزی! ——— اب باقی تو موجود نہیں ہیں۔ چلو ان سے بعد میں ملاقات ہو جائے گی ——— ویسے یہ جوزف اور جوانا ہی مین ممبرز ہیں۔ باقی تو بس نگرانی وگرانی کے کام آتے ہیں ——— اور جوزف تو سیکنڈ چیف ہے" ——— عمران نے کہا۔

"چیف کون ہے" ——— ؟ روزی نے پوچھا۔

"وہ پردے میں رہتا ہے۔ صرف جوزف کو ہی معلوم ہے اور وہ اس معاملے میں بے حد سخت آدمی ہے ——— کسی کو بتاتا ہی نہیں۔ ویسے سارے احکامات اسی جوزف کے ذریعے ہی ملتے ہیں ——— اور میرا تو خیال ہے کہ اس جوزف نے چکر چلا رکھا ہے۔ یہ خود ہی سیکرٹ سروس کا چیف ہے" ——— عمران نے کہا اور روزی کی آنکھوں میں بجلی سی کوندنے لگی۔

"اوہ! بہت بہت شکریہ عمران! ——— تم نے میری ایک بہت بڑی خواہش پوری کر دی ——— آؤ اب چلیں وہاں کوٹھی میں" ——— روزی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تو یہاں کرائے کی ٹیکسی میں آئی تھی" ——— روزی نے گیٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"میری کار موجود ہے۔ آیئے" ——— عمران نے کہا اور اسے لے کر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار میزان کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر روزی بڑی مطمئن اور خوش و خرم بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ جوزف اور جوانا مقامی ہوں گے" ——— روزی نے پوچھا۔

"مقامی ——— ارے نہیں مس روزی ——— ہم مقامی لوگوں میں اتنی صلاحیتیں کہاں ہیں کہ ہم ایسے سخت ترین کام کر سکیں ——— یہ دونوں ہی حبشی ہیں ——— ایک کا تعلق ایکریمیا سے ہے دوسرے کا افریقہ سے ——— اسی طرح باقی لوگ بھی مختلف ملکوں کے شہری تھے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو ——— یہ کیسے ممکن ہے کہ غیر ملکیوں کو سیکرٹ سروس کا ممبر بنایا جائے" ——— روزی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مس روزی! ——— آپ شاید پہلی بار پاکیشیا آئی ہیں ——— آپ کو علم نہیں کہ یہاں تو سارے کام غیر ملکیوں سے کرائے جاتے ہیں ——— یہاں سڑکیں، ڈیم بڑی عمارتیں ——— بڑے کارخانے۔ سب غیر ملکیوں کے ڈیزائن کردہ اور غیر ملکیوں کے تعمیر کردہ ہیں" ——— عمران نے جواب دیا اور روزی نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار میزان کالونی میں داخل ہوئی اور چند لمحوں بعد وہ کوٹھی نمبر اٹھارہ کے پھاٹک کے سامنے کار روک چکا تھا۔

"میں تالا کھولتی ہوں" ——— روزی نے کہا اور نیچے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔ گیٹ پر واقعی تالا پڑا ہوا تھا۔ اس نے تالا کھولا اور پھر دھکیل کر پھاٹک کھول دیا۔ اسی لمحے عمران کی کار کے پیچھے ایک بحری جہاز جتنی لمبی چوڑی بارہ سلنڈر سیاہ رنگ کی کار آکر ایک جھٹکے سے رکی۔

"یہ جوزف اور جوانا ہیں" ——— عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر روزی سے کہا جو بڑی حیرت بھری نظروں سے اس کار اور اس کے اندر بیٹھے ہوئے دیو ہیکل حبشیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اوہ ——— اچھا ٹھیک ہے" ——— روزی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے



کہا اور جلدی سے آکر دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔ عمران کار اندر لیتا گیا۔ جوانا کی کار بھی اس کے پیچھے ہی اندر آگئی۔ دونوں کاریں کوٹھی کے بڑے پورچ میں رک گئیں۔ عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ روزی بھی نیچے اتر آئی۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی کار سے باہر آگئے اور ان کی جسامت دیکھ کر روزی کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"جوزف! ——— یہ ہیں مس روزی ——— اور مس روزی! ——— یہ جوزف ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سیکنڈ چیف ——— اور یہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں مسٹر جوانا ——— مس روزی کا تعلق ایکریمیا کی بلیک ایجنسی سے ہے" ——— عمران نے باقاعدہ تعارف کی رسم ادا کرتے ہوئے کہا۔

"بلیک ایجنسی ——— اوہ اچھا" ——— جوانا نے چونک کر کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

"آیئے! ——— اندر بیٹھتے ہیں" ——— روزی نے کہا۔ جوانا کے بلیک ایجنسی کے فقرے پر چونکنے کے بعد اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور عمران مسکرا دیا۔

"آپ لوگ بیٹھیں ——— میں پھاٹک بند کر کے آتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے واپس پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ دونوں کو دیکھ کر تو مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس شاید باکسروں کی ٹیم ہے" ——— روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باکسنگ بھی کر لیتے ہیں ہم، ضرورت پڑنے پر" ——— جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ جوزف خاموش کھڑا تھا البتہ اس کے منہ میں اس کا مخصوص لمبی پائپ موجود تھا جس کی فولادی ڈنڈی ہونٹوں کے ایک

کنارے سے باہر نکلی ہوئی تھی۔

"یہ آپ کے منہ میں کیا ہے" ——؟ روزی کو شاید پہلی بار اس کا احساس ہوا تھا۔

"لولی پوپ" —— جوزف نے جواب دیا۔ اب تک وہ لولی پوپ منہ میں رکھے ہوئے بات کرنے کی پوری طرح پریکٹس ہو چکی تھی۔

"لولی پوپ —— کیا مطلب! —— کیا آپ بچے ہیں" —— روزی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ ان کی عادت میں شامل ہے" —— جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے آپ ابھی تک یہیں کھڑے ہیں۔ آیئے" —— عمران نے پھاٹک بند کر کے واپس آتے ہوئے کہا اور پھر روزی انہیں لے کر ایک بڑے کمرے میں آ گئی جہاں صوفے موجود تھے۔

"مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ جس سیکرٹ سروس کی دھوم پوری دنیا میں ہے اس کے آپ ممبرز ہیں" —— روزی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یقین کیسے آئے گا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس صورت میں آئے گا کہ جب مسٹر جوزف بتائیں گے کہ انہوں نے ریڈ گارڈ مشن کی فلم کہاں، کب اور کیسے تبدیل کی" —— روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن مس روزی! —— یہ تو بزنس سیکرٹ ہے اور کوئی بھی اچھا بزنس مین اپنا سیکرٹ نہیں بتایا کرتا" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، اچانک کمرے کی دو تین طرف



کی دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہٹی اور چار مشین گنوں سے مسلح افراد سامنے آ گئے۔ اسی لمحے دروازے پر بھی ایک لمبا تڑنگا نوجوان نمودار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔

"خبردار! اگر کسی نے حرکت کی —— روزی! تم ایک طرف ہو جاؤ —— میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے ہمیں بتاتے" —— اس نوجوان نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔ اور روزی بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور ان چاروں مسلح افراد کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور چمک رہا تھا۔

"کیا یہی ڈان صاحب ہیں تمہارے ساتھی" —— عمران نے اسی طرح بڑے مطمئن لہجے میں اس نوجوان کی طرف سر کا اشارہ کرتے ہوئے روزی سے پوچھا۔ جوزف اور جوانا بھی اسی طرح مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر ذرا برابر بھی خوف کے آثار نہ تھے۔

"ہاں! —— میرا نام ڈان ہے —— روزی نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ نہ صرف تمہیں پکڑ کر یہاں لے آئی ہے بلکہ سیکرٹ سروس کے سیکنڈ چیف اور ممبر کو بھی یہاں لے آنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ ورنہ پہلے مجھے ایک فیصد بھی یقین نہ تھا کہ یہ اپنے مشن میں اس قدر کامیاب رہے گی" —— ڈان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران تو واقعی احمق ہے ڈان! —— میں نے ذرا سا اسے پچکار دیا تو یہ دم ہلاتا ہوا میرے ساتھ آ گیا —— تم نے چیک کر لیا کہ اس کے اور ساتھی تو باہر نہیں ہیں" —— روزی نے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے اور کوئی نہیں ہے —— اور اب ان کی لاشیں اسی کوٹھی میں دفن ہوں گی" —— ڈان نے کہا۔

"اوہ! ——— مگر ہم تو غیر بنگالی کے جذبے کے تحت یہاں اکٹھے ہوئے تھے ——— ویسے مس روزی نے تو مجھے بتایا تھا کہ تم ناراض ہو کر واپس چلے گئے ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں مشن مکمل کئے بغیر کیسے واپس جا سکتا تھا علی عمران ——— اور مشن مکمل کرنے کے لئے مجھے تم سے پوچھ گچھ کی ضرورت پڑ گئی چنانچہ روزی نے موجودہ پلان سامنے رکھ دیا ——— لیکن میں نے اس کی مخالفت کی کیونکہ مجھے ایک فیصد بھی اس کی کامیابی کا امکان نہ تھا۔ لیکن روزی اڑ گئی تو میں نے اسے اجازت دے دی ——— لیکن میں حیران ہوں کہ تم سب تو واقعی احمقوں کا ایک ٹولہ ہو ——— سوچے سمجھے بغیر یہاں اس طرح آ گئے ہو جیسے روزی نے تمہیں دوستانہ دعوت پر بلایا ہو ——— میں حیران ہوں کہ آخر کیوں پاکیشیا تمہاری اس قدر تعریفیں کرتا رہتا ہے اور تمہاری اس قدر شہرت کیوں ہے" ——— ڈان نے منہ بناتے ہوئے بڑے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ ہم مشرقی لوگ عورتوں کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے روزی کا احترام کیا اور یہاں آ گئے ——— لیکن تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو ——— اگر تم ریڈ گارڈ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہو تو وہ تو سیکرٹ سروس کے چیف کی تحویل میں ہے۔ اس تک تو ہم میں سے کسی کی پہنچ نہیں ہو سکتی" ——— عمران نے کہا۔

"وہ بعد کی بات ہے ——— تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ اصل ڈاکٹر ہاشم آجکل کونسی لیبارٹری میں کام کر رہا ہے ——— مجھے معلوم ہوا ہے کہ صرف سیکرٹ سروس کو ہی علم ہوتا ہے کہ اصل ڈاکٹر ہاشم کہاں ہے جبکہ اس



کے ہم شکل بیک وقت کئی لیبارٹریوں میں موجود رہتے ہیں" ——— ڈان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ! بس اتنی بات کے لئے تم نے اس قدر محنت کی ——— یہ کون سا مشکل کام تھا۔ مس روزی ہی پوچھ لیتی تو میں بتا دیتا۔ بلکہ اگر وہ کہتیں تو میں فون پر ان سے بات بھی کرا دیتا ——— لیکن تم نے ڈاکٹر ہاشم سے کیا لینا۔ کیا کوئی سائنسی پرابلم ہے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے گولی سے اڑانا ہے" ——— ڈان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا تم دونوں واقعی بلیک ایجنسی کے ایجنٹ ہو" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں ——— تم کیوں پوچھ رہے ہو" ——— ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے مسٹر ڈان ——— یا جو بھی تمہارا نام ہو ——— کوئی بھی سیکرٹ ایجنٹ اس طرح کے احمقانہ اقدام نہیں کرتا جس طرح تم دونوں کر رہے ہو ——— اور اگر تم دونوں واقعی بلیک ایجنسی سے متعلق ہو تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں پہلے ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کے ذہنوں پر فاتحہ خوانی کر لوں جنہوں نے تم جیسے احمقوں کو سیکرٹ ایجنٹ بنا کر اس پیشے کی ہی توہین کرنے کی کوشش کی ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم ہمیں سیکرٹ ایجنٹ ہی نہیں مان رہے ——— بہت خوب" ——— ڈان نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم واقعی سیکرٹ ایجنٹ ہو" ——— عمران نے پوچھا۔

"مس روزی! ——— اب بولو کیا کریں ——— یہ تو ہمیں سرے سے ایجنٹ

ہی تسلیم نہیں کر رہا" ——— ڈان نے ان چار مسلح افراد کے ساتھ کھڑی ہوئی روزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں جشن چھوڑ کر واپس چلا جانا چاہیے ——— باس سے معذرت کر لیں گے" ——— روزی نے کہا۔

"ہاں ——— واقعی اب تو یہی ہو سکتا ہے ——— کیا خیال ہے مسٹر عمران! چلے جائیں واپس" ——— ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنی جلدی کی بھی کیا ضرورت ہے ——— اب یہاں آ ہی گئے ہو تو کچھ دن مجھے بھی شرف میزبانی بخش دو" ——— عمران نے جواب دیا۔

"نہیں ڈان! ——— اب ہمارا یہاں رکنا ہی فضول ہے۔ جہاں آدمی کی حیثیت ہی تسلیم نہ ہو رہی ہو، وہاں رک کر سوائے شرمندگی کے اور کیا ہو سکتا ہے" ——— روزی نے کہا۔

"اوکے ——— جیسے تم کہو" ——— ڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے باہر چھلانگ لگا دی اور اسی لمحے سرر کی آواز دوسری طرف سے بھی سنائی دی اور عمران، جوزف اور جوانا تینوں یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ روزی اور وہ چاروں افراد بھی اس دیوار کے پیچھے غائب ہو چکے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ماسٹر" ——— جوانا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"سٹیج ڈرامہ" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف اور جوانا دونوں نے اس کوٹھی کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن وہاں نہ ڈان تھا، نہ روزی اور نہ ہی وہ مسلح افراد ———



بس پورچ میں عمران اور جوانا کی کاریں موجود تھیں۔ پھاٹک بھی اندر سے بند تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے انہیں زمین نگل گئی ہو یا آسمان کھا گیا ہو۔

"کم از کم جاتے تو بتلا دیتی ——— سوکھے منہ ہی ٹرخا دیا" ——— عمران نے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں اس کوٹھی سے نکل کر رانا ہاؤس کی طرف بڑھی جا رہی تھیں لیکن عمران کا ذہن واقعی قلابازیاں کھا رہا تھا۔ اس نے کار کے اندر بیٹھنے سے پہلے ڈیش بورڈ میں موجود جدید ترین گائیگر سے پہلے دونوں کاروں کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا۔ لیکن کاروں میں کسی قسم کا کوئی ڈکٹافون یا اس قبیل کی کوئی اور چیز موجود نہ تھی اور اب حقیقت میں اسے اس سارے ڈرامے پر حیرت ہو رہی تھی۔ پہلے پہلے تو اس نے یہی سمجھا تھا کہ روزی اس کو چکر دے کر اس سے سیکرٹ سروس کے ممبران کا اتہ پتہ پوچھنا چاہتی ہے۔ پھر جب ڈان اور اس کے ساتھی نمودار ہوئے تو عمران یہ سمجھا کہ اس طرح وہ انہیں ٹریپ کر کے اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن جب ڈان نے احمقوں کی سی باتیں کرنا شروع کر دیں تو عمران کو ایک اور شک پڑ گیا کہ یہ روزی اور ڈان اصل نہیں ہیں اور یہ کھیل کسی خاص مقصد کے لئے کھیلا جا رہا ہے۔ لیکن جب کاروں کی چیکنگ کے باوجود کوئی بات سامنے نہ آئی تو حقیقت میں عمران کا ذہن چکرا گیا اور اب اسے واقعی اس سارے کھیل یا ڈرامے کا کوئی سر پیر ہی سمجھ نہ آ رہا تھا لیکن اس کی چھٹی حس بار بار سائرن بجا رہی تھی کہ کچھ نہ کچھ ہوا ضرور ہے۔ اس بظاہر احمقانہ ڈرامے کے پیچھے کوئی گہرا مقصد ہے لیکن وہ کیا مقصد ہو سکتا ہے، یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ، جوزف اور جوانا سمیت رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ جوزف نے اس کی کوڈ گفتگو سمجھتے ہوئے بڑے خوبصورت انداز میں سچویشن کو ڈیل کیا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ اب خود اس سے یہ سچویشن ڈیل نہ ہو رہی تھی۔ اور ابھی انہیں رانا ہاؤس پہنچے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"رانا ہاؤس" — جوزف نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"عمران سے بات کراؤ جوزف" — دوسری طرف سے روزی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر جوزف سے رسیور لے لیا۔

"مس روزی! — آپ سے اتنی بے مروتی کی امید نہ تھی۔ دعوت نہ کھلاتیں، کم از کم گھر آئے مہمانوں کو ایک کپ چائے تو پلا دیتیں" — عمران نے رسیور لے کر مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے روزی کے مترنم قہقہے سے رسیور گونج اٹھا۔

"سوری علی عمران! — اس وقت ہمیں واپسی کی جلدی تھی بہرحال دعوت ادھار رہی۔ ویسے میں نے تمہارا شکریہ ادا کرنے کے لئے فون کیا ہے کہ تم نے ہماری ایک بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے — ورنہ ہم پوری رات سر پیٹتے رہے تھے کہ اس مشکل کو کیسے حل کیا جائے — تم اس ساری صورت حال پر حیران تو ہو گے — چلو میں تمہاری حیرت دور کر دوں — ڈان اور میں واقعی ایک اہم مشن پر کام کر رہے ہیں۔ لیکن اس مشن کی تکمیل کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ مشن اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک علی عمران کی اصل آواز میں مخصوص الفاظ کا ہولوگن



ریکارڈ نہ تیار کیا جائے — ہولوگن ریکارڈ کے متعلق اگر تم نہ جانتے ہو تو مختصر طور پر بتا دوں کہ جدید ترین کمپیوٹر مشینری کے ذریعے آواز کی صوتی لہروں کو سائنسی طور پر ایک ریکارڈ میں اس طرح جذب کیا جاتا ہے کہ اس ریکارڈ کی مدد سے ایک مخصوص ڈیفنس سرکٹ کو اوپن کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ تمہیں آخر کس طرح ہولوگن ریکارڈر کے قریب لے جایا جائے اور پھر تم خصوصی باتیں بھی عام لہجے میں کرو کہ اس سے ہماری مرضی کا ہولوگن ریکارڈ تیار ہو جائے — اس پر میں نے ڈان کے سامنے یہ پلان رکھا۔ پہلے تو ڈان نہ مانتا تھا لیکن پھر میرے اصرار پر وہ مان گیا — جس کمرے میں تم اپنے ان دو حبشی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس کمرے کے نیچے تہہ خانے میں ہم نے ہولوگن ریکارڈر آن کر رکھا تھا — یہ ریکارڈر چونکہ خاصی جگہ گھیرتا ہے اس لئے ہم اسے سامنے نہ لا سکتے تھے۔ چنانچہ تم سے خصوصی گفتگو ہوتی رہی اور ہولوگن ریکارڈ تیار ہوتا گیا — جب ریکارڈر نے تکمیل کا خصوصی کاشن دیا تو ہم فوری طور پر ان تہہ خانوں میں منتقل ہو گئے اور تمہاری کاریں جب باہر نکل گئیں تو ہم بھی اس ریکارڈر سمیت وہاں سے شفٹ ہو گئے — اب تم سوچ رہے ہو گے کہ آخر ہم نے تمہیں وہاں ہلاک کیوں نہیں کیا، تو اس کی بھی خاص وجہ تھی کہ فائرنگ کی آوازیں تیار شدہ ہولوگن ریکارڈ کو ضائع کر دیتیں — بہرحال یہ ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ایسا تو کسی بھی وقت ہو سکتا ہے — اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری فائل میں جوزف اور جوانا کے متعلق بھی اندراجات موجود تھے کہ یہ دونوں کون ہیں اس لئے تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم واقعی انہیں سیکرٹ سروس کے ممبر سمجھتے رہیں گے۔ اب

ہمارا مشن تقریباً تکمیل کے قریب ہے اس لئے اب آئندہ ملاقات اس مشن کی تکمیل کے بعد ہی ہوگی۔ تب تک کے لئے اجازت ——— ویسے میں یہ بھی بتادوں کہ تم واقعی مجھے اچھے لگے ہو" ——— روزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ ——— بس یہی آخری فقرہ ہی تم نے کام کا کہا ہے مس روزی! ویسے میں تمہارا بے حد مشکور ہوں کہ تم نے پیچیدہ قسم کی سائنسی اصطلاحات استعمال کرکے کم از کم میری حیرت تو دور کر دی ہے ——— اگر میری آواز سے تمہارا کوئی مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو یہ واقعی میرے لئے انتہائی خوش نصیبی کی بات ہوگی ——— میں تمہارے مشن کی تکمیل کے لئے دعا کرتا رہوں گا ——— ڈان کو میرا سلام دے دینا۔ اور ———" عمران نے ابھی بات مکمل نہ کی تھی کہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا اور عمران نے منہ بناتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار موجود تھے کیونکہ اس حیرت انگیز ڈرامے کی اصل وجہ سامنے آگئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ مس روزی واقعی اس کی توقع سے کہیں زیادہ ذہین عورت ثابت ہوئی ہے۔ اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ——— چند لمحوں بعد ایک نامانوس سی آواز سنائی دی۔

"سر داور سے بات کرائیں ——— میں علی عمران بول رہا ہوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ——— ہولڈ آن کیجئے" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سر داور کی مخصوص آواز رسیور پر سنائی دی۔

"داور بول رہا ہوں عمران بیٹے! ——— خیریت" ——— سر داور کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں موجود تھیں۔



"سر داور! ——— سپیشل لیبارٹری کے سیکنڈ وے میں ٹی۔ ایف ڈیفنس سرکٹ نصب کیا گیا تھا ——— کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کی تفصیلات کا کس کس کو علم ہے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ——— کیوں۔ خیریت" ——— سر داور نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ——— ایک اہم پرابلم سامنے آیا ہے۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں" عمران نے جواب دیا۔

"اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔ اس کا علم سوائے میرے، تمہارے اور ڈاکٹر ہاشم کے اور کسی فرد کو نہیں ہے ——— تم جانتے تو ہو" ——— سر داور نے جواب دیا۔

"اس کی آپ نے لازماً کوئی فائل بھی بنائی ہوگی" ——— عمران نے چند لمحے رک کر پوچھا۔

"ہاں! ——— بنائی تو ہے اور وہ میرے ذاتی ریکارڈ روم میں ہے ——— لیکن کیا بات ہے ——— تم کیوں پوچھ رہے ہو" ——— سر داور کے لہجے میں اب قدرے غصہ ظاہر ہو گیا تھا۔

"سر داور! ——— ایکریمیا کے چند خصوصی ایجنٹ شاید ڈاکٹر ہاشم کے خلاف کسی مشن میں مصروف ہیں اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ انہیں اس ڈیفنس سرکٹ کی تفصیلات کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں۔ آپ ذرا اس فائل کو چیک کریں کہ کیا وہ موجود ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ! ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— اس کے بارے میں تو کسی چوتھے آدمی کو علم ہو نہیں سکتا ——— ویسے میں چیک کر لیتا ہوں۔ ہولڈ کرو" دوسری طرف سے سر داور کی حیرت سے بھری آواز سنائی دی اور اس کے

ساتھ ہی لائن خاموش ہو گئی۔ عمران کے ہونٹ بھنچ گئے اور پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئیں۔

"ہیلو عمران بیٹے!۔۔۔ فائل موجود ہے"۔۔۔ چند لمحوں بعد سر داور کی آواز سنائی دی۔

"فائل موجود ہے ۔۔۔ اچھا یہ بتائیں کہ یہ سرکٹ آپ نے کس کے ذریعے منگوایا تھا ۔۔۔ آیا تو یہ ایکریمیا سے تھا شاید"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ ظاہر ہے یہاں تو تیار نہیں ہوتا ۔۔۔ اور خصوصی آرڈر پر تیار کرایا گیا تھا ۔۔۔ ایک منٹ ٹھہرو۔ میں فائل میں سے آتا ہوں"۔ سر داور نے کہا اور ایک بار پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"عمران بیٹے!۔۔۔ فائل کے مطابق یہ سرکٹ مورگن کمپنی کے ذریعے امپورٹ کیا گیا ہے ۔۔۔ مورگن کمپنی ایسے ہی سائنسی آلات امپورٹ کرنے کا کام کرتی ہے اور انتہائی بااعتماد کمپنی ہے۔ خاصے طویل عرصے سے ہمارے ساتھ کام کر رہی ہے"۔۔۔ سر داور نے کہا۔

"اس کا دفتر کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کا دفتر قاسم روڈ پر ہے مورگن پلازہ میں ۔۔۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ کچھ تفصیل تو بتاؤ ۔۔۔ تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے"۔۔۔ سر داور نے کہا۔

"بتایا تو ہے سر داور!۔۔۔ کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس سرکٹ کی تفصیلات ایکریمین ایجنٹوں تک پہنچ چکی ہیں ۔۔۔ اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ اس سرکٹ کا اوپن کوڈ میری آواز میں تیار کیا گیا ہے۔ حالانکہ



یہ بات میرے خیال میں میرے، آپ اور ڈاکٹر ہاشم کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بالکل ٹھیک خیال ہے ۔۔۔ تم نے خود ہی تو یہ تجویز پیش کی تھی کہ اس کا اوپن سرکٹ تمہاری آواز میں سیٹ کیا جائے، اس طرح یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائے گی ۔۔۔ اور مجھے اور ڈاکٹر ہاشم کو تمہاری یہ تجویز پسند آئی تھی"۔۔۔ سر داور نے کہا۔

"اس کے باوجود ان ایجنٹوں کو اس کا علم ہو گیا ہے ۔۔۔ آپ یہ بتائیں کہ اس کی تنصیب کے دوران ایکریمیا کا کوئی سائنسدان تو ساتھ نہ آیا تھا، کیونکہ تنصیب میرے سامنے نہ ہوئی تھی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ تنصیب میں نے اور ڈاکٹر ہاشم نے خود ہی کی تھی۔ اگر ہم کسی اور کو ساتھ شامل کرتے تو پھر یہ راز ہی نہ رہتا ۔۔۔ اوہ ٹھہرو۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس تنصیب کے دوران اس کا ایک اہم پرزہ ٹوٹ گیا تھا اور ہمیں یہ پرزہ خصوصی آرڈر کے تحت منگوانا پڑا تھا اور اس پرزے کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے مورگن کمپنی نے ایکریمیا سے خصوصی طور پر کسی کو بلوایا تھا۔ اس نے یہ سرکٹ دیکھا تھا اور ضروری تفصیلات مجھ سے معلوم کی تھیں اور پھر واپس جا کر اس نے وہ پرزہ مورگن کمپنی کے ذریعے بھجوایا تھا ۔۔۔ لیکن اسے یہ تو معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ یہ اوپن کوڈ کس کی آواز میں ہے۔ کیونکہ بہرحال تم تو اس کے لئے اجنبی تھے"۔۔۔ سر داور نے کہا۔

"آپ نے اسے کوڈ سنوایا تھا"۔۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔ اس پرزے کو خصوصی طور پر بنانے کے لئے یہ ضروری تھا۔

ورنہ سارا سرکٹ ہی بے کار ہو جاتا اور نیا سرکٹ بھی منگوانا پڑتا اور اسے انسٹال کرنے اور اوپن کوڈ ریکارڈ کرنے کے لئے ساری محنت دوبارہ کرنی پڑتی" ــــ سر داور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے مجھے تو اس وقت اس بات سے آگاہ نہ کیا تھا" ــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تو اس کی ضرورت ہی نہ تھی" ــــ سر داور نے کہا۔

"اچھا ــ بہرحال اب آپ فوری طور پر ایک کام کریں کہ ڈاکٹر ہاشم کو کہہ کر سیکنڈ وے کو ٹوٹل بلاک کرا دیں، کیونکہ ان ایجنٹوں نے اس سیکنڈ وے کو استعمال کرنے کا پلان بنایا ہے اس لئے جب تک میں انہیں گرفتار نہ کر لوں، یہ وے مکمل طور پر بلاک رہنا چاہیے" ــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ــ لیکن یہ ایجنٹ کیسے اسے استعمال کر سکتے ہیں عمران! ــ جب تک تمہاری آواز میں خصوصی اوپن کوڈ اسے فیڈ نہ کیا جائے اور یہ کوڈ صرف میرے پاس ہے اور کسی اور کے پاس ہے ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے ــــ مجھے بھی کبھی کبھار ہی اسے استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جب کسی اہم ترین سائنسی کام کے لئے مجھے خود ڈاکٹر ہاشم کے پاس جانا پڑتا ہے" ــــ سر داور نے کہا۔

"آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ ان ایجنٹوں نے میری آواز میں ہولوگن ریکارڈ تیار کر لیا ہے اور اس ہولوگن ریکارڈ میں انہوں نے وہ سارا کوڈ شامل کر لیا ہے جسے آپ نے اوپن کوڈ بنایا تھا۔ اس لئے اب وہ بڑے اطمینان سے اوپن کوڈ سرکٹ میں فیڈ کر کے ڈاکٹر ہاشم کے سر پر پہنچ جائیں گے" ــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔



"اوہ ــ اوہ ــ ویری بیڈ ــ یہ تو انتہائی خطرناک ہے ــ ٹھیک ہے۔ میں ابھی جا کر اسے خود بلاک کراتا ہوں۔ لیکن تم ایسے خطرناک ایجنٹوں کو فوری گرفتار کراؤ کیونکہ آجکل ڈاکٹر ہاشم جس پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں وہ ملک کے لئے انتہائی اہم ہے اور کل ہی ان کا فون آیا تھا کہ انہیں جلد ہی میری ضرورت پڑے گی ــ سیکنڈ وے بلاک ہو جانے کے بعد میں ان کے پاس نہ جا سکوں گا" ــــ سر داور نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے بعد آپ ڈاکٹر ہاشم سے گپ شپ کر رہے ہوں گے ــ خدا حافظ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"جوزف! ــ میں جا رہا ہوں اور میرے جانے کے بعد تم نے رانا ہاؤس کا مکمل حفاظتی نظام آن کر دینا ہے" ــــ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

ڈان اور روزی دونوں ایک چھوٹے سے کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈان کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا اور ایک سیاہ رنگ کا کمر پر لادنے والا تھیلا اس نے اپنی کرسی کے ساتھ فرش پر رکھا ہوا تھا۔ وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں اس طرح وقت دیکھ رہا تھا جیسے اُسے کسی کا شدت سے انتظار ہو۔

"اب تک تو ڈاکٹر جیف کی طرف سے اطلاع آجانی چاہیے تھی" — ڈان نے بے چینی سے لہجے میں کہا۔

"یہ اتنا آسان کام تو نہیں ہے ڈان! — آخر اس کام میں وقت تو لگے گا — لیکن اب پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ سارا کام تو پہلے سے ہی مکمل ہو گا — تم نے تو صرف وہاں جانا ہے اور ریوالور کا چیمبر ڈاکٹر ہاشم کی کھوپڑی میں خالی کر کے واپس آجانا ہے" — روزی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔



"ہاں واقعی روزی! — بات تو ایسی ہی ہے — ویسے اگر ہمیں راجر کی طرف سے ڈاکٹر جیف کی ٹپ نہ ملتی تو پھر ڈاکٹر ہاشم تک پہنچنا واقعی ایک ناممکن بات تھی" — ڈان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن خالی ٹپ سے کیا ہوتا ہے ڈان! — تم نے دیکھا نہیں کہ میں نے کس قدر جامع پلاننگ کی کہ اب تمہارے راستے کی تمام دیواریں دور ہو چکی ہیں اور تم اس قدر اہم مشن کو مکمل کرنے کے لئے اس طرح تیار بیٹھے ہو جیسے تم نے جا کر کسی گیدڑ کو توپ سے شکار کرنا ہو" — روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"واقعی تمہاری ذہانت کا جواب نہیں روزی! — تمہارا ذہن ایسے ایسے خوبصورت پلان بناتا ہے کہ بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ اگر تم میری ساتھی نہ ہوتی تو میں اکیلا کیا کرتا" — ڈان نے انتہائی پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈان! — اگر میں ذہانت استعمال کرتی ہوں تو تم بھی اپنی بے پناہ صلاحیتوں سے اس پلان میں رنگ بھر دیتے ہو — میری خالی ذہانت سے بھی مشن مکمل نہیں ہو سکتا" — روزی نے کہا اور ڈان بھی مسکرا دیا۔

اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور ساتھ ہی اس پر لگا ہوا چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا۔

"ڈاکٹر جیف کی کال آگئی" — ڈان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور روزی کے چہرے پر بھی کامیابی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ڈان نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ ڈاکٹر چیف کالنگ۔ اوور" ـــ ایک تیز اور چیختی ہوئی مردانہ آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"یس ـــ ڈوان اٹنڈنگ یو ـــ کال او۔ کے ہے نال۔ اوور" ـــ ڈوان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر ـــ بیڈ نیوز ہے آپ کے لئے ـــ سیکنڈ وے کو اچانک مکمل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈوان اور روزی اس طرح اچھلے جیسے ان کے پیروں تلے طاقتور بم پھٹ پڑے ہوں۔

"کیا ـــ کیا کہہ رہے ہو ـــ کیا تم ہوش میں ہو۔ اوور" ـــ ڈوان نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سر ـــ میں درست کہہ رہا ہوں ـــ میں نے تمام لانچنگ ایڈجسٹ کرالی تھیں۔ لیکن جب میں سیکنڈ وے کی انٹرنس پر پہنچا تاکہ آج کا سپیشل انٹرنس کوڈ معلوم کر کے آپ کو کال کروں اور آپ مشن مکمل کر سکیں لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ آج دوپہر کو ہی سیکنڈ وے کو مکمل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے اور ایسا ڈاکٹر ہاشم کے خصوصی آرڈرز پر ہوا ہے ـــ چنانچہ مجھے واپس آنا پڑا اور اب میں آپ کو کال کر رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ میری کال کے منتظر ہوں گے۔ اوور" ـــ ڈاکٹر چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کس طرح بلاک کیا گیا ہے ـــ ؟ کیا یہ بلاک توڑا نہیں جا سکتا۔ اوور" ـــ ڈوان نے بری طرح دانت پیستے ہوئے انداز میں کہا۔

"سوری سر ـــ یہ ریڈ لائن بلاکنگ ہے۔ اسے تو ایٹم بم سے بھی نہیں توڑا جا سکتا۔ اوور" ـــ ڈاکٹر چیف نے جواب دیا۔



"اوہ ـــ ویری بیڈ ـــ اس کا مطلب ہے کہ اب تک کی تمام محنت پر پانی پھر گیا ـــ اب مشن کس طرح مکمل ہو گا۔ اوور" ـــ ڈوان نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"میں پوری کوشش کروں گا سر ـــ کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا۔ اوور" ـــ ڈاکٹر چیف نے کہا اور ڈوان نے ـــ اوور اینڈ آل ـــ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اس کا چہرہ مایوسی کی وجہ سے بری طرح لٹک گیا تھا۔ روزی کی آنکھیں بھی بجھی ہوئی تھیں۔

"یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ـــ کیوں بلاک کیا گیا ہے اسے" ـــ ؟ روزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضرور انہیں ہمارے مشن کی اطلاع مل گئی ہے۔ ورنہ آج تک تو اسے بلاک نہیں کیا گیا ـــ اب عین موقع پر کیوں بلاک کر دیا گیا ہے" ـــ ڈوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کس طرح اطلاع ملی ہو گی ـــ ایسا تو ممکن ہی نہیں" ـــ روزی نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ ـــ اوہ روزی ـــ کہیں یہ حرکت عمران کی نہ ہو ـــ تم نے اس سے ہولوگن ریکارڈ اور ڈیفنس سرکٹ کی بات تو کی تھی" ـــ یکلخت ڈوان نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو تم ـــ ہولوگن ریکارڈ کے بارے میں تو اچھے اچھے سائنسدانوں کو علم نہیں ہے۔ اس احمق کو کیسے علم ہو سکتا ہے ـــ اگر چیف ہماری مدد نہ کرتا تو ہمیں بھی علم نہ ہوتا" ـــ روزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"روزی! — مجھے یقین ہے کہ اس احمق کو اس کا علم تھا — تم سوچو کہ آخر انہوں نے اوپن کوڈ اس عمران کی آواز میں کیوں ریکارڈ کیا تھا — وہ کسی سائنسدان کی آواز میں بھی ریکارڈ کر سکتے تھے اور جب انہوں نے اس عمران کی آواز میں اسے ریکارڈ کیا تو لازماً انہوں نے اس کی تفصیل بھی عمران کو بتائی ہو گی" — ڈوان نے کہا۔

"میرے خیال میں اس خبر نے تمہاری عقل بھی ماؤف کر دی ہے — ہولوگن ریکارڈ ڈیکسر مختلف چیز ہے اور سرکٹ کا اوپن کوڈ ریکارڈ ڈیکسر مختلف چیز ہے — اور پھر میں نے تو اسے سرکٹ کا کوڈ نہیں بتایا — صرف ڈیفنس سرکٹ کہہ دیا تھا۔ اس سے وہ کیا سمجھ سکتا ہے" — روزی نے کہا۔

"اوہ! — پھر یقیناً یہی بات ہو گی — بالکل ایسا ہی ہوا ہو گا" — ڈوان نے یکلخت مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہو گا" — روزی نے چونک کر پوچھا۔

"ڈاکٹر حنیف نے ہمیں بتایا تھا کہ اس کا علم صرف دو افراد کو ہے۔ ڈاکٹر ہاشم اور ڈاکٹر داور — اور اس سرکٹ کی تنصیب بھی ان دونوں ڈاکٹروں نے اکیلے خود کی ہے — یہ تو اس پرزے کی ڈیمانڈ کی وجہ سے خصوصی آدمی انجینئر پہلے سے انہیں منگوانا پڑا جو ڈاکٹر حنیف کا دوست تھا اور اسی کی سفارش پر آیا تھا اور اس سے اس نے رپورٹ کی ایک کاپی بھی لے لی تھی۔ اس طرح ڈاکٹر حنیف کو اس خصوصی کوڈ کا علم ہو گیا — لیکن ڈاکٹر حنیف کو چونکہ یہ علم ہی نہ تھا کہ یہ آواز کس کی ہے اس لئے وہ اسے استعمال ہی نہ کر سکا — لیکن جب اس نے اس کا ذکر ہم سے کیا اور



ہم نے اس ریکارڈ کی ہیں سنی تو تم نے عمران کی آواز پہچان لی۔ پھر ڈاکٹر حنیف نے ہولوگن ریکارڈر کے ذریعے اسے تیار کرنے کا منصوبہ بنایا اور تمہاری ذہانت کی وجہ سے کام ہو گیا" — ڈوان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ان باتوں کا تو مجھے بھی علم ہے — تم وہ بات کرو جو کہنا چاہتے تھے" — روزی نے کہا۔

"عمران کی آواز میں ریکارڈ تیار ہونے کا مطلب ہے کہ عمران کا گہرا تعلق یا تو براہ راست ڈاکٹر ہاشم سے ہے — یا پھر اس ڈاکٹر داور سے۔ اور تم نے جب ان سائنسی اصطلاحات کا ذکر کیا تو لازماً عمران نے ان دونوں میں سے کسی سے رابطہ کر کے ان سے بات کی ہو گی اور ظاہر ہے وہ سائنسدان ہیں فوراً ہی ساری بات سمجھ گئے ہوں اس لئے انہوں نے فوری طور پر اس وے کو ہی بلاک کر دیا" — ڈوان نے کہا اور روزی کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"تمہاری بات درست ہے — واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی ہے۔ میں نے تو صرف رعب جمانے کے لئے اس سے یہ باتیں کی تھیں۔ مجھے اس بات کا خیال بھی نہ آیا تھا کہ وہ کسی سائنسدان سے یہ باتیں کر کے ہماری ساری محنت ضائع کرا دے گا" — روزی نے کہا اور ڈوان دوبارہ دھم سے کرسی پر بیٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

"اس قدر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ڈوان! — اگر ایک راستہ بند ہو جائے تو کوئی بات نہیں — کوئی اور راستہ سامنے آ جائے گا" — روزی نے کہا۔

"کاش ایسا ہو جائے۔ ورنہ مجھے تو یہ مشن بھی ناکام ہوتا نظر آ رہا ہے۔

اس ملک کی آب و ہوا انہوں نے کس قسم کی ہے۔ یہاں ہر قدم پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے" ۔۔۔ ڈان نے انتہائی مایوس لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر حبیب سے کال ملاؤ ۔۔۔ میں اس سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں" ۔۔۔ روزی نے چند لمحے خاموش بیٹھے رہنے کے بعد اچانک چونک کر کہا۔

"اب پوچھنے کے لئے کیا رہ گیا ہے" ۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"تم کال تو ملاؤ" ۔۔۔ روزی نے کہا تو ڈان نے ہاتھ بڑھا کر ڈاکٹر حبیب کی مخصوص فریکوینسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوینسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ ڈان کالنگ ڈاکٹر حبیب۔ اوور" ۔۔۔ ڈان نے بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ۔۔۔ ڈاکٹر حبیب اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد حبیب کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"ڈاکٹر حبیب ۔۔۔ مادام روزی سے بات کرو۔ اوور" ۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"یس سر۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر حبیب نے کہا۔

"ڈاکٹر حبیب! ۔۔۔ تم نے لیبارٹری کے حفاظتی نظام کو ڈسکس کرتے وقت کہا تھا کہ ان حفاظتی انتظامات سے ڈاکٹر ہاشم کے علاوہ صرف ڈاکٹر داور واقف ہیں۔ کیونکہ ان کے مشورے سے ہی یہ فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں ۔۔۔ یہ ڈاکٹر داور کون ہیں۔ اوور" ۔۔۔ روزی نے کہا۔

"ڈاکٹر سر داور پاکیشیا کے عظیم ترین سائنس دانوں میں سے ایک ہیں



اور ایک خصوصی لیبارٹری کے انچارج ہیں ۔۔۔ اسے کوڈ میں زیرو لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ اوور" ۔۔۔ ڈاکٹر حبیب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ اس ڈاکٹر داور کو اغوا کیا جا سکے۔ اوور" ۔۔۔ مادام روزی نے کہا۔

"ڈاکٹر داور کا اغوا ۔۔۔ اوہ! آپ کھل کر بات کریں۔ آپ کیا کرنا چاہتی ہیں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر حبیب نے چونک کر کہا۔

"میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے کہ اگر ہم کسی طرح اس ڈاکٹر داور کو اس طرح اغوا کر لیں کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے اور ڈاکٹر داور پر تشدد کر کے ہم اس فول پروف حفاظتی نظام کی کسی کمزوری کو جان لیں تو یہ مشن مکمل کیا جا سکتا ہے۔ اوور" ۔۔۔ روزی نے کہا۔

"آپ کا آئیڈیا تو اچھا ہے مادام روزی! ۔۔۔ لیکن یہ ہے ناممکن۔ کیونکہ ڈاکٹر داور جس لیبارٹری میں کام کرتے ہیں وہاں بھی حفاظت کے انتہائی سخت انتظامات ہیں اور ڈاکٹر داور مستقل طور پر اس لیبارٹری میں ہی رہتے ہیں ۔۔۔ البتہ ایک طریقہ ہو سکتا ہے کہ اگر کسی طرح ڈیفنس ریسرچ کونسل کے سربراہ ڈاکٹر اعظم کو اس بات پر مجبور کر دیا جائے کہ وہ ڈاکٹر داور کو اس لیبارٹری سے باہر کسی بھی خصوصی میٹنگ کے سلسلے میں بلائیں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ اوور" ۔۔۔ ڈاکٹر حبیب نے کہا اور ڈان اور روزی دونوں کے لٹکے ہوئے چہروں پر ایک بار پھر امید کی روشنی ابھر آئی۔

"ڈاکٹر اعظم ۔۔۔ کیا وہ ڈاکٹر داور کو بلا سکتے ہیں۔ اوور ۔۔۔ ؟" روزی نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ وہ ڈیفنس ریسرچ کونسل کے سربراہ ہیں اور اس حیثیت

سے وہ میٹنگ کرتے رہتے ہیں جن میں وہ جس سائنسدان کو چاہیں جہاں بھی چاہیں بلا سکتے ہیں۔ اوور" ـــــ ڈاکٹر چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر چیف! ـــــ پھر تو وہ ڈاکٹر ہاشم کو بھی بلا سکتے ہوں گے۔ اوور" ـــــ روزی کے بولنے سے پہلے ڈان نے چیخ کر انتہائی پر جوش لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! ـــــ ڈاکٹر ہاشم کے متعلق خصوصی نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے ـــــ انہیں تو ان کی مرضی کے بغیر ملک کے صدر بھی نہیں بلا سکتے۔ اس نوٹیفکیشن کے تحت صرف سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو انہیں احکامات دے سکتا ہے اور ڈاکٹر ہاشم کے لئے لازمی ہے کہ وہ ایکسٹو کے احکامات کی بلا چوں وچراں تعمیل کریں ـــــ باقی وہ کسی ادارے کے تحت نہیں ہیں۔ اپنی مرضی سے جو چاہیں کریں۔ اوور" ـــــ ڈاکٹر چیف نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ اس قدر پاورز ہیں اس ڈاکٹر ہاشم کے پاس ـــــ کاش! باس مجھے پہلے سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کا موقع دیتا۔ بہرحال ڈاکٹر چیف! ـــــ تم ڈاکٹر اعظم کے متعلق تفصیل بتاؤ۔ اوور" ـــــ ڈان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اعظم کا دفتر تو بڑی چھاؤنی کے اندر ہے لیکن ان کی رہائش ملٹری آفیسرز کالونی میں ہے ـــــ ملٹری آفیسرز کالونی بڑی چھاؤنی سے کافی فاصلے پر علیحدہ بنائی گئی ہے اور وہاں سخت چیکنگ نہیں ہوتی۔ صرف گیٹ پر کار کا نمبر اور جانے والوں کے نام اور جن سے ملنا ہو ان کا نام درج کیا جاتا ہے ـــــ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا کیونکہ بہت بڑی کالونی ہے اور وہاں رہنے والوں کے مہمان، عزیز و اقارب ہر وقت آتے



جاتے رہتے ہیں ـــــ ان کی کوٹھی اے بلاک میں ہے نمبر تھرٹی تھری ہے اور باس! ـــ یہ بھی بتا دوں کہ ڈاکٹر اعظم غیر شادی شدہ ہیں اور صرف دو ملازمین کے ساتھ رہتے ہیں ـــــ ویسے وہ انتہائی سخت مزاج اور اصول پسند آدمی ہیں۔ اوور" ـــــ ڈاکٹر چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اب ہم آسانی سے اس ڈاکٹر اعظم پر کام کر لیں گے۔ اوور اینڈ آل" ـــــ ڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ویری گڈ روزی! ـــــ تم نے واقعی ایک اور آسان حل نکال دیا ہے اب دیکھنا کہ میں اس ڈاکٹر داور کے ذریعے کس طرح اس ڈاکٹر ہاشم کو اس کی پناہ گاہ سے باہر نکال کر گولی مارتا ہوں ـــــ اب یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔" ڈان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہیں صرف لائن آف ایکشن چاہیے اس کے بعد تم سپر چیف کی رفتار سے اس پر کام شروع کر دیتے ہو" ـــــ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

مورسن پلازہ تاسم روڈ پر دس منزلہ عظیم الشان عمارت تھی۔ اس کے نچلے حصے میں بڑی بڑی کمپنیوں کے شوروم تھے جبکہ اوپر والی منزلوں پر ان کے دفاتر تھے۔

عمران اس وقت سفید رنگ کی رولز رائس کی عقبی سیٹ پر جدید تراش کا اور انتہائی قیمتی گرم کپڑے کا سوٹ پہنے قدرے نیم دراز انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے گلے میں سچے موتیوں کا ہار تھا البتہ ان موتیوں کا سائز کافی بڑا تھا اور دیکھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ ہار کا ایک موتی بھی شاید جیولری کی پوری دکان کی قیمت کے برابر کا ہوگا۔ کار کا اسٹیئرنگ جوزف کے ہاتھ میں تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں کے جسموں پر خاکی رنگ کی یونیفارم تھی اور دونوں سائیڈوں پر چوڑی سیاہ بیلٹ سے بندھے ہوئے ہولسٹر تھے جن میں سے ریوالوروں کے خوفناک اور بھاری دستے جھانک رہے تھے۔ بیلٹ کے کلپ پر ڈھمپ ریاست کا



مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ اسی طرح یونیفارم کے سینے کے اوپر بھی ڈھمپ ریاست کے مخصوص نشان کا بیج موجود تھا۔ کار کے سامنے ریاست ڈھمپ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جوزف اور جوانا دونوں کے ہاتھوں پر انتہائی قیمتی سفید رنگ کے دستانے چڑھے ہوئے تھے۔ کار مورسن پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر سیدھی مین بلڈنگ کے سامنے بنے ہوئے پورچ میں جا کر رک گئی۔ پورچ کے ساتھ برآمدے میں اس وقت ادھیڑ عمر کا ایک مرد اور ایک عورت کھڑے تھے۔ دونوں غیر ملکی تھے۔ ان کے لباس پر مورسن اینڈ کمپنی کے بیجز لگے ہوئے تھے۔ عمران نے یہاں آنے سے پہلے مورسن اینڈ کمپنی کے ڈائریکٹر جنرل سر لارنس کو سر سلطان کے ذریعے اطلاع بھجوا دی تھی کہ ریاست ڈھمپ کا پرنس کسی خاص کاروباری سلسلے میں ان سے ملنے آ رہا ہے۔ چونکہ فون سر سلطان نے کیا تھا اس لئے ظاہر ہے اب عمران کے پرنس ہونے میں سر لارنس کسی طرح بھی شک نہ کر سکتے تھے۔

کار پورچ میں رکتے ہی جوانا سب سے پہلے نیچے اترا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کار کا پچھلا دروازہ کھولا تو عمران کار سے نیچے اتر آیا۔ جوانا نے دروازہ آہستہ سے بند کیا۔ اس دوران جوزف بھی دوسری طرف سے گھوم کر آ گیا۔ عمران بڑے بے نیازانہ انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ دونوں ادھیڑ عمر مرد اور عورت تیزی سے آگے بڑھے۔

"میں ٹام انتھونی ہوں پرنس! ـــــ جنرل منیجر مورسن اینڈ کمپنی ـــــ اور یہ مس مارگریٹ ہیں۔ ڈپٹی کنٹرولر ـــــ ہم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے ہیں" ـــــ ادھیڑ عمر مرد نے تعظیم کے انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری" ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو جوانا کے ساتھ اٹین شن حالت میں اس کے پیچھے اکڑا کھڑا تھا۔

"یس پرنس" ـــــ جوزف نے سر کو آگے کی طرف جھکاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیسا استقبال ہے سیکرٹری! ـــــ نہ بینڈ بج رہا ہے ـــــ نہ آرائشی گیٹ بنائے گئے ہیں ـــــ اور نہ یہاں بچے ـــــ پھولوں کے گلدستے اٹھائے کھڑے ہیں ـــــ کیا یہ ہماری توہین نہیں ہے کہ دو بوڑھے کھوسٹوں کو ہمارے استقبال کے لئے بھیج دیا گیا ہے" ـــــ عمران کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ تلخی تھی۔

"پرنس! ـــــ ہم خیر سگالی دورے پر نہیں ـــــ بلکہ کاروباری دورے پر ہیں ـــــ اور کاروباری دورے میں استقبال اسی طرح ہوتا ہے کہ کمپنی کے معزز اور اہم افراد کو استقبال کے لئے بھیجا جاتا ہے ـــــ اور مسٹر ٹام انتھونی جنرل منیجر اور مس مارگریٹ فرینچ کنٹرولر ہیں ـــــ دونوں ہی معزز اور اہم افراد ہیں" ـــــ جوزف نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"اوہ! ـــــ پھر تو ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہئے ـــــ ہماری طرف سے شکریہ ادا کر دو" ـــــ عمران نے کہا۔

"میں پرنس کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں" ـــــ جوزف نے ٹام اور مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم بھی پرنس کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنے اس کاروباری دورے کے لئے ہماری کمپنی کا انتخاب کر کے ہماری عزت افزائی کی ہے ـــــ ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے دفاتر کا دورہ کریں" ـــــ ٹام انتھونی



نے بڑے رسمی سے لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گئے۔

عمران نے ٹام کی بات پر اظہار پسندیدگی کے انداز میں سر ہلایا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ سامنے ایک لفٹ تھی جس کے ساتھ ایک باوردی لفٹ مین کھڑا تھا۔ لفٹ خاصی بڑی تھی۔ عمران کو اس لفٹ میں لے جایا گیا اور پھر وہ سب بھی لفٹ کے اندر عمران کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد لفٹ تیزی سے اوپر جانے لگی۔ چند لمحوں بعد لفٹ رکی اور دروازہ کھلا تو ایک بھاری جسم اور سفید مونچھوں والا بارعب آدمی باہر برآمدے میں کھڑا تھا۔

"میں مورگن اینڈ کمپنی کی طرف سے پرنس آف ڈھمپ کی آمد پر اظہار مسرت کے لئے حاضر ہوا ہوں ـــــ میرا نام لارنس ہے اور میں کمپنی کا ڈائریکٹر جنرل ہوں" ـــــ اس بارعب آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ آپ ہیں سر لارنس ـــــ ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں۔ اس لئے سیکرٹری کی بجائے آپ کا خود شکریہ ادا کرتے ہیں اور آپ کو مصافحہ کرنے کی عزت بخشتے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس طرح مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جیسے سر لارنس کے ساتھ مصافحہ کر کے وہ واقعی اسے بے پناہ عزت بخش رہا ہو۔ سر لارنس نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور پھر وہ ان سب کو ساتھ لئے ایک انتہائی شاندار دفتر میں پہنچ گئے۔ ایک طرف صوفے پر عمران بیٹھا جب کہ ایک صوفے پر لارنس اور ایک سائیڈ پر ٹام انتھونی اور مس مارگریٹ بیٹھ گئے۔ سر لارنس کے کہنے کے باوجود جوزف اور جوانا بیٹھنے کی بجائے عمران کے پیچھے چوکنے انداز میں کھڑے رہے۔ ایک خوبصورت لڑکی نے سنہرے منقش برتنوں میں مشروب لا کر عمران کو پیش کیا۔

"اب فرمایئے پرنس! ——— مورگن اینڈ کمپنی آپ کی کیا خدمت بجا لا سکتی ہے"——— سر لارنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر لارنس! ——— ریاست ڈھمپ ایک عظیم الشان سائنسی ریسرچ لیبارٹری قائم کرنا چاہتی ہے ——— آپ نے کبھی وہ لیبارٹری دیکھی ہے جس میں پاکیشیا کے عظیم سائنسدان ڈاکٹر ہاشم کام کرتے ہیں"——— عمران نے کہا۔

"جی ہاں پرنس! ——— دیکھی ہے۔ لیکن اس وقت جب لیبارٹری کی تنصیب کی گئی تھی اور مجھے فخر ہے کہ اس لیبارٹری کی تنصیب میں مورگن اینڈ کمپنی نے بھی حصہ لیا ہے"——— سر لارنس نے کہا۔

"ہم اس سے بھی زیادہ شاندار لیبارٹری قائم کرنا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس لیبارٹری کی تمام مشینری کی سپلائی اور تنصیب کی ذمہ داری مورگن اینڈ کمپنی کے ذمے لگا دی جائے۔ کیونکہ سر داور اور ڈاکٹر ہاشم دونوں نے آپ کی کمپنی کی شہرت اور ساکھ کی تعریف کی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں پوری کمپنی کی طرف سے سر داور اور ڈاکٹر ہاشم جیسے عظیم سائنسدانوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری کمپنی کی کارکردگی کی تعریف کی ہے یہ ہماری کمپنی کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے اور پرنس! ——— میں آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ مورگن اینڈ کمپنی ریاست ڈھمپ میں لیبارٹری کے قیام کے لئے انتہائی خلوص کے ساتھ انتھک محنت کرے گی ——— ہم آپ کے اعتماد پر یقیناً پورا اتریں گے"——— سر لارنس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جب سے عمران نے اتنی بڑی لیبارٹری کے



قیام کی آفر کمپنی کے لئے کی تھی سر لارنس کا چہرہ فرط مسرت سے تمتما اٹھا تھا۔ ظاہر ہے کروڑوں اربوں ڈالرز کی آفر تھی اور شاید اتنی بڑی آفر کمپنی کو پہلے کبھی ہوئی ہی نہ تھی۔

"سر لارنس! ——— ڈاکٹر ہاشم والی لیبارٹری کے حفاظتی انتظام کا ایک شعبہ جسے وہاں سکینڈ وے کہا جاتا ہے ہمیں بے حد پسند آیا ہے۔ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس کی مشینری بھی آپ کے ذریعے منگوائی گئی تھی۔ کیا اس کی فائل آپ دکھا سکتے ہیں"——— عمران نے کہا۔

"فائل ——— سوری سر ——— دراصل رازداری کی وجہ سے ہی ایسے انتظامات کی فائلیں تیار نہیں کی جاتیں ——— یہ کمپنی کا اصول ہے"——— سر لارنس نے کہا۔

"بہت خوب ہے ——— ہمیں یہ سن کر اور بھی زیادہ مسرت ہوئی ہے لیکن ہمیں بتایا گیا تھا کہ اس انتظام کا ایک پرزہ خراب ہو گیا تھا جس کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے آپ نے ایکریمیا سے کسی ماہر کو بلوایا تھا اور اس ماہر نے کوئی رپورٹ تیار کی تھی۔ ہم وہ رپورٹ بھی دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کی کمپنی کا کس سطح کے ماہرین سے رابطہ ہے ——— آپ کی اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ ہم نے سائنس میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ انتہائی اعزاز کے ساتھ کیا ہوا ہے"——— عمران نے کہا۔

"پرنس! ——— ہمیں یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے ——— ویسے پرنس! ——— ہماری کمپنی کا ایکریمیا کے انتہائی ماہر سائنسدانوں سے مسلسل رابطہ رہتا ہے۔ کیونکہ ہماری کمپنی کی برانچیں ایشیا کے تمام بڑے بڑے ممالک میں ہیں۔ ——— چونکہ ہم نے کام پاکیشیا سے شروع کیا تھا اس لئے کمپنی

کا ہیڈ آفس یہاں ہے ۔۔۔ جہاں تک اس رپورٹ کا تعلق ہے اس کے بارے میں تو ریکارڈ دیکھنا ہو گا ۔۔۔ مسٹر ٹام ۔۔۔ آپ ریکارڈ چیک کر کے رپورٹ لے آئیں" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹام سے بھی بات کی۔

"یس باس" ۔۔۔ ٹام نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر چلا گیا۔

"آپ ہماری لیبارٹری کی فیزی بلٹی رپورٹ کی تیاری کے لئے کس ماہر سے رابطہ قائم کریں گے۔ کیونکہ ہمارے خیال کے مطابق کسی بھی لیبارٹری کی کامیابی کی بنیاد یہی رپورٹ ہوتی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس ۔۔۔ آپ نے بالکل درست فرمایا ہے اور آپ کی یہی بات واضح کرتی ہے کہ آپ ان معاملات میں بے پناہ ذہانت کے حامل ہیں۔ فیزی بلٹی رپورٹ واقعی لیبارٹری کی بنیاد ہوتی ہے ۔۔۔ ویسے تو ایکریمیا میں اس کے دو بڑے ماہر ہیں لیکن ایک ماہر یہاں پاکیشیا میں بھی ہیں اور ڈاکٹر ہاشم کی لیبارٹری کی فیزی بلٹی رپورٹ بھی انہی کی تیار کردہ ہے وہ اس کام میں بے پناہ مہارت رکھتے ہیں ۔۔۔ ان کا نام ڈاکٹر جیف آرنلڈ ہے۔ سائنسی مشینری کے بہت بڑے ماہر ہیں اور ان کی خدمات باقاعدہ حکومت پاکیشیا نے حاصل کر رکھی ہیں" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ کس عہدے کے لئے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ اس وقت چیف ڈیفنس سپروائزر ہیں ۔۔۔ ان کا کام سائنسی لیبارٹریوں کی جنرل چیکنگ اور مینٹیننس ہے۔ وہ ڈیفنس سیکرٹری سر راشد کے ماتحت ہیں۔ ان کا دفتر نیشنل لیبارٹری میں ہے" ۔۔۔ سر لارنس نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے ٹام اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی اس نے بڑے ادب سے یہ فائل سر لارنس کی طرف بڑھا دی۔ سر لارنس نے فائل کھولی اور اسے دیکھنے لگے۔

"پرنس ۔۔۔ اس پرزے کے لئے ایکریمیا کے ماہر ڈاکٹر واٹ آئے تھے اور ان کی سفارش بھی ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے کی تھی ۔۔۔ یہ دیکھیے۔ اس رپورٹ میں ان کی سفارش کا لیٹر بھی موجود ہے رپورٹ کے ساتھ" ۔۔۔ سر لارنس نے اٹھ کر بڑے مودبانہ انداز میں فائل عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور فائل لے کر اس نے کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

"اوہ ۔۔۔ اس میں ڈاکٹر واٹ صاحب نے تو یہ بھی درج کیا ہے کہ اس رپورٹ کی ایک کاپی ڈاکٹر جیف آرنلڈ صاحب کو ان کے ریکارڈ کے لئے بھی دی جا رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"دی ہو گی سر ۔۔۔ ظاہر ہے وہ انتہائی ذمہ دار افسر ہیں" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

"او کے سر لارنس ۔۔۔ اب یہ بات تو طے ہو گئی کہ اس لیبارٹری کی تنصیب آپ کی کمپنی کرے گی۔ آپ کو اس سلسلے میں باقاعدہ لیٹر بھی ریاست ڈھمپ سے جاری کر دیا جائے گا ۔۔۔ فیزی بلٹی رپورٹ کی تیاری کے معاملے میں سر ہاشم اور سر داور سے باقاعدہ ڈسکس کی جائے گی۔ اس کے بعد جیسے وہ سفارش کریں گے ویسے ہی ہو گا" ۔۔۔ عمران نے

فائل ایک طرف رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا اور سر لارنس، ٹام اور مس مارگریٹ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان تینوں کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے تھے۔

"بے حد شکریہ پرنس! ——— ہم اس فیصلے کے لئے آپ کے اور ریاست ڈھمپ کے بے حد مشکور ہیں" ——— سر لارنس نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس" ——— جوزف نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اس فیصلے کی خوشی میں مورسن اینڈ کمپنی کے تمام ملازمین کو ان کی ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر رقم انعام میں دی جائے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ! بے حد شکریہ پرنس، مگر ———" سر لارنس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر کا لفظ بول کر آپ ہماری توہین کر رہے ہیں سر لارنس! ——— اس کے بعد کوئی لفظ مت بولیے گا ——— مسٹر ٹام! آپ کی کمپنی ہر ماہ میں کتنی تنخواہ جاری کرتی ہے" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر ——— دس لاکھ روپے" ——— ٹام نے جلدی سے جواب دیا۔

"سیکرٹری! ——— کمپنی کو پچاس لاکھ روپے دیئے جائیں ——— دس لاکھ روپے تو بے حد کم ہیں اور ہماری شان کے خلاف ہے کہ ہم دس لاکھ روپے دیں" ——— عمران نے کہا۔

"یس پرنس! ——— کل رقم پہنچا دی جائے گی" ——— جوزف نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کا پوری کمپنی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں" ———



سر لارنس نے کہا اور عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں سر ہلا دیا۔ جیسے پچاس لاکھ روپے کی حیثیت اس کے لئے پانچ روپے سے زیادہ نہ ہو۔ سر لارنس اس بار عمران کو نیچے اس کی کار تک چھوڑنے آئے۔ چند لمحوں بعد کار تیزی سے مورسن پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔

"سیکرٹری! ——— کیا تمہارے پاس پچاس لاکھ روپے نہیں تھے" ——— عمران نے کار کے سڑک پر آنے کے بعد انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"موجود تھے پرنس" ——— جوزف نے کار چلاتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل فوری کیوں نہیں کی" ——— عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"سوری پرنس! ——— کنگ کا حکم ہے کہ ریاست کی رقم غیر ملکیوں کو نہ دی جائے بلکہ اسے ملک کے کسی یتیم خانے میں جمع کرا دیا جائے۔ اس لئے کل یہ رقم یتیم خانے میں جمع کرا دی جائے گی اور اس کی رسید سر لارنس کو پہنچا دی جائے گی" ——— جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا مخصوص لولی پوپ نکال کر منہ میں رکھا اور اس کا منہ تیزی سے حرکت کرنے لگ گیا جیسے اس کا نشہ ٹوٹ رہا ہو اور وہ اب جلد از جلد نشہ پورا کرنا چاہتا ہو۔

"ملک کا یتیم خانہ ——— مگر ریاست ڈھمپ میں تو کوئی یتیم خانہ نہیں ہے۔ پھر ———" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"بن چکا ہے۔ اس کا نام رانا ہاؤس ہے اور اس میں دو یتیم موجود

ہیں جن کا روحانی باپ بھی زندہ ہے اس لئے وہ صحیح مستحق یتیم ہیں" ـ جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار جوانا جو اب تک خاموش رہا تھا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"باپ بھی زندہ ہے ـــ پھر بھی وہ یتیم ہیں ـــ کیا مطلب ـــ؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"باپ کی زندگی میں ہی یتیم ہونے والے زیادہ مستحق ہوتے ہیں پرنس! کیونکہ انہیں باپ کا خرچہ بھی اٹھانا پڑتا ہے ـــ اس کی کار میں پٹرول ڈلوانا پڑتا ہے ـــ اس کے نقلی ہیروں کے ہار کو پالش بھی کرنا پڑتا ہے" جوزف نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور اس بار عمران بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میرے خیال میں تم نے اپنے لولی پوپ کے نسخے کے اجزا بڑھا لئے ہیں ـــ ذہانت اور کنجوسی بھی اس میں شامل کر دی ہے" ـــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر یہ لولی پوپ والا نسخہ آپ نہ دیتے تو میں اب تک اصلی یتیم ہو چکا ہوتا" ـــ جوزف نے کار سڑک سے ہٹا کر درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا اور اس کے اس خوبصورت فقرے کے بعد ایک بار پھر قہقہوں سے کار کا اندرونی ماحول گونج اٹھا۔

"آج جوزف واقعی فارم میں ہے ماسٹر" ـــ جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"[illegible] لاکر خوب سجا لایا ہے" ـــ عمران نے کہا اور جوانا نے ہنستے ہوئے سر ہلا دیا۔



جوزف نے کار درختوں کے جھنڈ میں روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ جوزف نے کار کی ڈگی کھولی اور بیگ باہر نکالا۔ اس بیگ میں ان کے عام لباس تھے۔ اس کے بعد باری باری ان تینوں نے لباس تبدیل کئے۔ جوزف نے کار کے سامنے لہراتا ہوا ڈسرٹ فلیگ اتار کر بیگ میں رکھ دیا بلکہ ریاست کی مخصوص نمبر پلیٹ بھی اتار دی۔ اس پلیٹ کے نیچے عام نمبر پلیٹ تھی۔

"اب کہاں چلنا ہے باس" ـــ جوزف نے دوبارہ سٹیرنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس بار عمران اس کی سائیڈ سیٹ پر اور جوانا عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"نیشنل لیبارٹری" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جوزف نے کار موڑ کر اسے دوبارہ سڑک کی طرف بڑھا دیا۔

نیشنل لیبارٹری شہر سے پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر ایک بڑی قومی لیبارٹری تھی جس میں عام اسلحے کو بہتر بنانے کے لئے ریسرچ بھی کی جاتی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک جدید قسم کی آرڈیننس فیکٹری بھی تھی جہاں اس لیبارٹری میں تیار ہونے والے فارمولوں کے مطابق ہتھیاروں کو عملی شکل دی جاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار نیشنل لیبارٹری کی پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ گئی جہاں مسلح فوجی موجود تھے۔

"چیف ڈیفنس سپروائزر ڈاکٹر جیفت آرنلڈ سے ملنا ہے" ـــ عمران نے قریب آنے والے مسلح فوجی کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ" ـــ کیپٹن نے چونک کر عمران کو دیکھتے

ہوئے کہا۔

"آپ مجھے کیسے جانتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ وہ واقعی اُسے نہ پہچان سکا تھا۔

"میں سرداور کی لیبارٹری کی سیکورٹی میں رہا ہوں عمران صاحب! میرا نام کیپٹن لطیف ہے" ۔۔۔۔ کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیپٹن ہی اگر لطیف ملا ہے تو پھر باقی ٹیم تو یقیناً لطیفہ ہو گی" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن لطیف بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"سر ۔۔۔۔ آپ کی انہی باتوں کی وجہ سے تو آپ کو یاد رکھا جاتا ہے۔ بہرحال ڈاکٹر چیف آرنلڈ صاحب اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ وہ ابھی گئے ہیں ۔۔۔۔ ادھر نیشنل کالونی میں ان کی کوٹھی کا نمبر ایک سو تین، بلاک اے ہے" ۔۔۔۔ کیپٹن لطیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ شکریہ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف کو کار موڑنے کا اشارہ کیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار نیشنل کالونی میں داخل ہو چکی تھی۔ یہ سرکاری کالونی تھی۔ ایک سو تین نمبر کوٹھی جلد ہی انہوں نے تلاش کر لی اور کار رکتے ہی عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ گیٹ کھلا اور ایک بوڑھا سا ملازم باہر آگیا۔

"ڈاکٹر صاحب کو یہ کارڈ دو" ۔۔۔۔ عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ملازم کو دیتے ہوئے کہا۔



"جی سر" ۔۔۔۔ ملازم نے کہا اور کارڈ لے کر جلدی سے دوبارہ سائیڈ گیٹ میں داخل ہو گیا۔ عمران واپس سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد بڑا پھاٹک کھلا اور اس بوڑھے ملازم نے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔ جوزف نے کار آگے بڑھا دی۔ کوٹھی درمیانی سی تھی۔ اس کے پورچ میں ایک سیاہ رنگ کی کار کھڑی تھی۔ جوزف نے پورچ کی سائیڈ میں کار روکی اور عمران نیچے اتر آیا۔ جوزف اور جوانا بھی نیچے آگئے۔ بوڑھا ملازم پھاٹک بند کر کے تیزی سے ان کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔

"آئیے جناب! ۔۔۔۔ ادھر ڈرائنگ روم میں" ۔۔۔۔ بوڑھے ملازم نے برآمدے کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد عمران، جوزف اور جوانا کے ساتھ ایک انتہائی شاندار اور قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں موجود تھا۔ عمران حیرت سے اس فرنیچر کو دیکھ رہا تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر انگریز اندر داخل ہوا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور آنکھوں پر موٹے شیشوں کی نظر کی عینک بھی موجود تھی۔ جسمانی لحاظ سے وہ خاصا بھاری بھرکم آدمی تھا اس کے جسم پر چیک سوٹ تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں وہ کارڈ تھا جو عمران نے ملازم کے ہاتھ اندر بھجوایا تھا۔ عمران اُٹھ کھڑا ہوا تو جوزف اور جوانا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام ڈاکٹر چیف آرنلڈ ہے" ۔۔۔۔ آنے والے نے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر عاشق ۔۔۔۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں ڈاکٹر جوزف اور ڈاکٹر جوانا۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ بھی اپنے نام کی طرح بدلا ہوا تھا۔

"اوہ اچھا" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ نے حیرت بھرے انداز میں کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ ان تینوں نے واقعی ڈاکٹر جیٹ کر رکھی ہوگی۔

"تشریف رکھیے ۔۔۔ کارڈ کے مطابق آپ محکمہ موسمیات کے چیف انجینئر ہیں لیکن محکمہ موسمیات کا مجھ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے نہیں تھا تو اب تو بہرحال پیدا ہو گیا ہے ۔۔۔ ویسے اچھے موسم سے تو آپ بھی لطف اندوز ہوتے ہوں گے اور اچھا موسم پیدا کرنا ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا موسم پیدا کرنا ۔۔۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ واقعی حیرت زدہ تھا۔ اس کی سمجھ میں عمران کی باتیں نہ آرہی تھیں۔

"ڈاکٹر چیف آرنلڈ ۔۔۔ آپ چیف ڈیفنس سپروائزر ہیں اور اس حیثیت سے آپ پاکیشیا کی تمام اہم ڈیفنس لیبارٹریوں میں آتے جاتے رہتے ہیں" ۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ تو پھر" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جس لیبارٹری میں پاکیشیا کے عظیم سائنسدان سر داشم کام کرتے ہیں اس لیبارٹری کا موسم اچانک ناخوشگوار ہو گیا ہے اس لئے انہوں نے ہمارے محکمے سے رابطہ قائم کیا کہ ہم لیبارٹری کے ناخوشگوار موسم کو خوشگوار بنا دیں ۔۔۔ ورنہ وہاں ہونے والے اہم پراجیکٹ پر کام میں رکاوٹ پیدا



ہو جائے گی ۔۔۔ اس پر ہم نے اس لیبارٹری کی فیزی بلٹی رپورٹ دیکھنی چاہی کیونکہ لیبارٹری کے موسم کا تمام تر تعلق اسی رپورٹ سے ہوتا ہے۔ اگر فیزی رپورٹ درست ہو تو موسم ناخوشگوار نہیں ہوتا ۔۔۔ اور پھر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ رپورٹ آپ نے تیار کی ہے تو ہم آپ سے ملنے آ گئے" ۔ عمران کی زبان چل پڑی تھی۔

"فیزی بلٹی رپورٹ کا موسم خوشگوار اور ناخوشگوار ہونے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ۔۔۔ اور لیبارٹری کا موسم ۔۔۔ آپ یہ سب کیسی باتیں کر رہے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ کی حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔

"آپ سائنسی مشینری کے ماہر ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ سائنسی اور خاص طور پر ڈیفنس لیبارٹریوں میں انتہائی خطرناک حد تک حساس آلات پر کام ہوتا ہے اس لئے لیبارٹری کے اندرونی موسم کو ایک مخصوص کیفیت میں رکھنا ضروری ہوتا ہے ۔۔۔ زیادہ سردی یا زیادہ گرمی پوری لیبارٹری کو تباہ کر سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ٹمپریچر کنٹرول کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کا تو باقاعدہ نظام ہر لیبارٹری میں موجود ہوتا ہے اور سر داشم والی لیبارٹری میں تو انتہائی جدید ترین ٹمپریچر کنٹرول نظام نصب ہے لیکن اس کا فیزی بلٹی رپورٹ سے کیا تعلق ۔۔۔ فیزی بلٹی رپورٹ کا تو مطلب ہوتا ہے کہ جب کوئی نئی لیبارٹری تیار ہوتی ہو تو اس کے لئے جگہ کا انتخاب ۔۔۔ اس میں تعمیر ہونے والی عمارت ۔۔۔ اس میں لگنے والی مشینری کے سلسلے میں رپورٹ تیار کی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ لیبارٹری کس طرح کام کرے گی اور کس

طرح کامیاب رہے گی" ـــــ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے عمران کو ایسے سمجھانا شروع کر دیا جیسے استاد بچوں کو سمجھاتا ہے۔

"آپ نے خود ہی جگہ کے انتخاب کی بات کر دی ہے ـــــ فیزی علی رپورٹ میں جگہ کا انتخاب کرتے وقت اس جگہ کے عمومی موسم کا تجزیہ بھی کیا جاتا ہے کہ یہاں زیادہ گرمی پڑتی ہے یا زیادہ سردی ـــــ یا بارشیں زیادہ ہوتی ہیں یا کم ہوتی ہیں ـــــ ہوا میں رطوبت اور نمی عام طور پر کتنی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سب چیزوں کا اثر بہرحال لیبارٹری کی ورکنگ پر پڑتا ہے" ـــــ عمران نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ درست کہہ رہے ہیں آپ۔ لیکن ـــــ" ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے کہا۔

"تو اسے ہی موسم کہتے ہیں اور ٹمپریچر کنٹرول آلات پر بھی بیرونی موسم کا اثر بہرحال پڑتا ہے ـــ اس لئے میں یہاں آیا ہوں تاکہ آپ مجھے فیزی علی رپورٹ کی کاپی دکھا دیں تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ آپ نے اس رپورٹ میں موسم کے بارے میں کیا درج کیا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر ہی میں ناخوشگوار ہو جانے والے موسم کو خوشگوار بنانے کی کوشش کر سکوں گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ میں سمجھ گیا آپ کی بات ـــــ واقعی اس پہلو پر میں نے پہلے کبھی اس قدر گہرائی میں نہ سوچا تھا ـــــ لیکن فیزی علی رپورٹ تو لیبارٹری کے ریکارڈ روم میں ہوگی۔ میرے پاس تو نہیں ہے" ـــــ ڈاکٹر جیف نے اس بار اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں رپورٹ نہیں مانگ رہا۔ اس کی کاپی مانگ رہا ہوں" ـــــ



عمران نے کہا۔

"کاپی ـــــ اس قدر اہم سرکاری رپورٹ کی کاپی میں کیوں لینے اور اپنے پاس رکھنے لگا" ـــــ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"حالانکہ آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ اہم رپورٹ کی کاپی ضرور اپنے ریکارڈ میں رکھتے ہیں ـــــ مثلاً ڈاکٹر واٹسن نے جب سیکنڈ وے کے حفاظتی نظام کے پرزے کی تفصیلات کی رپورٹ تیار کی تو آپ نے اس کی کاپی لی ـــــ ڈاکٹر واٹسن نے اپنی رپورٹ میں باقاعدہ اس کا ذکر کیا ہے" ـــــ عمران نے ڈاکٹر جیف آرنلڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ ـــ وہ تو صرف میں نے اپنے شوق کی خاطر لی تھی لیکن پھر میں نے اُسے ضائع کر دیا" ـــــ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے قدرے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر جیف" ـــ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

"سیکورٹی آفیسر کیپٹن لطیف بول رہا ہوں جناب! ـــ علی عمران صاحب اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آپ کے پاس پہنچے ہوں گے۔ انہیں ذرا فون دے دیجئے" ـــــ دوسری طرف سے کیپٹن لطیف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران" ـــ ڈاکٹر جیف نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

"جی ہاں! ـــ وہ بہت بڑے آدمی ہیں ـــــ سرداور کے بہت گہرے دوست ہیں" ـــــ دوسری طرف سے کیپٹن لطیف نے کہا کیپٹن

لطیف کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ عمران کے کانوں تک ہلکی سی پہنچ گئی تھی اور عمران کے ہونٹ بھینچ گئے تھے۔

"مگر — یہاں تو —" ڈاکٹر جیف نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ عمران نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"یس — علی عمران بول رہا ہوں — کیا بات ہے کیپٹن لطیف — کیوں فون کیا ہے —؟" عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ انتہائی سخت اور سرد تھا۔

"س — سر — مداخلت کے لئے معافی کا خواستگار ہوں — سر ڈاکٹر داور کا پیغام پہنچانا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ ان سے فوری طور پر مل لیں" — دوسری طرف سے کیپٹن لطیف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید عمران کے سخت لہجے کی وجہ سے سہم گیا تھا۔

"سر داور نے آپ کو کیوں یہ پیغام دینے کے لئے کہا — انہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں" — عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب! — جس وقت آپ ڈاکٹر جیف صاحب کی کوٹھی پر گئے۔ اس وقت سر داور یہاں لیبارٹری سے ملحقہ آرڈیننس فیکٹری میں موجود تھے وہ جب واپس جانے لگے تو چیک پوسٹ پر وہ مجھ سے بات کرنے کے لئے رک گئے — وہ مجھ پر بالکل اپنے بیٹے کی طرح مہربان ہیں — میں نے آپ کا ذکر کیا تو وہ چونک پڑے اور پھر انہوں نے مجھے کہا کہ میں آپ کو ان کا پیغام دے دوں اور وہ چلے گئے — میں نے سوچا کہ کہیں آپ



ڈاکٹر جیف صاحب کی کوٹھی سے براہ راست واپس نہ چلے جائیں۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کر کے یہ پیغام دینا مناسب سمجھا" — کیپٹن لطیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا — شکریہ" — عمران نے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تو تم وہ نہیں ہو — جو تم اب تک ظاہر کرتے رہے ہو" — ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں وہی ہوں جو میں نے بتایا ہے — عاشق میرا تخلص ہے۔ بہرحال اسے چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ تم میرا نام سن کر چونکے کیوں تھے —؟ کیا تم مجھے جانتے ہو" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جانتا ہوتا تو پہلے نہ پہچان لیتا" — ڈاکٹر جیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے چونکنے کا انداز — اور پھر تمہارے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکے سے خوف کا تاثر بتا رہا ہے ڈاکٹر جیف آرنلڈ — کہ تم صرف اس بات پر نہیں چونکے تھے کہ تمہارے سامنے علی عمران کی بجائے ڈاکٹر عاشق بیٹھا ہوا ہے — اگر ایسی بات ہوتی تو تمہارے چونکنے اور حیرت ظاہر کرنے کا انداز اور ہوتا — بہرحال اب بات کھل گئی ہے تو اب صاف بات ہو جائے — یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر واسخ سے تم نے سیکنڈ وے والی رپورٹ کی کاپی کیوں لی تھی — اور اب وہ کاپی کہاں ہے" — عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"میں تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں — میں ایک ذمہ دار

افسر ہوں ——— اگر تم سرداور کے دوست ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس طرح آ کر مجھ پر رعب جماؤ ——— تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم خود ہی یہاں سے چلے جاؤ ——— میں نے کاپی لے کر کوئی جرم نہیں کیا" ——— ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر صوفے پر جا گرا۔ عمران کا زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران کو بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹنا پڑا ورنہ ڈاکٹر جیف کے پستول سے نکلنے والی گولی یقیناً اس کی گردن میں گھس جاتی۔ پستول چلنے کا دھماکہ ہوتے ہی جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے ڈاکٹر جیف پر چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے ڈاکٹر جیف کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ کسی لٹو کی طرح پہلے فضا میں اچھلا اور پھر زوردار دھماکے سے واپس صوفے پر اس طرح گرا کہ صوفہ ٹوٹ گیا اور پھر وہ اس کے اندر ہی دھنس کر رہ گیا۔ گو اس کا جسم خاصا بھاری تھا لیکن جوانا نے اسے اس طرح اوپر اچھال دیا تھا جیسے وہ کوئی ہوا بھرا غبارہ ہو۔ البتہ اس کے ہاتھ میں موجود پستول اب جوانا کے ہاتھ میں پہنچ چکا تھا۔ اگر جوانا اسے اس طرح نہ اچھالتا تو وہ اتنی آسانی سے پستول اس کے ہاتھ سے نہ چھین سکتا تھا۔

ڈاکٹر جیف نے واقعی انتہائی حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تھپڑ کھا کر صوفے پر گرتے ہوئے نہ صرف کہیں سے پستول نکال لیا تھا بلکہ گھوم کر اٹھتے ہوئے اس نے عمران پر فائر بھی کر دیا تھا۔

"جوزف! ——— باہر جا کر چیک کرو" ——— عمران نے آگے بڑھتے



ہوئے جوزف سے کہا اور جوزف بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

عمران نے ایک جھٹکے سے ڈاکٹر جیف کی گردن پکڑ کر اسے ٹوٹے ہوئے صوفے سے باہر کھینچا اور پھر اسے صوفے کے درست حصے پر بٹھاتے ہوئے اس نے اس کے کوٹ کو پیچھے کی طرف اس کی آدھی پشت تک اتار دیا۔ اس طرح ڈاکٹر جیف بندھے نہ ہونے کے باوجود بندھ سا گیا اب وہ اپنے بازوؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا اس کی آنکھوں سے اب شدید خوف و ہراس نمایاں تھا۔ ایک گال پر عمران کی پانچوں انگلیوں کے نشانات واضح طور پر نظر آ رہے تھے اور ہونٹوں کے کناروں سے خون کے چند قطرے بھی نمودار ہو گئے تھے۔

"ڈاکٹر جیف آرنلڈ ——— تم ایکریمیا کے ایجنٹ ہو اور تم نے ہی بلیک ایجنسی کے ڈوان اور روزی کو سیکنڈ وے کے نظام کے بارے میں نہ صرف معلومات مہیا کیں بلکہ انہیں ہولوگن ریکارڈر بھی مہیا کیا تاکہ وہ میری آواز میں مخصوص اوپن کوڈ ریکارڈ کر کے اس وے سے لیبارٹری میں داخل ہو کر ڈاکٹر ہاشم کو گولی مار سکیں ——— میں درست کہہ رہا ہوں ناں ڈاکٹر" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں نہیں ——— یہ سب غلط ہے ——— میں کچھ نہیں جانتا ——— تم مجھ پر تشدد نہیں کر سکتے" ——— ڈاکٹر جیف نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"دیکھو ڈاکٹر جیف ——— میں نے اپنے ساتھیوں کا غلط تعارف نہیں کرایا تھا۔ یہ دونوں واقعی ڈاکٹر ہیں لیکن انہوں نے انسانی ہڈیوں کو توڑنے پر ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے ——— یہ ایسے آرٹسٹک طریقے سے کام

کرتے ہیں کہ انسان کے جسم کی ایک ایک ہڈی بھی توڑ دیتے ہیں اور اُسے مرنے بھی نہیں دیتے ——— اس لئے بہتر ہے اس کے کہ تمہیں ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے بعد ہمیشہ کے لئے معذور کر کے قانون کے حوالے کر دیا جائے، تم اگر سب کچھ سچ سچ بتا دو تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں صحیح اور زندہ سلامت قانون کے حوالے کیا جائے گا۔ لیکن یہ میری طرف سے لاسٹ وارننگ ہے "——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

" اس بوڑھے ملازم کو میں نے گولی مار دی ہے ——— وہ اکیلا ہی تھا یہاں "——— جوزف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" گگ ——— گولی مار دی ہے ——— مم ——— مگر کیوں " ——— ڈاکٹر جیف نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر جوانا ——— تم اپنا کام شروع کر دو "——— عمران نے سرد لہجے میں ایک طرف کھڑے جوانا سے کہا۔

" یس ماسٹر "——— جوانا نے ایسے مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے عمران نے اُسے زندگی کا سب سے پُرلطف کام کرنے کی ہدایت کی ہو۔

" رک جاؤ ——— رک جاؤ ——— مت مارو مجھے ——— رک جاؤ ——— میں بتاتا ہوں ——— رک جاؤ "——— دیو قامت جوانا کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر ڈاکٹر جیف یکلخت خوف کی شدت سے چیخ پڑا۔

" سب کچھ بتا دو ڈاکٹر ——— ورنہ ——— "عمران نے جیب سے بھاری ریوالور نکال کر اس کی نال ڈاکٹر جیف کی کنپٹی پر رکھ کر دباتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔



ڈاکٹر جیف نے جس طرح گر کر اٹھنے کے دوران نہ صرف ریوالور نکال لیا تھا بلکہ اس نے عمران پر فائر بھی کر دیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ صرف سائنسی آلات کا ہی ماہر نہ ہے بلکہ اس نے مارشل آرٹ کی تربیت بھی حاصل کر رکھی ہے لیکن جوانا کی پیشقدمی اور عمران کے لہجے نے شاید اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔

" مم ——— مجھے راجر نے فون کیا تھا کہ بلیک ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ ڈان اور روزی یہاں ایک اہم مشن کیلئے آ رہے ہیں ان کی مدد کرو۔ میں چونکہ راجر کا ماتحت ہوں اس لئے مجبور تھا ——— پھر ڈان اور روزی یہاں مجھ سے ملنے آئے۔ ان کا مشن ڈاکٹر ہاشم کو قتل کرنا تھا وہ اس کے لئے ڈاکٹر ہاشم کی لیبارٹری میں گھسنا چاہتے تھے لیکن وہاں گھسنا ناممکن تھا ——— پھر میں نے باتوں باتوں میں سیکنڈ وے کے متعلق بتایا لیکن سیکنڈ وے کا اوپن تمہاری آواز میں تھا اور میں نہیں جانتا تھا ——— انہوں نے اس میں دلچسپی ظاہر کی تو میں نے بعد میں انہیں اس ریکارڈ کی بیس سنوائی تو روزی نے تمہاری آواز پہچان لی ——— چنانچہ پروگرام طے ہو گیا۔ میں نے انہیں ہولوگن ریکارڈر دے دیا اور اوپن کوڈ کی پوری تفصیلات بتا دیں ——— روزی سائنس میں خاصی مہارت رکھتی ہے اور انتہائی ذہین عورت ہے۔ اس نے نجانے کیا چکر چلایا کہ تمہاری آواز میں ہولوگن ریکارڈ تیار کر کے مجھے پہنچا دیا ——— میں نے اس سے اوپن کوڈ قائم کر لیا۔ کل رات ہم نے مشن مکمل کرنا تھا۔ میں . . . چونکہ لیبارٹری کے بیرونی حصے میں آسانی سے آ جا سکتا تھا اس لئے میں نے سیکنڈ وے تک ڈان کے پہنچنے اور پھر واپس آنے کی تمام لائننگ سیٹ کر لیں ——— پروگرام یہ تھا کہ سیکنڈ وے میں جا کر میں اوپن ریکارڈ فیڈ کر دیتا اور پھر واپس آ کر ڈان کو

جاتا۔ ڈان آسانی سے سیکنڈ وے تک پہنچ جاتا ——— اوپن ریکارڈر چونکہ فیڈ ہو چکا تھا اس لئے وہ ایک مخصوص بٹن دباتا تو سیکنڈ وے کھل جاتا۔ اور وہ سیدھا ڈاکٹر ہاشم کے خاص دفتر تک بغیر کسی کی نظروں میں آئے پہنچ جاتا ——— وہاں وہ اسے گولی مار کر واپس آجاتا اور میں بعد میں جاکر اوپن ریکارڈر نکال لیتا ——— اس طرح کسی کو شک بھی نہ پڑتا اور ڈاکٹر ہاشم لیبارٹری کے اندر ہی قتل ہو جاتا ——— مگر جب میں اوپن ریکارڈ فیڈ کرنے سیکنڈ وے کے بیرونی حصے پر پہنچا تو وہاں سیکنڈ وے کو ریڈ لائٹ سے بلاک کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ مشن فیل ہو گیا" ——— ڈاکٹر حنیف نے ہکلا ہکلا کر پوری تفصیل بتا دی۔

"یہ راجر کون ہے" ——— عمران نے ریوالور کی نال کو اور زیادہ دباتے ہوئے کہا۔

"راجر اینڈ کمپنی کا منیجنگ ڈائریکٹر ہے ——— یہاں ایکریمیا کے تمام مفادات کو وہی کنٹرول کرتا ہے" ——— ڈاکٹر حنیف نے جواب دیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ تم بھی تو جاکر ڈاکٹر ہاشم کو قتل کر سکتے تھے ——— پھر تم نے خود ایسا کیوں نہ کیا۔ حالانکہ وہ اوپن ریکارڈر تمہارے پاس تھا ——— ؟" عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر ہاشم کے دفتر میں بھی ماسٹر کمپیوٹر نصب ہے ——— جو شخص وہاں جاتا ہے اس کی خفیہ تصویریں لے لی جاتی ہیں چاہے وہ میک اپ میں ہو ——— یا منہ پر کوئی چیز بھی ڈالی ہوئی ہو ——— اس لئے اگر میں وہاں جاتا تو پھر بعد میں مجھے پہچان لیا جاتا۔ کیونکہ مجھے سب جانتے ہیں مگر ڈان کو کوئی نہیں جانتا اور نہ پہچانتا ——— اور پھر مشن اس کا تھا میرا نہ تھا"



ڈاکٹر حنیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مشن کے فیل ہو جانے کے بعد ڈان اور روزی کا اب کیا پروگرام بنا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"م ——— م ——— مجھے نہیں معلوم" ——— ڈاکٹر حنیف نے ہکلا کر کہا۔

"میں صرف تین تک گنوں گا ڈاکٹر ——— اس کے بعد تمہاری کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی ——— اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو سچ سچ بتا دو ——— ایک ——— دو ——— " عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ ——— رک جاؤ ——— بتاتا ہوں ——— بتاتا ہوں ——— تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم انتہائی ظالم آدمی ہو ——— روزی نے نیا پروگرام بنایا ہے ——— وہ ڈاکٹر اعظم کی کوٹھی میں جاکر ڈاکٹر اعظم کو کور کر کے اس کے ذریعے سر داور کو ان کی لیبارٹری سے باہر کسی خاص جگہ بلائے گی اور پھر ڈاکٹر داور پر تشدد کر کے ان سے اس لیبارٹری کی کمزوری معلوم کر کے ڈاکٹر ہاشم کو قتل کیا جائے گا" ——— ڈاکٹر حنیف نے جواب دیا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

"ڈاکٹر اعظم ——— کیا وہ ڈیفنس ریسرچ کونسل کے سربراہ ——— ان کی بات کر رہے ہو تم" ——— عمران نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"ہاں وہی" ——— ڈاکٹر حنیف نے کہا۔

"اچھا اس ڈان کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ ——— اس کا چہرہ مہرہ اور قد و قامت سب کچھ تفصیل سے بتاؤ" ——— عمران نے کہا تو ڈاکٹر حنیف نے اسے ڈان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم نے پاکیشیا سے غداری کی ہے اس لئے تمہاری سزا فوری موت ہے ۔۔۔ چونکہ تم نے سب کچھ بتا دیا ہے اس لئے میں تمہیں نرم سزا دے رہا ہوں۔ ورنہ تم اس بات کے مستحق تھے کہ واقعی پہلے تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑی جاتی ۔۔۔ پھر تمہیں ہلاک کیا جاتا" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈاکٹر حبیب کی کھوپڑی واقعی ٹکڑوں میں بٹ گئی اور اس کا جسم دھڑام سے صوفے پر گر گیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور جیب میں رکھا اور مڑ کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو ۔۔۔" رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ۔۔۔ مین روڈ پر ایک امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرنے والی راجر اینڈ کمپنی کا دفتر ہے اس کے مینجنگ ڈائریکٹر کو فوری طور پر اغوا کر کے اپنے پاس رکھ لیں ۔۔۔ یہ ایکریمیا کا اہم ترین ایجنٹ ہے اور اس سے ساری تفصیلات حاصل کر کے اس کی جگہ جو بھی ممبر سکتا ہو اسے اس کی جگہ فوری طور پر بٹھوا دیں ۔۔۔ بلیک ایجنسی ڈان اور روزی کے حلیئے بتا رہا ہوں۔ وہ جیسے ہی اس سے رابطہ کریں انہیں فوری طور پر گرفتار کر لیا جائے" ۔۔۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جلدی سے اس نے پہلے روزی کا اور پھر ڈاکٹر حبیب سے معلوم شدہ ڈان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا اور اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے کوئی جواب آتا، عمران نے ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔



"سرداور سے بات کرائیں ۔۔۔ میں علی عمران بول رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری سر ۔۔۔ سرداور لیبارٹری میں موجود نہیں ہیں ۔۔۔ وہ ابھی چند لمحے پہلے نیشنل لیبارٹری سے واپس آئے تھے کہ ڈاکٹر اعظم صاحب کا فون آ گیا اور وہ فوری طور پر واپس چلے گئے ہیں ۔۔۔ یہ بتا کر نہیں گئے کہ کہاں جا رہے ہیں" ۔۔۔ سرداور کے سیکرٹری نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا اور سرداور نے بھی اسے عمران کے متعلق خصوصی ہدایات دے رکھی تھیں۔ اس لئے اس نے پوری تفصیل سے جواب دیا تھا۔

"ڈاکٹر اعظم نے کہاں سے فون کیا تھا" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اپنی کوٹھی سے جناب" ۔۔۔ سیکرٹری نے جواب دیا۔

"ان کی کوٹھی کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کوٹھی نمبر تھرٹی تھری، ملٹری آفیسرز کالونی" ۔۔۔ سیکرٹری نے فوراً ہی پتہ بتا دیا۔

"ان کا فون نمبر بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور سیکرٹری نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور تیزی سے سیکرٹری کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی کسی ملازم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر اعظم سے بات کراؤ ۔۔۔ میں سرداور کا اسسٹنٹ ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب اپنے مہمان کے ساتھ ابھی گئے ہیں ۔۔۔ بتا کر نہیں گئے کہ

کہاں گئے ہیں۔۔۔۔۔ ملازم نے جواب دیا۔

"کیا مہمان غیر ملکی تھا" ۔۔۔۔۔؟ عمران نے ہونٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔ جی ہاں! ۔۔۔ غیر ملکی تھا جناب" ۔۔۔۔ ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اپنی کار پر گئے ہیں ۔۔۔۔ یا مہمان کی کار پر گئے ہیں" ۔۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"جناب! ۔۔۔ وہ مہمان کی کار پر گئے ہیں ۔۔۔۔ میں ان کا ڈرائیور ہوں اگر وہ اپنی کار پر جاتے تو میں ساتھ جاتا" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران اس کے ڈرائیور ہونے کا سن کر چونک پڑا۔

"سنو ڈرائیور! ۔۔۔ اہم ترین سرکاری مسئلہ ہے اس لیے ڈاکٹر اعظم کا فوری ملنا ضروری ہے ۔۔۔۔ تم ڈرائیور ہو۔ تمہیں مہمانوں کی کار کا نمبر ماڈل اور رنگ یقیناً یاد ہوگا۔ تفصیل سے بتاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ سلور گرے کلر کی ٹیوٹا کراؤن کار ہے نئے ماڈل کی۔ اور جناب! ۔۔۔ اس کا نمبر ڈبل ایچ، ٹرپل تھری ہے" ۔۔۔۔ ڈرائیور نے اس کی توقع کے عین مطابق پوری تفصیل بتا دی۔

"شکریہ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دباتے ہوئے جوزف اور جوانا کی طرف مڑ گیا۔

"تم دونوں اس کی کوٹھی کی تلاشی لو۔ شاید کوئی خاص چیز مل جائے" ۔ عمران نے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کمرے سے باہر کی طرف چل پڑے۔ عمران نے ان کے باہر جاتے ہی ایک بار پھر تیزی سے



نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بار پھر مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب! ۔۔۔ مجرم ڈیفنس ریسرچ کونسل کے سربراہ ڈاکٹر اعظم کو اغوا کر کے ایک کار نمبر ڈبل ایچ، ٹرپل تھری، سلور گرے کلر، جدید ماڈل ٹیوٹا کراؤن میں ملٹری آفیسرز کالونی سے باہر گئے ہیں۔ وہ ڈاکٹر اعظم کے ذریعے سرداور کو اغوا کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔۔ انہوں نے پہلے ڈاکٹر اعظم سے سرداور کو فون کرا کے بلوایا ہے اور سرداور بھی لیبارٹری سے نکل کر چلے گئے ہیں ۔۔۔۔ آپ فوری طور پر اس کار کو تلاش کر کے مجرموں، سرداور اور ڈاکٹر اعظم تینوں کو کور کرا دیں ۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی" ۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ فون بہرحال اجنبی تھا اس لیے اس نے احتیاطاً ایکسٹو سے کھل کر بات نہ کی تھی۔

"جوزف، جوانا ۔۔۔ آ جاؤ۔ بعد میں دیکھا جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے باہر آتے ہی زور سے کہا اور برآمدے کے ساتھ والے کمرے سے جوانا اور جوزف باہر آ گئے۔ چند لمحوں بعد عمران کی کار کوٹھی سے نکل کر کالونی سے باہر شہر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی اس بار عمران خود سٹیرنگ پر تھا۔

"کیا تم نے ڈاکٹر جمیل کے ملازم کو ہلاک کر دیا تھا جوزف" ۔۔۔۔ عمران نے اچانک ایک خیال آنے پر پوچھا۔

"نہیں باس! ۔۔۔ میں نے اسے صرف بیہوش کیا تھا مگر ڈاکٹر کو خوفزدہ کرنے کے لیے میں نے اس کی موت کی بات کی تھی" ۔۔۔۔ ساتھ بیٹھے جوزف نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔

سر داور اپنی کار کی عقبی سیٹ پر بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے جب کہ ان کا ڈرائیور خاصی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا اسے شہر سے باہر جانے والی ایک سڑک پر بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ سر داور اپنی عادت کے خلاف ڈرائیور کو اور تیز کار چلانے کے لیے کہہ رہے تھے۔ حالانکہ وہ کار تیز چلانے کے انتہائی خلاف تھے لیکن اس وقت وہ اپنی فطرت کے خلاف بات کر رہے تھے۔ کیونکہ ڈاکٹر اعظم نے انہیں ابھی فون پر بتایا تھا کہ پراجیکٹ اے میں اچانک دھماکہ ہوا ہے اور وہاں چار افراد ہلاک ہو گئے ہیں باقی زخمی ہیں۔ پراجیکٹ اے انتہائی خفیہ پراجیکٹ تھا جو شہر سے باہر موجود ایک خاص لیبارٹری میں تکمیل پذیر تھا اور سر داور ہی اس پراجیکٹ کے انچارج تھے۔ ڈاکٹر اعظم نے انہیں بتایا تھا کہ وہ ایک کام سے پراجیکٹ اے گئے تھے کہ زیرو سیکشن میں دھماکہ ہو گیا اور وہ انہیں وہیں سے کال کر رہے ہیں۔ پراجیکٹ اے اس قدر اہم تھا کہ سر داور یہ خبر سنتے ہی بری



طرح بوکھلا گئے اور اب وہ کار میں بیٹھے وہیں جا رہے تھے۔ ان کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر پراجیکٹ اے پہنچ جاتے کیونکہ زیرو سیکشن کے دھماکے کے بعد ایک اہم ترین پلانٹ کو انتہائی شدید خطرہ لاحق ہو سکتا تھا اور اس خطرے کو صرف وہی دور کر سکتے تھے اگر وہ بروقت وہاں پہنچ جاتے۔ ورنہ پاکیشیا عظیم ترین نقصان سے دوچار ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی عادت کے خلاف ڈرائیور کو بار بار تیز رفتاری سے کار چلانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ لیکن ڈرائیور نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا، یکلخت کار کی بریکیں اسے پوری قوت سے لگانی پڑیں اور ٹائروں کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ کار ایک زوردار جھٹکے سے سڑک پر ترچھی کھڑی ہوئی کار کے سامنے جا کر رک گئی۔ سر داور کا سر زوردار جھٹکے سے سامنے والی سیٹ سے ٹکرایا اور وہ چیخ مار کر دونوں سیٹوں کے درمیان ہی گر گئے۔

"کیا ہوا انہیں" — انہوں نے سنبھل کر اونچا اٹھتے ہوئے چیخ کر ڈرائیور سے کہا ہی تھا کہ کار کا دروازہ کھلا اور کسی نے ان کا بازو پکڑ کر انتہائی بے دردی سے انہیں باہر کھینچ لیا اور سر داور بری طرح چیختے ہوئے ایک جھٹکے سے کار سے باہر جا گرے۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ڈاکٹر داور" — ایک چیختی ہوئی سرد آواز سنائی دی اور ڈاکٹر داور کراہتے ہوئے اٹھے تو انہیں چار مشین گنوں سے مسلح افراد اپنے گرد کھڑے نظر آئے۔

"چلو ادھر کار میں بیٹھو" — ایک آدمی نے مشین گن کی نال ان کی کمر سے لگا کر انہیں ترچھی کھڑی کار کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"کک — کک — کون ہو تم" — سر داور نے انتہائی حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے چلے چلو ——— ورنہ کھوپڑی اڑا دونگا" ——— اس آدمی نے چیخ کر کہا اور پھر ڈاکٹر داور کو ایک کار کی عقبی سیٹ پر بٹھا دیا گیا اور دو مسلح افراد ان کی دونوں سائیڈوں پر بیٹھ گئے جبکہ باقی دو سامنے والی سیٹ پر اور دوسرے لمحے کار تیزی سے مڑی اور ایک طرف دوڑنے لگی۔ ذرا سا آگے جا کر وہ سڑک سے اتر کر ایک کچے راستے پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

سر داور ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے تھے لیکن اتنی بات بہر حال وہ سمجھ گئے تھے کہ انہیں اغوا کیا جا رہا ہے۔ ان لوگوں کے سخت چہرے بتا رہے تھے کہ اگر انہوں نے زیادہ مزاحمت کی تو وہ انہیں گولی بھی مار سکتے ہیں اس لئے وہ خاموش بیٹھے رہے۔

کچی سڑک کا اختتام ایک زرعی فارم پر ہوا۔ فارم کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ کار سیدھی اندر گئی اور عمارت کے برآمدے کے سامنے جا کر رک گئی برآمدے میں ایک ایکریمی عورت کھڑی تھی اس نے انہیں کمرے میں لے جا کر کرسی سے باندھنے کے لئے کہا اور سر داور کو ایک کمرے میں لے جا کر کرسی سے باندھ دیا گیا۔ پھر دو افراد تو وہیں رک گئے جبکہ دو واپس چلے گئے۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں ——— اور ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے" ——— سر داور نے سوچتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس طرح سوچنے سے تو انہیں کچھ معلوم نہ ہو سکتا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد باہر سے قدموں کی آواز گونجی اور ڈاکٹر داور یہ



دیکھ کر بری طرح چونک پڑے کہ اس بار ڈاکٹر اعظم کو بھی مشین گن کی نال پر اندر لے آیا جا رہا تھا۔ ان کے پیچھے ایک مسلح آدمی تھا۔ ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔ وہ بھی ڈاکٹر داور کو دیکھ کر چونکے لیکن بولے نہیں۔ اور پھر انہیں بھی ساتھ رکھی ہوئی ایک کرسی پر مضبوط رسیوں سے باندھ دیا گیا اور اس بار پہلے سے موجود دونوں اور ڈاکٹر اعظم کو لانے والا باہر چلے گئے۔ دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

"یہ کیا ہے ڈاکٹر اعظم" ——— سر داور نے گردن موڑ کر ڈاکٹر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ ڈاکٹر اعظم کچھ کہتے، دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ایکریمی مرد اور ایک خوبصورت ایکریمی عورت اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے وہی مسلح آدمی تھا جو ڈاکٹر اعظم کو لے آیا تھا۔

"اوہ جیگر ——— مجھے خیال آگیا ہے ——— کار کا نمبر وہاں ملٹری کالونی کے گیٹ پر نوٹ ہوا تھا ——— تم ایسا کرو کہ کار لے جا کر کہیں محفوظ جگہ پر چھپا دو ——— جاؤ" ——— ایکریمی مرد نے اچانک مڑ کر اس مسلح آدمی سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر چلا گیا۔

"تو یہ ہے سر داور" ——— اس ایکریمی مرد نے سر داور کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کی ہمراہی عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم کون ہو ——— اور ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے" ——— سر داور نے ہونٹ چباتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔ وہ اب اپنے آپ کو سنبھال چکے تھے۔

"سرداور ۔۔۔ تم پاکیشیا کے بہت بڑے سائنسدان ہو ۔۔۔ تمہارا قتل پاکیشیا کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگا اور ہم انگلی کے ایک اشارے سے تمہارے جسم میں سینکڑوں گولیاں اتار سکتے ہیں ۔۔۔ تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہیں کتنی آسانی سے تمہاری اس لیبارٹری سے باہر نکلوا کر یہاں پہنچایا ہے اور کسی کو نہیں معلوم کہ تم اغوا ہو چکے ہو ۔۔۔ اور نہ معلوم ہو سکتا ہے ۔۔۔ اگر تم دونوں کو قتل کر کے یہاں دفن کر دیا جائے تو صدیوں تک تمہاری قبریں بھی تلاش نہیں کی جا سکتیں" ۔۔۔ اس ایکریمی مرد نے بڑے استہزائیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو ۔۔۔ سیدھی طرح بات کرو" ۔۔۔ سرداور نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔ تو تم اس ڈاکٹر اعظم سے زیادہ سخت آدمی لگتے ہو ۔۔۔ وہ بیچارہ تو ایک ہی تھپڑ کھا کر سیدھا ہو گیا تھا۔ اور پھر اس نے اپنی جان بچانے کے لئے خود ہی تمہیں فون کر کے کسی پراجیکٹ میں دھماکے کی کہانی سنائی۔ اس طرح تم باہر آ گئے ۔۔۔ میں نے صرف اسے اتنا کہا تھا کہ کسی طرح ڈاکٹر داور کو لیبارٹری سے باہر نکالو، ورنہ تمہارا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا ۔۔۔ اور میں نے یہ بھی اسے کہہ دیا تھا کہ ہم تمہیں اس سڑک پر لے آنا چاہتے ہیں تو اس نے خود ہی کہہ دیا کہ کوئی پراجیکٹ اس سڑک سے آگے تکمیل ہو رہا ہے اور پراجیکٹ کی تباہی کا سن کر تم بے اختیار دوڑے آؤ گے ۔۔۔ اور واقعی تم یہاں پہنچ گئے ۔۔۔ میں نے ڈاکٹر اعظم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے مکمل تعاون کیا تو اسے زندہ چھوڑ دیا جائے گا ۔۔۔ اور تم دیکھو کہ میں وعدے کا کتنا سچا ہوں۔ ورنہ



میں چاہتا تو راستے میں ہی قتل کر کے کسی گٹر میں پھینک آتا۔ کیونکہ اب یہ ہمارے لئے بے کار ہو چکا ہے ۔۔۔ اور میں تم سے بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم بھی ڈاکٹر اعظم کی طرح ہم سے تعاون کرو گے تو تمہیں بھی زندہ چھوڑ دیا جائے گا" ۔۔۔ ایکریمی مرد نے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو ۔۔۔ صاف بات کرو" ۔۔۔ سرداور نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو ۔۔۔ تمہیں ڈاکٹر ہاشم والی لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کی کمزوریوں کا علم ہے ۔۔۔ ہمیں اس نظام کی ایسی کمزوریاں بتاؤ کہ جس سے ہم کسی کو معلوم ہوئے بغیر اس لیبارٹری کے اندر جا سکیں" ۔۔۔ ایکریمی نے کہا۔

"ایسی کوئی کمزوری نہیں ہے ۔۔۔ اگر کوئی ہوتی تو اب تک شاید لیبارٹری کئی بار تباہ ہو چکی ہوتی ۔۔۔ وہ مکمل طور پر فول پروف ہے"۔ سرداور نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جس طرح ڈاکٹر اعظم نے تمہیں تمہاری لیبارٹری سے باہر نکالا ہے اس طرح تم ڈاکٹر ہاشم کو اس کی لیبارٹری سے باہر نکالو" ۔۔۔ ایکریمی کا لہجہ یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔

"یہ بھی ناممکن ہے ۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم اپنی مرضی کے مالک ہیں ۔ وہ چاہیں تو لیبارٹری کا ہیچ دیکھتے خود ہی ہینگ میں آ کر بیٹھ جائیں ۔۔۔ اور نہ چاہیں تو قیامت ہی کیوں نہ لیبارٹری سے باہر آ جائے وہ دیکھنے باہر نہ آئیں" ۔۔۔ سرداور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈوان! ۔۔۔ تم خوامخواہ اس بڈھے سے مغز کھپائی کر رہے ہو۔ اسے گولی مار کر ایک طرف پھینکو ۔۔۔ ہم خود ہی کوئی نہ کوئی طریقہ ڈھونڈ لیں گے" ۔۔۔ ساتھ کھڑی ہوئی ایکریمی لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں روزی ۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ گھی سیدھی انگلیوں سے ہی نکل آئے ۔۔۔ یہ بہرحال سائنسدان ہے۔ ان کا احترام تو لازمی چیز ہے۔ لیکن اگر ان کا جواب ایسے ہی رہا تو پھر انگلیاں ٹیڑھی بھی کی جا سکتی ہیں"۔ ڈوان نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم انگلیاں ٹیڑھی کرو ۔۔۔ یا انگوٹھا ٹیڑھا کرو ۔۔۔ یہ بات تو طے ہے کہ ڈاکٹر ہاشم اپنی مرضی کے بغیر باہر نہیں آ سکتے ۔۔۔ اور ان کی لیبارٹری میں ان کی مرضی کے بغیر کوئی جا نہیں سکتا" ۔۔۔ سرداور نے اسی طرح ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم کیا کہتے ہو ڈاکٹر اعظم ۔۔۔ اس ڈاکٹر داور کو تو میں گولی مار دیتا ہوں ۔۔۔ تم بتاؤ کیا تم ڈاکٹر ہاشم کو باہر نکال سکتے ہو" ۔۔۔ ڈوان نے اس بار سرد لہجے میں ڈاکٹر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش نظریں جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔

"نہیں ۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم بہت بڑے آدمی ہیں ۔۔۔ وہ واقعی اپنی مرضی کے مالک ہیں ۔۔۔ انہیں کوئی مجبور نہیں کر سکتا ۔۔۔ صرف ایک آدمی ہے جس کے حکم کی تعمیل ان پر لازمی ہے اور وہ ہے سیکرٹ سروس کا چیف ۔۔۔ اور اسے کوئی جانتا تک نہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ روزی! واقعی تمہاری بات درست ہے ۔۔۔ میں نے



خوامخواہ وقت ہی ضائع کیا ہے" ۔۔۔ ڈوان نے کہا اور پھر اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور اسے پہلے ڈاکٹر اعظم کی طرف سیدھا کیا۔ ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر بے پناہ زردی پھیل گئی۔

"تم ۔۔۔ تم ۔۔۔ مت مارو مجھے ۔۔۔ میں نے تم سے پورا پورا تعاون کیا ہے ۔۔۔ مت مارو مجھے ۔۔۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ میری جان بخش دو گے ۔۔۔ اور اسی لئے تو میں نے سرداور سے جھوٹ بول کر انہیں باہر بلایا" ۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے اس وقت واقعی تعاون کیا تھا۔ اس لئے اب تک زندہ ہو۔ لیکن اب تم تعاون نہیں کر رہے ۔۔۔ اس لئے اب تمہیں عبرتناک موت مرنا پڑے گا" ۔۔۔ ڈوان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ ڈوان! ۔۔۔ مت مارو ڈاکٹر اعظم کو ۔۔۔ اسے مارنے سے تمہیں کیا فائدہ ملے گا ۔۔۔ خوامخواہ کی خونریزی کا کیا فائدہ" ۔۔۔ سرداور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ لیکن ڈوان نے سرداور کو کوئی جواب دینے کی بجائے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر اعظم کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت اچھل کر پشت کے بل ایک دھماکے سے نیچے جا گرے۔ ان کا جسم بندھے ہونے کے باوجود کرسی کے اندر ہی بری طرح تڑپ رہا تھا اور جسم سے خون جگہ جگہ فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

سرداور کے ہونٹ بری طرح بھینچ گئے لیکن وہ مجبور تھے کچھ کر نہ سکتے تھے۔ چند لمحوں بعد ہی ڈاکٹر اعظم ٹھنڈے پڑ گئے اور ڈوان نے مشین گن موڑی اور اس کا رخ سرداور کی طرف کر دیا۔

"تم نے دیکھ لیا ڈاکٹر اعظم کا انجام ۔۔۔ میں تمہیں ایک موقع اور دے

سکتا ہوں ـــــ بولو! ـــ نکال سکتے ہو ڈاکٹر ہاشم کو باہر ـــ یا ـــــ"
ڈان نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"جو میں نے پہلے کہا ہے وہی حقیقت ہے ـــــ موت زندگی تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے ـــ اللہ کے ہاتھ میں ہے ـــ اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو میں اسے اللہ کا حکم سمجھ کر قبول کرنے کے لئے تیار ہوں ـــ ورنہ تمہاری تو حقیقت ہی کچھ نہیں ـــ خود موت میرا بال بیکا نہیں کر سکتی" ـــــ سرداور نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور ڈان اور روزی دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے وہ دونوں ہی سرداور کی بے جگری، اطمینان اور حوصلے پر واقعی حیرت زدہ نظر آرہے تھے۔

"تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم بے حد گہرے آدمی ہو ـــ عام سائنسدان نہیں ہو۔ اس لئے اب مجھے تم پر تشدد کرنا پڑے گا ـــ روزی! ـــ ذرا باہر پڑے ہینگ بیگ سے میرا خنجر تو نکال لاؤ" ـــــ ڈان نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مڑ کر اپنی ساتھی لڑکی کو خنجر لانے کے لئے کہا۔

"سنو ڈان! ـــ خوامخواہ تشدد کر کے تم اپنا اور میرا دونوں کا وقت ضائع کرو گے ـــــ میں تمہیں ایک آدمی کا پتہ بتا دیتا ہوں ـــ اگر تم اسے میری بجائے قابو کر لو تو وہ ڈاکٹر ہاشم کو آسانی سے باہر لا سکتا ہے" ـــــ سرداور نے کہا۔

"اوہ! ـــ کون آدمی ہے وہ" ـــــ ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا نام علی عمران ہے ـــــ وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا ہے ـــ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے"۔



سرداور نے کہا۔

"وہ کیسے ڈاکٹر ہاشم کو باہر لا سکتا ہے" ـــــ ڈان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اب سرداور کو کیا بتاتے کہ وہ عمران سے کتنے واقف ہیں۔

"وہ کوئی نہ کوئی ترکیب نکال لے گا" ـــــ سرداور نے جواب دیا۔

"اوہ ڈان! ـــ اب میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے ـــ واقعی عمران انتہائی اہم آدمی ہے۔ ہم نے خوامخواہ اسے نظر انداز کر دیا ـــ سیکنڈ ڈے کا اوپن ریکارڈ عمران کی آواز میں رکھنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ڈاکٹر ہاشم کے انتہائی قریب ہے ـــ ویری گڈ ـــ اسے تو آسانی سے ڈیل کیا جا سکتا ہے" ـــــ روزی نے یکلخت تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــ اب وہ آسانی سے قابو میں نہ آئے گا۔ وہ پہلے ہمارے ہاتھوں بیوقوف بن چکا ہے اور تم نے ہولوکن ریکارڈر کے بارے میں اسے بتا کر مزید ہوشیار کر دیا تھا" ـــــ ڈان نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ادھر سرداور ان دونوں کی باتیں سن کر بری طرح چونک پڑے تھے کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ عمران پہلے ہی ان سے ٹکرا چکا ہے اور اب اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہولوکن ریکارڈر سے اوپن ریکارڈ تیار کرنے والی پارٹی بھی یہی ہے۔

"تم جانتے ہو عمران کو" ـــــ سرداور نے کہا۔

"ہاں اچھی طرح ـــــ ہم نے اسے احمق بنا کر اس کی آواز میں ہولوکن ریکارڈ تیار کرا لیا تھا لیکن اس نے شاید تم سے یا ڈاکٹر ہاشم سے ہولوکن ریکارڈ کی بات کی ـــــ اس طرح لیبارٹری کا سیکنڈ ڈے بلاک کر دیا گیا ورنہ تو ہمارا مشن پہلے ہی مکمل ہو چکا ہوتا" ـــــ ڈان نے کہا۔

"تم اسے گولی مارو ڈوان ـــــ اور یہاں سے چلو ـــــ اس عمران کو کور کرنے کے لئے کوئی فول پروف پلاننگ میں کرتی ہوں ـــــ پھر دیکھنا کس طرح یہ احمق مزید احمق بنتا ہے ـــــ اس بڈھے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا" ـــــ روزی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ چلو اس طرح پاکیشیا کو ایک اور نقصان تو پہنچے گا ـــــ یہ بھی پاکیشیا کے لئے ڈاکٹر ہاشم سے کم اہمیت نہیں رکھتا" ـــــ ڈوان نے آمادگی کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا، باہر سے مشین گنوں کی تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دونوں بے اختیار مڑے اور پھر تیزی سے بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔



عمران کا یہ پروگرام تھا کہ وہ جوزف اور جوانا کو رانا ہاؤس ڈراپ کر کے خود بھی اس کار کی تلاش میں نکلے گا۔ لیکن ابھی وہ رانا ہاؤس سے کچھ دور ہی تھا کہ یکلخت کار میں نصب ٹرانسمیٹر نے کال دینا شروع کر دی اور عمران نے چونک کر کار کو سائیڈ پر کرنے کا اشارہ دیا اور پھر اسے تیزی سے سائیڈ پر کر کے ایک طرف روک دیا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو کالنگ عمران۔ اوور" ـــــ ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ اوور" ـــــ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا کیونکہ وہ اس وقت ایک معروف سڑک پر تھے اور کار کے ساتھ فٹ پاتھ پر پیدل چلنے والوں کا کافی ہجوم تھا اس لئے عمران نے احتیاطاً کھل کر بات نہ کی تھی۔

"عمران! ـــــ ایک کار کا پتہ ملا ہے کہ اسے سالار روڈ سے گزرتے

ہوئے چیک کیا گیا ہے لیکن اس میں ایک مقامی آدمی سوار ہے۔ باقی کار خالی ہے ___ اور دوسری بات یہ کہ کار کی نمبر پلیٹ بھی مختلف ہے مگر ماڈل اور کلر وہی ہے جو تم نے بتایا ہے ___ آدمی کا چہرہ زیر زمین دنیا کے افراد جیسا بنایا گیا ہے۔ اوور" ___ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"کس نے چیک کیا ہے اسے۔ اوور" ___ عمران نے پوچھا۔

"صفدر نے۔ اوور" ___ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"اوہ! ___ اگر صفدر نے اس آدمی کو مشکوک سمجھا ہے تو پھر لازماً وہ مشکوک ہوگا ___ میں صفدر سے بات کر لیتا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے اس پر صفدر کے ٹرانسمیٹر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ اسے معلوم تھا کہ صفدر کار پر ہی ہوگا اس لئے کار ٹرانسمیٹر پر آسانی سے بات ہو سکے گی۔

"ہیلو ہیلو ___ عمران کالنگ صفدر۔ اوور" ___ عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ___ صفدر اٹنڈنگ۔ اوور" ___ چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔ ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی صفدر کی آواز بتا رہی تھی کہ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے چل رہی ہے۔

"صفدر ___ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" ___ عمران نے پوچھا۔

"میں ایک مشکوک کار کی نگرانی کر رہا ہوں ___ کار اب والش روڈ سے گذر رہی ہے۔ اوور" ___ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ! ___ یہ روڈ تو خاصی ویران ہے ___ تم اسے روکو اور پھر اس



آدمی کو قابو میں کر لو ___ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ لیکن اس آدمی کو مرنا نہیں چاہئے ___ مجھے ابھی چیف نے کال کر کے صورت حال بتائی ہے۔ اوور" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں اسے کور کرتا ہوں ___ آپ آجائیں۔ اوور" ___ صفدر نے مطمئن لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی۔ چونکہ اسے والش روڈ جانے کے لئے اس روڈ سے ہی گذرنا تھا جس پر رانا ہاؤس تھا اس لئے کار جب رانا ہاؤس کے سامنے پہنچی تو عمران نے کار ایک سائیڈ پر کر کے جوزف اور جوانا کو اترنے کے لئے کہا اور ان دونوں کے اترنے کے بعد اس نے کار کو آگے بڑھایا اور انتہائی تیز رفتاری سے والش روڈ کی طرف بڑھتا گیا۔ والش روڈ خاصی ویران سی روڈ تھی کیونکہ اس کا اختتام ایک ویران پہاڑی سلسلے پر ہوتا تھا جہاں ایک چھوٹا سا پہاڑی گاؤں تھا۔

والش روڈ پر عمران تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے دور سے سڑک کے کنارے دو کاریں کھڑی نظر آئیں اور اس نے صفدر کی کار کو دور سے ہی پہچان لیا۔ جب عمران قریب پہنچا تو اس نے صفدر کو بڑے اطمینان سے اپنی کار کی پشت سے ٹیک لگائے کھڑے دیکھا دونوں کاروں کے بونٹ اٹھے ہوئے تھے جیسے دونوں ہی خراب ہو گئی ہوں۔ عمران نے کار جب قریب جا کر روکی تو صفدر نے چونک کر دیکھا۔ دوسرے لمحے عمران کو اس کار سے اترتے دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ سفید اور نئے ماڈل کی کیڈلاک اس نے عمران کے نیچے شاید پہلی بار

دیکھی تھی۔

"عمران صاحب! ___ اس قدر قیمتی اور خوبصورت کار آپ نے کب لے لی" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے یار ___ میں تو اس کا ایک ٹائر بھی نہیں خرید سکتا ___ یہ تو رانا تہور علی صندوقچی کی ہے۔ میں تو بس اسے چلا کر اپنا شوق پورا کر رہا ہوں ___ رانا صاحب بڑے آدمی ہیں اس لئے انہوں نے بھی دے دی ورنہ کسی اور کی ہوتی تو شاید انگلی بھی نہ رکھنے دیتا اس پر" ___ عمران نے صفدر کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور صفدر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"کاش ہمارا بھی کوئی رانا جیسا دوست ہوتا ___ ویسے آپ نے کبھی رانا صاحب سے ہمارا تعارف نہیں کرایا" ___ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے اپنی دوستی تو ختم نہیں کرانی بھائی! ___ ظاہر ہے تم جیسی اعلیٰ شخصیت سے ملنے کے بعد وہ مجھ جیسے تھرڈ کلاس آدمی کو کب منہ لگانے لگیں گے" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"اب بتاؤ کہ وہ آدمی تمہیں کیسے مشکوک لگا اور کہاں ہے وہ۔ کیا اُدھر ڈالا ہوا ہے اُسے" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ___ وہ کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان پڑا ہے ___ عام سا بدمعاش ہے ___ بہرحال میں تو اس کے چہرے کے خدوخال اور اس کا انداز دیکھ کر مشکوک ہوا تھا لیکن اب اسے کور کرنے کے بعد جب میں نے کار کی تلاشی لی تو اندر سے اس نمبر کی پلیٹیں بھی مل گئی ہیں جو مخبر



نے بتایا تھا" ___ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ___ اس کا مطلب ہے کہ تم نے صحیح آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ نکالو اسے باہر اور ادھر درختوں کے جھنڈ میں لے چلو اسے" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے سڑک سے ذرا ہٹ کر درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد صفدر بھی اس مقامی آدمی کو کاندھے پر لادے وہاں پہنچ گیا اور اس نے اُسے گھاس پر ڈال دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ___ عمران نے کہا اور صفدر نے جھک کر اس کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ کر دبا دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی اس کے جسم میں حرکت دکھائی دینے لگی تو صفدر سیدھا ہو کر ذرا پیچھے ہٹ گیا اور عمران نے لات اٹھا کر مخصوص انداز میں اس کی گردن پر رکھ دیا۔ لیکن ابھی اس کے بوٹ کی ایڑی زمین پر ہی لگی ہوئی تھی اس لئے اس آدمی کی گردن پر دباؤ تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ اسی لمحے اس آدمی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ پہلے تو وہ لاشعوری انداز میں دیکھتا رہا لیکن پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی اور اسی لمحے عمران نے پیر آگے کر کے ایڑی مخصوص انداز میں اس کی گردن پر رکھ کر لات کو ذرا سا گھما دیا۔ اب جلدی معلومات حاصل کرنے کے لئے اس نے مستقل یہی طریقہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ طریقہ انتہائی کامیاب رہا تھا۔ اس آدمی نے جھٹکے سے اٹھنے اور دونوں ہاتھوں سے عمران کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران کی لات کی ذرا سی حرکت سے اس کے اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے واپس گھاس پر گر گئے اور جسم ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگا اور منہ سے

خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے لات کو ذرا سا واپس کر دیا تو اس آدمی کا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگا۔

"نام کیا ہے تمہارا" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ج— جج— جیگ— جیگر" ——— اس آدمی نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو جیگر ——— اگر میں اپنی ٹانگ کو ذرا سا بھی گھما دوں تو تم دنیا کی سب سے دردناک موت کا شکار ہو جاؤ گے ——— ایسی موت جو فوری نہیں آتی ——— سانپ کی طرح رینگتی ہوئی آتی ہے لیکن وہ دردناک لمحات صدیوں پر طویل ہو جاتے ہیں ——— اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ میں پوچھوں۔ سچ سچ بتا دو" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"م— م— میں تمہیں جانتا ہوں ——— تم خطرناک آدمی ہو ——— میں بتا دوں گا ——— مجھے مت مارو" ——— جیگر نے رک رک کر کہا اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

"کیسے جانتے ہو مجھے" ——— عمران نے پوچھا۔

"تمہارا نام عمران ہے ——— اور تم سوپر فیاض کے دوست ہو ——— میں ——— ہوٹل میں کام کر رہا ہوں" ——— جیگر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اچھا اب بتاؤ کہ تم نے یہ کار کہاں سے لی ہے اور وہاں کون کون لوگ ہیں ——— پوری تفصیل بتاؤ" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"باسط روڈ کے چھٹے میل پر دائیں طرف جانے والی کچی سڑک کے اختتام پر بنے ہوئے زرعی فارم سے میں نے یہ کار لی ہے ——— میں وہاں



اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ ایک انگریزی عورت مادام روزی کے ساتھ گیا تھا ——— مادام روزی تو فارم کے اندر رہی جب کہ ہم سے کہا گیا کہ ہم سڑک پر چیکنگ کریں ——— ایک کار آئے گی جس میں ایک بوڑھا آدمی موجود ہو گا ہم نے اسے پکڑ کر فارم میں لے آنا ہے ——— چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ ہم نے اس بوڑھے کو پکڑا اور اسے فارم میں لے گئے ——— میرے ساتھی اس کے ڈرائیور اور کار کے ساتھ اپنی دو کاریں بھی وہاں لے آئے ——— اس بوڑھے کو مادام روزی نے ایک کمرے میں کرسی پر بندھوا دیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ کار جسے میں اب لے جا رہا تھا، وہاں پہنچی۔ اس میں ایک مقامی آدمی کے ساتھ مادام روزی کا ساتھی ڈوالن تھا ——— اس مقامی آدمی کو بھی اسی کمرے میں کرسی پر بندھوا دیا گیا ——— اس کے بعد میرے ساتھی تو وہیں رہ گئے البتہ مجھے ڈوالن نے کہا کہ اس کار کا نمبر ملٹری آفیسر کالونی کے گیٹ پر نوٹ کیا گیا ہے اس لئے میں اس کار کو کسی ایسی جگہ لے جا کر چھپا دوں جہاں سے اسے کوئی ٹریس نہ کر سکے۔ چنانچہ میں نے کار کی نمبر پلیٹیں اتاریں اور کار اپنے پہاڑی اڈے کی طرف لے جا رہا تھا کہ اس آدمی نے زبردستی کار رکوائی اور پھر میرے سر پر ضرب لگا کر مجھے بیہوش کر دیا" ——— جیگر نے واقعی پوری تفصیل بتا دی تھی۔

"اس بوڑھے کا حلیہ بتاؤ جسے تم پکڑ کر لے گئے تھے" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ اور جواب میں جیگر نے جو حلیہ بتایا وہ حلیہ بالکل سر داور کا تھا۔

"تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کس نے ہائر کیا تھا" ——— عمران نے پوچھا۔

راجر نے ـــ وہ اکثر یہیں آ کر رہتا ہے ـــ بہت معاوضہ دیتا ہے" ـــ جیگر نے کہا اور عمران نے تیزی سے لات گھما دی دوسرے لمحے جیگر کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز نکلی اور چند لمحوں بعد ہی اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"آؤ صفدر! ـــ ہمیں فوراً اس فارم تک پہنچنا ہے ـــ سر داور کی زندگی خطرے میں ہے" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑتا ہوا سڑک پر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد ان دونوں کی کاریں انتہائی تیز رفتاری سے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی ہوئی باسط روڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھیں۔ ایک شارٹ کٹ استعمال کرنے کی وجہ سے وہ جلد ہی باسط روڈ پر پہنچ گئے اور پھر عمران نے کار اس کچی سڑک پر موڑ دی۔ صفدر کی کار بھی اس کے پیچھے تھی۔ فارم کی عمارت جب انہیں نظر آنے لگی تو عمران نے کار روکنے کا اشارہ کیا اور پھر اسے ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ صفدر نے بھی اپنی کار اس کے پیچھے روک دی۔

"مشین گن لے لو صفدر ـــ اور جلدی آؤ ـــ ہم نے تیز ایکشن کرنا ہے" ـــ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے سائیڈ سیٹ کو اوپر اٹھا کر نیچے رکھے ہوئے باکس میں سے ایک مشین گن اس کا میگزین اور تین چار چھوٹے بم نکالے اور انہیں جیب میں ڈال کر مشین گن ہاتھ میں لئے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا فارم کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر کو عمران نے دوسری سائیڈ سے ہو کر آگے جانے کا کہا تھا اس لئے صفدر مشین گن لئے اس کچی سڑک کو پار کر کے دوسری طرف موجود فصل کے



اندر دوڑ کر فارم کی طرف بڑھا جا رہا تھا جب کہ عمران اسی ہاتھ پر سائیڈ کی فصل سے آگے جا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں فارم کی دونوں سائیڈوں پر پہنچ گئے۔ فارم کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اندر صحن میں برآمدے کے سامنے تین کاریں موجود تھیں جب کہ برآمدے میں چار مسلح افراد کھڑے تھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ فارم کی سائیڈ دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی۔ عمران نے ایڑیاں اٹھائیں اور پھر مشین گن کو دیوار پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی برآمدے میں موجود دو مسلح افراد چیختے ہوئے نیچے گرے جب کہ باقی دو اس کی مشین گن کی زد میں نہ تھے۔ کیونکہ ان کے اور عمران کے درمیان چوڑا سا ستون تھا اور عمران کو فوری طور پر نیچے ہونا پڑا۔ کیونکہ جوابی فائر ہونے لگا تھا۔ لیکن اسی لمحے صفدر کی مشین گن تڑتڑائی اور اس بار باقی دو مسلح افراد کی چیخیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اندر سے ہونے والی فائرنگ بھی رک گئی۔

"صفدر! ـــ تم وہیں رہنا۔ میں پھاٹک کی طرف سے اندر جا رہا ہوں۔ ڈان اور روزی لازماً باہر آئیں گے ـــ انہیں ہٹ کرنا ہے" ـــ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھا۔ پھاٹک میں پہنچ کر وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ صحن میں کھڑی کاروں کی آڑ لے کر آگے بڑھ رہا تھا۔ ویسے اسے معلوم تھا کہ صفدر اسے کور دے رہا ہے لیکن پھر بھی ڈان اور روزی سیکرٹ ایجنٹ تھے اس لئے اسے احتیاط کرنا پڑ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ برآمدے میں پہنچ گیا۔ چاروں افراد خون میں نہائے ہوئے پڑے تھے اور دوسرا کوئی آدمی نہ تھا۔

عمران مشین گن لئے تیزی سے درمیانی راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ایک کمرے کے کھلے دروازے کے سامنے پہنچتے ہی اُسے سامنے کرسی پر بندھے ہوئے سرداور بیٹھے نظر آ گئے۔ عمران مشین گن لئے تیزی سے اندر گیا۔

"اوہ ۔۔۔ عمران تم" ۔۔۔ سرداور نے چونک کر پوچھا۔

"وہ ایکریمین کہاں ہیں" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ تو ہیلی فائرنگ کی آوازیں سن کر ہی باہر نکل گئے تھے" ۔۔۔ سرداور نے کہا اور عمران تیزی سے بھاگتا اور پھر اس نے وہاں موجود چار کمروں کو چیک کر لیا لیکن وہاں کوئی موجود نہ تھا البتہ ایک کمرے کا دروازہ عقبی طرف تھا اور وہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کو کراس کر کے عقبی طرف آیا۔ عقبی دیوار ایک جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھی۔ عمران تیزی سے اس طرف بھاگا لیکن دوسری طرف اونچی فصل تھی جو دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ڈوان اور روفری لازماً اس فصل میں چھپے ہوئے ہوں گے لیکن یہاں عمران اگر باہر نکلتا تو لازماً ان کے سامنے ہونے کی وجہ سے آسانی سے ان کا نشانہ بن سکتا تھا۔ اس لئے عمران تیزی سے واپس دوڑا اور پھر اسی دروازے سے ہو کر وہ کمرے سے نکل کر راہداری میں دوڑتا ہوا باہر برآمدے میں آ گیا۔

"صفدر ۔۔۔ وہ دونوں عقبی طرف سے نکلے ہیں ۔۔۔ احتیاط سے انہیں چیک کرو" ۔۔۔ عمران نے تیز آواز میں کہا اور پھر واپس سرداور والے کمرے میں پہنچ گیا۔ سرداور کو زندہ دیکھ کر اُسے بےحد اطمینان ہوا تھا جبکہ ساتھ والی کرسی الٹی پڑی تھی اور اس میں موجود آدمی بندھا ہونے



کے باوجود مردہ پڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا" ۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"ابھی تو نکل گئے ہیں ۔۔۔ مجھے تو آپ کی فکر تھی ۔۔۔ شکر ہے آپ زندہ بچ گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشین گن اٹھائے سرداور کی کرسی کے عقب کی طرف بڑھنے لگا۔

"کاش ۔۔۔ ڈاکٹر اعظم بھی بچ جاتے ۔۔۔ مجھے ان کی اس طرح موت پر افسوس رہے گا" ۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"ڈاکٹر اعظم بھی ہیں ۔۔۔ کاش ! میں کچھ دیر پہلے پہنچ جاتا" ۔۔۔ عمران نے بھی افسوس بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے سرداور کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔

"انہیں بھی کھولو ۔۔۔ اب ان کی لاش لے جانی ہو گی" ۔۔۔ سرداور نے کھلنے کے بعد کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن سرداور ۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے آپ سے کیا کہا تھا کہ آپ اس طرح لیبارٹری سے بھاگے چلے آئے" ۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر اعظم کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

اور سرداور نے ڈاکٹر اعظم سے فون پر ہونے والی بات سے لے کر ان کے مرنے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔ اس دوران عمران ڈاکٹر اعظم کی لاش سے بندھی ہوئی رسیاں کھول چکا تھا۔

"ڈاکٹر اعظم نے جان کے خوف سے ملک سے غداری کی ہے سرداور ! اس لئے ان کی موت پر مجھے اب کوئی افسوس نہیں ہے ۔۔۔ انہیں چاہئے تھا کہ وہ اپنی جان دے دیتے لیکن اس طرح مجرموں کے آلہ کار

بن کر آپ جیسی شخصیت کو واقع پر نہ لگا تے ——— اگر انہیں ڈان گولی نہ مارتا تو شاید یہ باتیں سن کر میں خود انہیں گولیوں سے اڑا دیتا“ ——— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”تمہاری بات درست ہے عمران! ——— لیکن موت کا سامنا کرنا ہر آدمی کا کام نہیں ہوتا“ ——— سرداور نے کہا۔ عمران اس دوران باہر راہداری میں پہنچ چکا تھا۔ جب وہ برآمدے میں پہنچا تو صفدر بھی پھاٹک سے اندر آ گیا۔

”عمران صاحب! ——— میں نے سب چیک کر لیا ہے لیکن وہ کہیں دور نکل گئے ہیں ——— یا پھر کسی جگہ ساکت ہو کر چھپے ہوئے ہیں“ ——— صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے ——— تم سرداور کو لے جا کر ان کی لیبارٹری تک پہنچا آؤ۔ ان کے ڈرائیور کو تو شاید انہوں نے وہیں سڑک پر ہی مار کر کہیں پھینک دیا ہو گا ——— میں اس دوران ڈان اور روزی کو چیک کرتا ہوں“ ——— عمران نے کہا اور صفدر کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔



ڈان اور روزی دونوں کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ ان کی بظاہر حالت بھی خاصی خراب لگ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے طویل سفر پیدل دوڑ کر انہیں طے کرنا پڑا ہو۔

”ہمیں انہیں وہیں گھیر لینا چاہیے تھا ——— تم خواہ مخواہ مجھے دوڑا کر لے آئی ہو“ ——— ڈان نے ایک کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

”نجانے وہ کتنی تعداد میں تھے ڈان! ——— اگر ہم انہیں نظر آ جاتے تو وہ ہمیں گھیر لیتے“ ——— روزی نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔ وہ پہلے ہی ایک کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

”یہ لوگ وہاں پہنچ کیسے گئے ——— میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا“ ——— ڈان نے کہا۔

”اگر عمران کی تیز آواز ہمیں سنائی نہ دیتی ڈان! ——— تو ہم لامحالہ سیدھے راہداری سے نکل کر برآمدے میں آ جاتے اور وہ ہمیں آسانی سے بھون ڈالتے۔

شکر کرو کہ اس کے اپنے کسی ساتھی کو آواز دینے سے ہم واپس پلٹ کر عقبی طرف سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ـــــ ویسے مجھے یقین ہے کہ تمہاری وہ کار جو تم نے اس جیگر کے ہاتھ واپس بھیجی تھی اسے چیک کر لیا گیا ہوگا ـــــ یہ ان کا اپنا شہر ہے۔ وہ آسانی سے پوری فوج کو اس کی چیکنگ پر ڈال سکتے تھے" ـــــ روزی نے کہا۔

"ہاں ـــ تمہاری بات درست ہے ـــ بہرحال اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس عمران کا خاتمہ کروں گا ـــ ڈاکٹر ہاشم والا مشن کامیاب ہوتا ہے یا نہیں ـــ اب مجھے اس کی پرواہ نہیں رہی۔ لیکن اس عمران کو ہر صورت میں مرنا پڑے گا" ـــ ڈوان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــ واقعی اب اس کی موت ضروری ہو گئی ہے ـــ یہ شخص ہمارے مشن کے راستے میں آہنی دیوار بن گیا ہے" ـــ روزی نے کہا۔ اور پھر ڈوان نے سامنے پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ راجر ہاؤس" ـــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی بولنے والا کوئی ملازم تھا۔

"میں ڈوان بول رہا ہوں ـــ راجر سے بات کراؤ" ـــ ڈوان نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب ـــ میں میکی بول رہا ہوں، راجر صاحب کا اسسٹنٹ۔ راجر صاحب ہلاک ہو چکے ہیں" ـــ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"راجر ہلاک ہو گیا ہے ـــ وہ کیسے ـــ کیا کہہ رہے ہو تم" ـــ ڈوان



نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ روزی بھی ڈوان کی بات سن کر چونک پڑی تھی۔

"جی ہاں جناب! ـــ دو گھنٹے پہلے راجر صاحب اپنے دفتر میں موجود تھے کہ چار آدمی وہاں آئے اور انہوں نے راجر صاحب کو اغوا کر کے لے جانے کی کوشش کی ـــ جس پر راجر صاحب نے خفیہ مشین گن سے فائرنگ کر دی۔ آنے والوں میں سے دو آدمی شدید زخمی ہو گئے جب کہ دو بچ گئے اور ان میں سے ایک نے راجر صاحب پر فائر کھول دیا ـــ پھر وہ لوگ اپنے زخمی ساتھیوں کو لے کر چلے گئے ـــ اس کے بعد مزید افراد نے وہاں دھاوا بول دیا اور ان کے دفتر کی مکمل تلاشی لی جانے لگی۔ اس کے بعد پولیس آ گئی اور دفتر پر پولیس نے قبضہ کر لیا ـــ اس وقت وہاں پولیس قابض ہے" ـــ میکی نے کہا۔

"لیکن کیا وہاں دفتر میں راجر اکیلا تھا" ـــ ڈوان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں جناب ـــ باس وہاں اکیلے اپنے دفتر میں بیٹھے کسی ضروری کام میں مصروف تھے۔ باقی ملازمین کی چھٹی ہو چکی تھی۔ ایک چوکیدار ان کے پاس تھا وہ بھی شدید زخمی ہوا ہے ـــ دوسرا نیچے تھا جسے پہلے ہی باندھ دیا گیا تھا" ـــ میں بھی ایک کام سے اچانک وہاں گیا تو وہاں پولیس کا قبضہ تھا ـــ ایک پولیس کا سپاہی میرا واقف تھا اس سے مجھے اس واقعہ کا پتہ چلا تو میں سیدھا ہسپتال پہنچا ـــ چوکیدار کا بھائی بن کر اس سے ملا۔ اس نے یہ ساری تفصیل بتائی تو میں سیدھا یہاں ان کی رہائش گاہ پر آ گیا تاکہ یہاں سے ان کا ضروری سامان ہٹا دوں کہ اگر پولیس یہاں آئے تو اسے یہاں سے کچھ نہ ملے" ـــ میکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ ویری بیڈ" ــــ ڈان نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں ساری صورتحال کا علم ہو چکا ہے ۔ راجر بھی ان کی نظروں میں آ گیا ــــ چلو روزی! ــــ ہمیں فوری یہاں سے نکل جانا چاہئے ــــ یہ اڈا بھی راجر کا ہے۔ ہو سکتا ہے اس اڈے کے بارے میں تفصیلات انہیں مل گئی ہوں" ــــ ڈان نے کہا اور روزی نے سر ہلا دیا۔

"پہلے میک اپ کر لیں۔ کیونکہ اس جیگر کو اگر پکڑا گیا ہے تو اس نے ہمارے حلیے ضرور بتا دیئے ہوں گے" ــــ روزی نے کہا اور ڈان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد میک اپ کر کے اور لباس بدل کر وہ اپنے بیگ اٹھائے اس چھوٹی سی کوٹھی سے باہر نکلے اور کالونی کے پہلے چوک سے ٹیکسی پکڑ کر وہ ہوٹل شارٹن پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے مختلف ناموں سے علیحدہ علیحدہ دو کمرے لئے اور پھر سامان اپنے اپنے کمرے میں رکھ کر وہ دونوں ایک ہی کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

"صورتحال درست نہیں ہے روزی! ــــ ہم مشن مکمل کرنے کی بجائے چوروں کی طرح چھپتے پھر رہے ہیں ــــ میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی کا سہارا لینے کی بجائے براہ راست اس لیبارٹری پہنچ کر آگے بڑھنا چاہئے وہاں لازماً کوئی نہ کوئی راستہ ہمیں مل جائے گا" ــــ ڈان نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے کہا۔

"یہ تو سراسر حماقت ہوگی ــــ راجر نے لیبارٹری کے بارے میں جو



تفصیلات بتائی تھیں اس کے بعد اس کے اندر اندھا دھند انداز میں داخل ہونے کا سوچنا ہی حماقت ہے ڈان ــــ یہ مشن انتہائی سوچ بچار اور باقاعدہ منصوبہ بندی سے پورا ہوگا۔ لیکن تم تو عمران کے قتل کا کہہ رہے تھے" ــــ روزی نے جواب دیا۔

"ہاں! ــــ لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ کہیں ہم عمران کو قتل کرنے کے چکر میں پڑ کر الجھ نہ جائیں ــــ ہمیں سب سے پہلے اس مشن کے بارے میں سوچنا چاہئے" ــــ ڈان نے کہا۔

"اوہ ڈان! ــــ ایک کام ہو سکتا ہے۔ اس طرح ہم اس ڈاکٹر ہاشم کو اس کی بل سے باہر نکال سکتے ہیں" ــــ روزی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کیا ــــ؟" ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"راجر نے ڈاکٹر ہاشم کے بارے میں یہ بتایا تھا کہ اس کی فیملی اس کے ساتھ ہی لیبارٹری کے اندر رہتی ہے۔ لیکن اس کی ماں وہاں نہیں رہتی۔ اور مجھے یاد ہے کہ راجر نے اس کی ماں کا پتہ بتایا تھا ــــ قاسم منزل طارق روڈ ــــ وہ بوڑھی عورت ہوگی اور لازماً بیمار وغیرہ رہتی ہوگی ــــ اگر ہم وہاں جا کر اس کی ماں کو قابو میں کر لیں اور پھر اس کی ماں سے فون کرا کر ڈاکٹر ہاشم کو اس کے پاس بلوائیں تو لازماً ڈاکٹر ہاشم دوڑا چلا آئے گا ــــ مشرقی لوگ ماں کو بے حد اہم حیثیت دیتے ہیں" ــــ روزی نے کہا۔

"اوہ ہاں! ــــ واقعی ہماری طرح ماں باپ کو بے کار سمجھ کر دور نہیں پھینک دیا جاتا ــــ ٹھیک ہے۔ بہت اچھا آئیڈیا ہے ــــ ماں والا خیال تو کسی کے ذہن میں بھی نہیں آسکے گا ــــ ویری گڈ ــــ

"کاش! — یہ آئیڈیا پہلے تمہارے ذہن میں آجاتا — تم بھی بعد میں ہی سوچتی ہو" — ڈوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوچتی تو ہوں نا" — روزی نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈوان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"کھانا کھالیں — پھر اس مشن پر چلتے ہیں۔ میں ابھی اس مشن کو مکمل کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے بعد اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تسلی سے خاتمہ کر سکوں — آؤ چلیں ڈائننگ ہال میں" — ڈوان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر مایوسی اور ناامیدی کے گہرے سایوں کی بجائے کامیابی اور کامرانی کی نئی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کھانا یہیں منگوا لیا جائے — ہم مشن کی تکمیل سے پہلے جس قدر پبلک کے سامنے کم جائیں اتنا ہی بہتر ہے" — روزی نے کہا۔

"اوہ — تم ٹھیک کہتی ہو" — ڈوان نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا اور روزی نے فون کا رسیور اٹھا کر ہوٹل کی روم سروس کو کھانے کا آرڈر دینا شروع کر دیا۔



ڈاکٹر ہاشم لیبارٹری کے اندر ایک طرف بنی ہوئی اپنی رہائش گاہ کے کامن روم میں بیٹھے ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے جبکہ ان کی اہلیہ ٹی وی پر نشر ہونے والا ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔ ڈاکٹر ہاشم نے اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے بیرون ملک بھجوایا ہوا تھا اور وہ وہاں ہوسٹل میں رہتے تھے۔ کیونکہ یہاں لیبارٹری میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کی وجہ سے ان کے بچے باہر نہ جا سکتے تھے۔ چونکہ بچے بڑے تھے اس لئے وہ آسانی سے ہوسٹل میں رہائش پذیر تھے جہاں حکومت پاکیشیا کی طرف سے دو آدمی ان کی خدمت اور نگرانی کے لئے ان کے ساتھ رہتے تھے۔ دونوں آدمی چونکہ انتہائی وفادار اور قابل بھروسہ تھے اس لئے ڈاکٹر ہاشم کو بچوں کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔ دوسرے چوتھے ماہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ انتہائی خاموشی سے عام مسافروں کے بھیس میں بیرون ملک جاتے اور بچوں سے مل آتے تھے۔

اسی لمحے کامن روم کے دروازے سے ان کا بوڑھا خاندانی ملازم اندر

داخل ہوا۔

"صاحب جی"۔۔۔ بوڑھے ملازم نے ڈاکٹر ہاشم کے قریب پہنچ کر کہا۔

"کیا بات ہے بابا جی"۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے انتہائی نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ بوڑھے خاندانی ملازم کا بالکل اپنے بزرگوں جیسا احترام کرتے تھے۔

"بڑی بیگم صاحبہ کا فون ہے۔۔۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتی ہیں"۔۔۔ ملازم نے کہا۔

"والدہ کا فون۔۔۔ اوہ اچھا"۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے چونک کر کہا اور جلدی سے کتاب ایک طرف رکھ کر وہ اٹھے اور تیزی سے کامن روم کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا بات ہے۔۔۔ خیریت"۔۔۔ ان کی بیگم نے انہیں اس انداز میں اٹھ کر جاتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

"اماں جی کا فون ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے دروازے سے ہی گردن موڑ کر جواب دیا اور پھر تیزی سے باہر آ کر ایک راہداری سے گزر کر وہ اپنے بیڈروم کی طرف بڑھ گئے جہاں انہوں نے والدہ کے لئے ایک انتہائی خصوصی فون کا انتظام کر رکھا تھا۔ اس فون سے کال صرف ان کی والدہ ہی انہیں کر سکتی تھیں یا وہ انہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کھلی الماری کے اندر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ الماری کے اوپر سرخ رنگ کا بلب مسلسل جل رہا تھا جو کال آنے کی نشانی تھی لیکن ڈاکٹر ہاشم کے رسیور اٹھاتے ہی بلب بجھ گیا۔

"جی۔۔۔ میں ہاشم بول رہا ہوں اماں جی"۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے انتہائی



مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہب۔۔۔ ہب۔۔۔ بیٹے ہاشم۔ جلدی آ جاؤ۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں مر رہی ہوں۔۔۔ میری حالت خراب ہے۔۔۔ میرا دل ڈوب رہا ہے۔۔۔ آ جاؤ بیٹے۔۔۔ میں آخری بار تمہاری شکل اپنی زندہ آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بوڑھی مگر کانپتی ڈوبتی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر ہاشم کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کا ذہن دھماکے سے بکھر گیا ہو۔ ان کی آنکھوں میں یکلخت اندھیرا سا چھا گیا اور دل بری طرح بیٹھ گیا۔

"اماں۔۔۔ اماں!۔۔۔ کیا آپ نے ڈاکٹر روشن کو فون نہیں کیا"۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ۔۔۔ وہ موجود ہیں۔۔۔ تم جلدی آؤ۔۔۔ ب۔۔۔ ب۔۔۔ بیٹے"۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز یکلخت ڈوب سی گئی اور ڈاکٹر ہاشم نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر پاگلوں کے سے انداز میں بھاگتے ہوئے وہ باہر کی طرف لپکے۔ انہوں نے گیراج میں کھڑی اپنی کار نکالی اور بجلی کی سی تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھ گئے جو خصوصی راستہ تھا اور جسے صرف ڈاکٹر ہاشم ہی کھول بند کر سکتے تھے اور اس راستے کا علم بھی صرف پوری دنیا میں ان کی ہی ذات تک محدود تھا۔ انتہائی ایمرجنسی کی صورت میں وہ یہ راستہ استعمال کرتے تھے۔

کار انتہائی رفتار سے ایک چوڑی سرنگ کے اندر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ سرنگ آگے جا کر اوپر کو چڑھنے لگی اور پھر اس کا اختتام ایک سنگی دیوار پر ہوا۔ ڈاکٹر ہاشم نے کار اس دیوار کے قریب جا کر روکی اور پھر کھڑکی

سے سر باہر نکال کر چیختے ہوئے کہا۔

ایس۔ او۔ ایس۔ او۔ ایس۔ ایس۔ او — اور ان کا فقرہ مکمل ہوتے ہی سنگی دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ فرش سے اٹھ کر اوپر غائب ہو گئی اور ڈاکٹر ہاشم نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ اب ان کی کار ریت کے اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان دوڑ رہی تھی۔ جو دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ کار باہر آتے ہی دیوار دوبارہ برابر ہو گئی ہو گی اور اب وہاں ریت کا ایک بڑا سا ٹیلا ہو گا۔

وہ کار کو انتہائی تیز رفتاری سے دوڑاتے ہوئے چند لمحوں میں ہی شہر کی طرف جانے والی پختہ سڑک پر پہنچ گئے۔ جہاں رات ہونے کے باوجود ٹریفک کی خاصی گہما گہمی تھی۔ کیونکہ یہ دارالحکومت سے باہر جانے والی مین روڈ تھی۔ پختہ سڑک پر پہنچنے کے بعد کار کی رفتار انہوں نے لاشعوری طور پر مزید بڑھا دی تھی۔ لیکن اس وقت ان کا ذہن اپنی ماں کی طرف ہی متوجہ تھا۔ ان کی والدہ ملازموں کے ساتھ اکیلی قاسم منزل میں رہتی تھیں جو ان کے والد کی کوٹھی تھی۔ گو انہوں نے بے حد کوشش کی کہ ان کی والدہ اکیلے رہنے کی بجائے ان کے ساتھ رہیں لیکن ان کی والدہ نے اس کوٹھی کو چھوڑنے سے قطعی انکار کر دیا جہاں وہ دلہن بن کر آئی تھیں۔ چونکہ ڈاکٹر ہاشم ان کی اکلوتی اولاد تھی اور ڈاکٹر ہاشم کے والد ان کی نوعمری میں ہی ہوائی جہاز کے ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے تھے اس لئے ڈاکٹر ہاشم کی پرورش ان کی ماں نے ہی کی تھی۔ چونکہ ان کے والد شیئرز بزنس کرتے تھے اس لئے ملک اور بیرون ملک کئی بڑی بڑی کمپنیوں میں ان کے کافی شیئرز موجود تھے جہاں سے انتہائی معقول آمدنی ہوتی تھی۔



اس لئے انہیں معاشی طور پر تو کوئی پریشانی نہ تھی اور پھر جب ڈاکٹر ہاشم فزکس میں ایم ایس سی کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک گئے تب بھی ان کی والدہ ساتھ نہ گئیں۔ ڈاکٹر ہاشم تقریباً دس سال تک باہر رہے اور پھر اعلیٰ ترین تعلیم اور تجربہ حاصل کرنے کے بعد وہ واپس ملک آ گئے اور تب سے اپنی خداداد صلاحیتوں، ناقابل شکست حب الوطنی اور بے پناہ محنت کی وجہ سے وہ اس وقت نہ صرف پاکیشیا بلکہ پوری دنیا کے عظیم ترین سائنسدان سمجھے جاتے تھے اور پاکیشیا کے لئے تو انہوں نے ایک لحاظ سے اپنی زندگی ہی وقف کر رکھی تھی۔ مخصوص تجربات کی وجہ سے انہیں چونکہ ہر وقت لیبارٹری میں ہی رہنا پڑتا تھا اس لئے انہوں نے لیبارٹری کے اندر ہی رہائش گاہ بنا لی تھی اور ان کی اہلیہ ان کے ساتھ رہتی تھیں جبکہ والدہ نے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر ہاشم نے خاندانی ملازموں اور دیگر قابل بھروسہ ملازمین کی کافی تعداد ان کی خدمت کے لئے مقرر کر رکھی تھی۔ ساتھ ہی کوٹھی مشہور فزیشن ڈاکٹر روشن کی تھی وہ چونکہ اب بوڑھے ہو کر پریکٹس چھوڑ چکے تھے اس لئے ہر وقت اپنی کوٹھی میں ہی رہتے تھے اور اگر والدہ کی طبیعت خراب ہوتی تو ملازم انہیں فوراً ہی بلا لیتے اور وہ تھے بھی انتہائی ہمدرد آدمی، اور پھر ڈاکٹر ہاشم کے والد کے قریبی دوست بھی تھے اس لئے وہ فوراً دوڑ کر آ جاتے تھے۔ ڈاکٹر روشن کی موجودگی کے باوجود والدہ کی اس حالت نے واقعی ڈاکٹر ہاشم کو بری طرح بوکھلا دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ واقعی والدہ کی طبیعت اس حد تک خراب ہو چکی ہے کہ ڈاکٹر روشن جیسا فزیشن بھی کچھ نہ کر سکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بغیر کسی کو اطلاع دیئے سپیشل

دیے سے پاگلوں کے سے انداز میں کار دوڑاتے طارق روڈ کی طرف اُڑے چلے جا رہے تھے جہاں قاسم منزل تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ طارق روڈ پر پہنچ گئے اور پھر وہ منزلہ قدیم طرز تعمیر قاسم منزل کی عمارت دُور سے ہی نظر آنے لگی۔ احاطے کا بڑا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اندر موت جیسی خاموشی طاری تھی۔ ڈاکٹر ہاشم کا دل مزید زور سے دھڑکنے لگا اور پھر انہوں نے کار کو پورچ کے قریب روکا اور پھر اُتر کر پاگلوں کے سے انداز میں والدہ کے کمرے کی طرف دوڑنے لگے۔ برآمدے، صحن یا راہداری میں ایک بھی ملازم انہیں نظر نہ آ رہا تھا لیکن اس وقت انہیں کسی چیز کا بھی ہوش نہ تھا۔ والدہ کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر روشنی ہو رہی تھی۔

"اماں جی ــــ اماں جی" ــــ ڈاکٹر ہاشم تیزی سے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے مگر دوسرے لمحے ان کے سر پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی اور وہ بُری طرح چیختے ہوئے منہ کے بل نیچے قالین پر گرے ہی تھے کہ ان کی کھوپڑی پر ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ان کا ذہن گہری تاریکیوں میں ڈوب گیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی کی کرن پھوٹتی ہے اسی طرح ان کے ذہن کی گہرائیوں میں روشنی کی کرن پھوٹی اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی اس کے ساتھ ہی انہیں اپنے سر میں شدید درد کی لہریں چلتی ہوئی محسوس ہوئیں اور ان کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں دوسرے لمحے یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے جب کہ ساتھ ہی پلنگ پر ان کی والدہ بیہوش



پڑی ہوئی تھیں اور ان کے سامنے ایک انگریز مرد اور ایک انگریز عورت ہاتھوں میں ریوالور پکڑے بڑے استہزائیہ انداز میں انہیں دیکھ رہے تھے۔

"کک ــ کک ــ کون ہو تم ــــ اور یہ کیا ہے" ــــ ڈاکٹر ہاشم نے بے اختیار بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں ہوش آ گیا ڈاکٹر ہاشم ــــ ہم اگر چاہتے تو تمہیں کبھی ہوش نہ آتا اور تم اسی بیہوشی کے عالم میں ہی موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے"۔ اس مرد نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تم ــ تم ــ میری والدہ کو کیا ہوا ہے ــــ انہوں نے مجھے کال کیا ہے ــ تم کون ہو ــ کہاں سے آئے ہو" ــــ ڈاکٹر ہاشم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہاری ماں صرف بیہوش ہے ــــ لیکن اس کی بیہوشی کسی بھی وقت موت میں تبدیل ہو سکتی ہے ــــ تم نے اپنے گرد کس قدر فول پروف حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے۔ لیکن دیکھو! ــــ تم صرف اپنی ماں کی ایک کال پر کس طرح خود ہی دوڑ کر ہمارے جال میں آ پھنسے ہو"۔ اس مرد نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن تم کون ہو ــــ اور میری ماں نے مجھے ایسے انداز میں کال کیوں کیا ہے" ــــ ڈاکٹر ہاشم کو ابھی تک اصل بات سمجھ نہ آ رہی تھی۔

"میرا نام ڈان ہے ــــ اور یہ میری ساتھی روزی ہے ــــ ہمارا تعلق انگلینڈ کی بلیک ایجنسی سے ہے ــــ ہمیں تمہارے قتل کا مشن سونپا گیا تھا جسے تم نے اپنے گرد موجود حفاظتی انتظامات کی وجہ سے مشکل بلکہ ایک لحاظ سے ناممکن بنا رکھا تھا لیکن ڈان اور روزی نے آج تک کسی بھی

مشن میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھا ـــــ تمہیں اس بل سے نکلنے کے لئے ہم نے معمولی سی گیم کھیلی ـــــ ہمیں معلوم ہے کہ تم مشرقی لوگ اپنے ماں باپ سے بے حد پیار کرتے ہو۔ بس ہم نے اسی کو ہتھیار بنایا۔ تمہاری ماں کی رہائش گاہ کا ہمیں علم تھا اس لئے ہم یہاں آئے اور یہاں موجود ملازموں کا خاتمہ کیا اور کوٹھی پر قابض ہو گئے ـــــ تمہاری ماں کو ہم نے صرف اتنا بتایا کہ ہم ڈاکٹر ہاشم سے ایک فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بس ـــــ اگر اس فارمولے کے حصول میں ہمیں ناکامی ہوئی تو ہم پوری لیبارٹری کو اڑا دیں گے جس سے تم بھی ساتھ ہی مر جاؤ گے۔ اس پر تمہاری ماں ہماری منتیں کرنے لگی کہ تمہیں نہ مارا جائے ـــــ اس پر روزی نے اسے آفر کی کہ اگر وہ تمہیں بچانا چاہتی ہے تو اس انداز میں تمہیں کال کرے کہ تم کسی کو اطلاع دیئے بغیر فوراً ہی یہاں آجاؤ ـــــ ہم تم سے فارمولا حاصل کر کے واپس چلے جائیں گے اس طرح تمہاری جان بچ جائے گی ـــــ ورنہ ہم ہر صورت میں تمہیں مار ڈالیں گے ـــــ اس پر تمہاری ماں نے خود ہی فون کر کے اپنی بیماری کا بہانہ کر کے تمہیں کال کیا ـــــ اور دیکھو! ـــــ تم کس طرح ہمارے منصوبے کے مطابق خود ہی سارے حفاظتی انتظامات چھوڑ کر یہاں آگئے ہو ـــــ ہم نے تمہاری ماں کو اس لئے بیہوش کر دیا ہے تاکہ وہ تمہاری چیخوں کی آوازیں نہ سن سکے" ـــــ ڈان نے کہا۔

"ڈان! ـــــ زیادہ وقت مت لگاؤ ـــــ گولی مار کر اس کا خاتمہ کرو اور یہاں سے نکل چلو ـــــ میرا دل گھبرا رہا ہے ـــــ مجھے ایسے احساس ہو رہا ہے کہ جیسے کوئی خطرہ ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہو" ـــــ



روزی نے کہا۔

"ارے نہیں روزی! ـــــ یہ بہت بڑا سائنسدان ہے۔ اس کی موت بھی اس جیسی بڑی ہی ہونی چاہئے ـــــ تم فکر نہ کرو۔ یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا ـــــ اس لئے تو میں نے اسے بیہوش کیا تھا کہ چیکنگ بھی کر لی جائے اور یہ تسلی بھی کر لی جائے کہ یہ واقعی ڈاکٹر ہاشم ہی ہے ـــــ باقی رہی اس کی موت ـــــ تو وہ صرف انگلی کی حرکت پر منحصر ہے" ـــــ ڈان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو ـــــ کونسا فارمولا چاہتے ہو" ـــــ ڈاکٹر ہاشم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"فارمولا ـــــ اوہ ہاں! ـــــ ٹھیک ہے۔ اگر تم ہمیں اس پراجیکٹ کا فارمولا دے دو جس پر تم آجکل کام کر رہے ہو ـــــ تو ہم تمہیں اور تمہاری ماں کو زندہ چھوڑ سکتے ہیں" ـــــ ڈان نے چونک کر کہا۔

"ڈان! ـــــ میں کہتی ہوں کہ تم اس جھگڑے میں مت پڑو ـــــ گولی مار دو اسے ـــــ یا پھر مجھے کہو۔ میں ان دونوں کا خاتمہ کر دیتی ہوں" ـــــ روزی نے ایک بار پھر تیز آواز میں کہا۔

"روزی! ـــــ مرنا تو بہرحال اس نے ہے ہی ـــــ اگر بونس میں کوئی فارمولا مل جائے تو کیا برا ہے" ـــــ ڈان نے اس بار فرانسیسی زبان میں روزی سے مخاطب ہو کر کہا تاکہ ڈاکٹر ہاشم اس کی بات نہ سمجھ سکے۔

"لالچ اچھا نہیں ہوتا ڈان! ـــــ جب تک یہ مر نہیں جاتا۔ اس وقت تک ہم پر خطرے کی تلوار لٹکتی رہے گی ـــــ اور پھر یہاں یہ جیب میں کوئی فارمولا ڈال کر تو نہ آیا ہو گا۔ اس لئے چھوڑو اس لالچ

کو — پہلے ہی تم نے بہت وقت ضائع کر دیا ہے — ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آتا — اسے فوراً گولی سے اڑا دو" — بروزی نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے — ٹھیک ہے۔ اگر تم اصرار کرتی ہو تو ایسے ہی سہی" — ڈان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رُخ سامنے کرسی پر بندھے بیٹھے ڈاکٹر ہاشم کی طرف کیا۔

"مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ڈاکٹر ہاشم" — ڈان نے انتہائی سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے ریوالور کا خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔



"راجر پہنچ گیا ہے گیسٹ روم میں" — عمران نے دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی احتراماً کھڑے ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"راجر ہلاک ہو گیا ہے عمران صاحب" — بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ہلاک ہو گیا ہے — وہ کیسے" — ؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کی کال ملتے ہی میں نے کیپٹن شکیل، نعمانی، چوہان اور صدیقی چاروں کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ فوری جاکر راجر کو اغوا کریں اور دانش منزل پہنچا دیں — وہ جب اس کے دفتر پہنچے تو ملازمین تو چھٹی کر کے جا چکے تھے البتہ راجر اپنے مخصوص کمرے میں موجود تھا اور ایک محافظ اس کے کمرے میں موجود تھا جبکہ ایک چوکیدار نیچے تھا۔ انہوں نے اس چوکیدار کو باندھ

کر ایک طرف ڈالا اور اس کے دفتر پہنچ گئے ۔۔۔۔ انہوں نے وہاں راجر کے محافظ کو بے بس کیا اور راجر کو قابو میں کر کے اُسے ہتھکڑی لگانے ہی لگے تھے کہ اچانک چھت پر سے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو گئی۔ شاید راجر نے پیر کی مدد سے کوئی خفیہ بٹن دبا دیا تھا ۔۔۔۔ بہرحال اس اچانک فائرنگ کی وجہ سے نعمانی اور صدیقی دونوں شدید زخمی ہو گئے، جب کہ کیپٹن شکیل اور چوہان معمولی زخمی ہوئے۔ لیکن اس فائرنگ سے راجر کا محافظ بھی شدید زخمی ہوا اور راجر نے کہیں سے ریوالور نکال لیا تھا اس لئے کیپٹن شکیل نے اس پر فائر کھول دیا تاکہ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکال سکے ۔۔۔۔ لیکن راجر نے بچنے کے لئے سائیڈ پر چھلانگ لگا دی اور نتیجہ یہ کہ گولی اس کے ہاتھ پر لگنے کی بجائے اس کے دل میں جا لگی اور وہ ہلاک ہو گیا ۔۔۔۔ چونکہ نعمانی اور صدیقی دونوں شدید زخمی ہو گئے تھے اس لئے کیپٹن شکیل اور چوہان نے انہیں اٹھایا اور تیزی سے باہر لا کر انہیں سپیشل ہسپتال پہنچایا جہاں بروقت آپریشن ہونے کی وجہ سے ان دونوں کی جانیں بچ گئی ہیں لیکن وہ ابھی ہسپتال میں ہی ہیں ۔۔۔۔ جب مجھے اطلاع ملی تو میں نے باقی ٹیم کو بھی وہاں بھیجا تاکہ وہاں موجود کاغذات کی تلاشی لی جا سکے ۔۔۔۔ ٹیم نے مکمل تلاشی لی اور خفیہ الماری میں سے دس بارہ اہم فائلیں برآمد کر لیں۔ اس کے بعد میری ہدایت پر پولیس کو اطلاع دی گئی اور پولیس نے دفتر پر قبضہ کر لیا ۔۔۔۔ میں نے ان فائلوں کا مطالعہ کیا۔ اس میں راجر کے تمام اڈوں اور اس سے متعلقہ افراد کے پتے موجود تھے۔ چنانچہ میں نے سر رحمان سے بات کی اور نتیجہ یہ کہ سنٹرل انٹیلی جنس نے اس کے تمام اڈوں پر چھاپے مارے اور وہاں



موجود افراد کو گرفتار کر لیا ۔۔۔۔ اہم شخصیات کی گرفتاریاں بھی عمل میں آگئیں۔ لیکن بہرحال راجر کو زندہ گرفتار نہیں کیا جا سکا" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔۔ ٹھیک ہے۔ لیکن اس طرح توران اور روزی کی گرفتاری والا مسئلہ ختم ہو گیا اور وہ دونوں ایک بار پھر میرے پنجے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نکل گئے ۔۔ وہ کیسے ۔۔۔ کیا وہ آپ کے قابو چڑھ گئے تھے"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا اور عمران نے اسے ڈاکٹر جیف ارنلڈ کی کوٹھی پر پہنچنے سے لے کر زرعی فارم سے ڈاکٹر اعظم کی لاش اور سرداور کی زندہ برآمدگی تک تمام تفصیل بتا دیں۔

"اوہ! ۔۔ لیکن وہ وہاں سے گئے تو پیدل ہوں گے ۔۔۔ آپ ٹیم کو کال کر لیتے تو اس پورے علاقے کو گھیر لیا جاتا" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اتنا وقت نہیں تھا ۔۔۔ اور پھر وہ ٹیم کی انتظار میں وہاں بیٹھے تو نہ رہتے ۔۔۔ ویسے میں نے اپنے طور پر بھاگ دوڑ کر کے ان کے بارے میں کچھ شواہد حاصل کئے اور پھر ایک ٹیکسی والے کو تلاش کر لیا جس نے اس حلیے کے ایکریمین جوڑے کو سبزہ زار کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی تک پہنچایا تھا ۔۔۔ لیکن جب میں نے اس کوٹھی پر ریڈ کیا تو وہ خالی پڑی تھی البتہ وہاں ڈریسنگ روم میں میک اپ کا سامان کھلا پڑا تھا اور ایسے آثار موجود تھے جیسے وہاں سے کچھ افراد افراتفری کے عالم میں میک اپ کر کے نکلے ہوں ۔۔۔ یہ اڈا لازماً انہیں راجر نے دیا ہو گا اور راجر کی موت کا انہیں پتہ چل گیا ہو گا اسلئے خطرے کو بھانپ کر وہ وہاں سے

نکل گئے ——— لیکن وہاں ڈریسنگ روم تک زنانہ اور مردانہ ناموں کی کافی تعداد میں وارڈ روبوں میں موجود تھے اور میک اپ کا سامان بھی کھلا پڑا تھا۔ اس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ انہوں نے پہلے میک اپ کیا اور پھر لباس بدلا اور نکل گئے ... یہی میک اپ ہی اب میری ان کی تلاش میں رکاوٹ بن گیا ہے لیکن بہرحال انہیں تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔ اگر مجھے اور صفدر کو فارم تک پہنچنے میں چند لمحوں کی بھی تاخیر ہو جاتی تو وہ یقیناً ڈاکٹر اعظم کی طرح سرداور کو بھی ہلاک کر دیتے ——— اور یہ نقصان کسی طرح بھی پاکیشیا کے لئے ڈاکٹر ہاشم کے قتل سے کم نہ تھا۔ ایسے لوگوں کا اب زیادہ دیر زندہ رہنا پاکیشیا کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" ——— عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو بات کرتے کرتے رک گیا کیونکہ اسی لمحے لاؤڈر سے جولیا کی آواز سنائی دی تھی۔

"جولیا سپیکنگ" ——— جولیا کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"جولیا ——— تمام ممبرز کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ سب شہر کے تمام ہوٹلوں میں ان افراد کو چیک کریں جنہوں نے آج دوپہر کے بعد کسی بھی ہوٹل میں رہائش پذیر ہونے کے لئے کمرے بک کرائے ہوں ——— کوئی ہوٹل مس نہ کیا جائے۔ صرف غیر ملکیوں کو ہی چیک نہیں کرنا۔ بلکہ مقامی افراد کو بھی چیک کرنا ہے۔ خاص ایجنٹ ڈاٹن اور روزی کسی نہ کسی ہوٹل میں میک اپ کر کے رہائش پذیر



ہوں گے" ——— عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈاٹن اور روزی کے قد و قامت اور ان کی ایسی نشانیاں بھی بتا دیں جس سے ان دونوں کو میک اپ کے باوجود چیک کیا جا سکتا ہو۔

"یس باس" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"جیسے ہی کوئی مشکوک جوڑا یا فرد نظروں میں آئے ——— فوری طور پر مجھے اطلاع دی جائے" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر تیزی سے اس پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— عمران کالنگ ۔ اوور" ——— عمران نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ باس ۔ اوور" ——— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز ابھری۔

"ٹائیگر ! ——— سبزہ زار کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ سے ایک ایکریمین مرد اور عورت کسی میک اپ میں نکل کر گئے ہیں ——— ہو سکتا ہے انہوں نے کار استعمال نہ کی ہو اور کسی ٹیکسی پر گئے ہوں اور یہ ٹیکسی انہیں لازماً سبزہ زار کالونی کے چوک سے ملی ہو گی جہاں کافی دو کانیں ہیں ——— ٹیکسی والوں اور وہاں چوک سے معلومات حاصل کرو اور ان دونوں کو تلاش کر کے فوری طور پر مجھے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ کرو ۔ اوور" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران نے ——— "اوور اینڈ آل" ——— کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اگر کسی طرح یہ معلوم ہو جاتا کہ انہوں نے کیسا میک اپ کیا ہے تو غیر ملکی

یا مقامی ۔۔۔ تو انہیں تلاش کرنے میں زیادہ آسانی ہو جاتی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ بہرحال جوزف کے لحاظ سے ٹائیگر کوشش کرے گا اور میں ٹائیگر کی صلاحیتوں سے واقف ہوں ۔۔۔ وہ ایسے کاموں میں بے حد ہوشیار ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے تک کوئی کال نہ آئی۔ اس کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس! ۔۔۔ ابھی کیپٹن شکیل نے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل شارٹن میں دوپہر کے بعد دو غیر ملکیوں نے کمرے بک کرائے ہیں جن میں ایک مرد اور ایک عورت ہے ۔۔۔ بکنگ علیحدہ علیحدہ کرائی گئی ہے ۔۔۔ ان میں مرد کا نام کلارک اور عورت کا نام ٹریسیا ہے اس نے مزید تحقیقات کی تو پتہ چلا ہے کہ ان دونوں نے کمرے تو علیحدہ علیحدہ بک کرائے ہیں لیکن انہوں نے کھانا مرد والے کمرے میں اکٹھے ہی منگوا کر کھایا ہے ۔۔۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے شراب پی اور پھر وہ دونوں ہوٹل سے چلے گئے ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے باری باری دونوں کمروں کی تلاشی لی ہے۔ وہاں سے ایسے شواہد ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں ہی خاصے مشکوک افراد ہیں ۔۔۔ میں نے کیپٹن شکیل کو ہدایات دے دی ہیں کہ وہ ان کمروں کی نگرانی کرے اور جیسے ہی یہ دونوں واپس آئیں، وہ اطلاع دے" ۔۔۔ جولیا نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔



"اوکے ۔۔۔ جیسے ہی کیپٹن شکیل رپورٹ دے۔ مجھے اطلاع دینا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اُسے رسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی۔ عمران نے چونکہ پہلے ہی اپنی ذاتی فریکونسی اس پر ایڈجسٹ کر دی تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس، عمران اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ میں نے غیر ملکی جوڑے کا کھوج نکال لیا ہے۔ وہ سبزہ زار کالونی کے چوک سے ایک ٹیکسی پر بیٹھ کر ہوٹل میبنز پہنچا ہے۔ لیکن میں نے میبنز ہوٹل میں چیکنگ کی ہے ۔۔۔ وہاں کسی غیر ملکی یا مقامی نے آج کمرہ بک نہیں کرایا۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ان کے حلیے ٹیکسی ڈرائیور سے معلوم کئے ہوں گے۔ وہ بتاؤ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا اور جواب میں ٹائیگر نے دونوں کے حلیے بتا دیئے۔

"تم ایسا کرو کہ ہوٹل شارٹن کے گیٹ پر پہنچو ۔۔۔ میں خود وہاں آؤں گا ۔۔۔ یا تمہیں کال کروں گا ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہوٹل میبنز اور ہوٹل شارٹن ایک ہی سڑک پر ہیں ۔۔۔ لازماً یہ دونوں ٹیکسی ڈرائیور کو چکر دینے کے لئے ہوٹل میبنز اترے ہوں گے اور پھر وہاں

سے ہوٹل شارٹن چلے گئے ہوں گے۔ اب ان کے حلیوں کا علم ہو گیا ہے۔ اب کیپٹن شکیل وہاں پڑتال کر سکتا ہے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر پر اس بار کیپٹن شکیل کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ اوور" ——— عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں صرف ہیلو بار بار کہنے پر اکتفا کیا۔

"یس سر ——— کیپٹن شکیل اٹنڈنگ۔ اوور" ——— چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔ وہ آواز سے ہی پہچان گیا تھا کہ کال ایکسٹو کی طرف سے ہے اس لئے اس نے سر کہنا ضروری سمجھا تھا۔

"کیپٹن شکیل! ——— جس جوڑے کا تم نے ہوٹل شارٹن میں سراغ لگایا ہے ان کے حلیے معلوم کئے ہیں۔ اوور" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اوور" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر اس نے حلیے دوہرا دیئے۔ یہ بالکل وہی حلیے تھے جو ٹائیگر نے بتائے تھے۔

"ٹھیک ہے ——— تم وہیں رکو ——— میں مزید تحقیقات کیلئے عمران کو بھیج رہا ہوں ——— اوور اینڈ آل" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب یہ تو طے ہو گیا ہے کہ وہ ہوٹل شارٹن میں ٹھہرے ہیں۔ لیکن وہ گئے کہاں ——— ہمیں اب فوری طور پر اس کا سراغ لگانا ہے ——— ایسا نہ ہو کہ ہم ان کی واپسی کا انتظار کرتے رہیں اور وہ کوئی خطرناک واردات



کر گزریں ——— یا پھر واپس نہ آئیں اور کسی اور ہوٹل میں جا کر ٹھہر جائیں۔ بہرحال وہ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہیں، عام مجرم نہیں ہیں" ——— عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر تیزی سے ہوٹل شارٹن کی طرف بڑھتی گئی۔ رات ہو چکی تھی اس لئے جب وہ ہوٹل شارٹن پہنچا تو وہاں خاصا رش تھا۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر ابھی وہ نیچے اترا ہی تھا کہ ایک طرف سے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آ گیا۔

"آپ آ گئے باس" ——— ٹائیگر نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آؤ ——— یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ وہ دونوں ہوٹل شارٹن میں ٹھہرے ہیں۔ لیکن اس وقت کہیں گئے ہوئے ہیں ——— کیپٹن شکیل نے انہیں ٹریس کیا ہے اور وہ اندر ہے" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل اسے برآمدے میں ہی مل گیا۔

"وہ ابھی تک نہیں آئے عمران صاحب! ——— ویسے میں نے مزید معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ یہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر گئے ہیں اور ٹیکسی ڈرائیور کا نام ارسلان ہے ——— وہ دربان کا بھائی ہے اس لئے اس نے مجھے بتایا ہے ——— جب یہ دونوں باہر آئے تھے اس وقت ارسلان گیٹ پر اپنے بھائی سے باتیں کر رہا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ! ——— ویری گڈ ——— اس ارسلان کو تلاش کیا جا سکتا ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا برآمدے میں لگے ہوئے فون بوتھ کی طرف مڑ گیا جبکہ کیپٹن شکیل اور ٹائیگر وہیں کھڑے رہے۔

عمران نے فون بوتھ میں داخل ہو کر سکے ڈالے اور پھر ٹیکسی ڈرائیور ایسوسی ایشن کے دفتر کا نمبر ڈائل کر دیا۔ چونکہ اکثر وہ ان سے معلومات حاصل کرتا رہتا تھا اس لئے نمبر اسے معلوم تھا۔

"یس ۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور ایسوسی ایشن آفس" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ارسلان ڈرائیور سے ملنا ہے ۔۔۔ میں اس کا ایک دوست بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارسلان ۔۔۔ وہ تو ابھی فیلڈ میں ہے۔ رات گیارہ بجے واپس آئے گا ۔۔۔ آپ کوئی پیغام ہو تو نوٹ کرا دیں۔ اسے دے دیا جائے گا" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا ٹیکسی نمبر کیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ایک منٹ ۔۔۔ میں رجسٹر دیکھ کر بتاتا ہوں کہ آج اسے کونسی ٹیکسی ملی ہے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک نمبر بتا دیا۔

"ٹیکسی انگیج نہ ہونے کی صورت میں ان کے ٹھہرنے کے مخصوص اڈے کونسے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اڈے تو ہر جگہ ہیں ۔۔۔ نجانے کہاں وہ خالی ہو۔ لیکن اس وقت اس کے کھانے کا وقت ہے اور کھانا کھانے وہ ہوٹل عقری شان جنرل ہسپتال روڈ ہی جاتا ہے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے بتایا گیا۔

"کیا اس ہوٹل کا فون نمبر آپ کو معلوم ہے ۔۔۔ مجھے اس سے انتہائی ضروری کام ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے نمبر



بتا دیا گیا۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے دوبارہ سکے ڈالے اور ہوٹل عقری شان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

"یس ۔۔۔ عقری شان ہوٹل" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ کوئی درمیانہ درجے کا ہوٹل ہے۔

"ٹیکسی ڈرائیور ارسلان یہاں کھانا کھا رہا ہوگا ۔۔۔ اس سے بات کرائیں۔ ایمرجنسی پیغام دینا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارسلان ۔۔۔ ہاں موجود ہے ۔۔۔ ہولڈ کریں، میں بلاتا ہوں اسے" ۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور پھر اس کے چیخنے کی آواز سنائی دی وہ کسی کو ارسلان کو بلانے کے لئے کہہ رہا تھا۔

"ہیلو ۔۔۔ کون صاحب" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔ لہجے میں حیرت تھی۔

"ارسلان بول رہے ہو" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ آپ کون ہیں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ارسلان نے چونک کر پوچھا۔

"انسپکٹر سنٹرل انٹیلی جنس کامران بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے لہجے کو تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر مجھ سے انٹیلی جنس کا کیا کام ہے" ۔۔۔۔ اس بار ارسلان نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو ارسلان ۔۔۔ یہ انتہائی اہم سرکاری معاملہ ہے ۔۔۔ اگر تم نے تعاون کیا تو تمہیں حکومت کی طرف سے انعام میں نئی ٹیکسی بھی دی جا سکتی ہے جو تمہاری ذاتی ملکیت ہوگی ۔۔۔ اور اگر تم نے تعاون نہ کیا یا جھوٹ

بولنے کی کوشش کی تو پھر تمہاری باقی عمر جیل میں سڑتے گذر جائے گی۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"م — م — میں تعاون کروں گا۔ مگر ————" ارسلان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ہوٹل شارٹن سے جب تم اپنے دربان بھائی سے باتیں کر رہے تھے، ایک ایکریمین جوڑے کو اپنی ٹیکسی پر سوار کیا تھا — بولو یاد آگیا —" عمران نے کہا۔

"جی ہاں — جی ہاں! — یاد آگیا ————" ارسلان نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اچھی طرح سوچ کر بتاؤ کہ تم نے انہیں کہاں ڈراپ کیا تھا" — عمران نے کہا۔

"جی ہاں! — میں نے انہیں طارق روڈ پر ایک پرانی اور قدیم عمارت قاسم منزل کے قریب ڈراپ کیا تھا — مجھے اچھی طرح یاد ہے" ———— ارسلان نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ دونوں قاسم منزل کے اندر گئے تھے — یا باہر ہی تم نے انہیں ڈراپ کر دیا تھا" ———— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"انہوں نے قاسم منزل سے ذرا آگے کر کے ٹیکسی رکوائی تھی اور پھر مجھے کرایہ ادا کر کے وہ آگے پیدل چلنے لگے ———— میں ٹیکسی لے کر اگلے چوک پر گیا کہ شاید وہاں سواری مل جائے۔ لیکن وہاں سواری نہ تھی اور نہ وہاں سے ملنے کا چانس تھا اس لئے میں ٹیکسی موڑ کر واپس چل پڑا۔ جب میں دوبارہ قاسم منزل کے سامنے سے گزرا تو میں نے انہیں قاسم منزل



کے گیٹ پر کھڑے کسی ملازم سے باتیں کرتے دیکھا تھا — پھر میں آگے چلا آیا اور اگلے چوک سے مجھے سواری مل گئی" ———— ارسلان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ———— ہم چیک کرتے ہیں۔ اگر تمہاری اطلاع درست ثابت ہوئی تو تمہیں یقیناً انعام ملے گا" ———— عمران نے جلدی سے کہا اور پھر ریسیور ہک سے لٹکا کر وہ تیزی سے مڑا اور فون بوتھ سے نکل کر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ قاسم منزل ڈاکٹر ہاشم کی آبائی رہائش گاہ ہے اور وہاں ڈاکٹر ہاشم کی والدہ اکیلی ملازموں کے ساتھ رہتی ہے۔ ایک بار وہ سردار کے ساتھ وہاں گیا تھا تب ڈاکٹر ہاشم کی والدہ بیمار تھیں اور ڈاکٹر ہاشم لیبارٹری کی بجائے وہیں ان کے پاس ہی اپنی اہلیہ سمیت ٹھہرے ہوئے تھے اور سردار نے چونکہ عمران کے پیش کردہ ایک پرابلم ان سے ڈسکس کرنا تھا اس لئے وہ عمران کو ساتھ لے کر وہاں آ گئے تھے اور وہاں ڈاکٹر ہاشم سے ڈسکس ہوئی تھی۔

اب قاسم منزل کا نام سامنے آتے ہی عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے وہ ان دونوں کے نئے لیکن انتہائی خطرناک حربے کو سمجھ گیا تھا۔ انہوں نے لازماً ڈاکٹر ہاشم کی والدہ کو قابو میں کر کے ان کے ذریعے ڈاکٹر ہاشم کو لیبارٹری سے باہر بلوانے کی پلاننگ کی تھی اور یہ واقعی انتہائی خطرناک پلاننگ تھی۔

عمران جانتا تھا کہ ڈاکٹر ہاشم اپنی والدہ سے کس قدر محبت کرتے ہیں اس لئے وہ لازماً وہاں دوڑے آئیں گے اور ڈان اور روزی کے لئے انہیں

ہلاک کرنا قطعاً مشکل ہو رہے گا۔ اس طرح یہ خطرناک بلیک ایجنٹس انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود اپنے خوفناک مشن میں آسانی سے کامیاب ہو جائیں گے۔

عمران نے ٹائیگر اور کیپٹن شکیل کو اپنی کار میں بٹھایا اور پھر اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی طارق روڈ کی طرف بڑھتی گئی۔ عمران کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ گوشت پوست کا انسان ہونے کی بجائے کسی چٹان سے تراشا ہوا مجسمہ ہو، اور کیپٹن شکیل اور ٹائیگر دونوں اسے اس کیفیت میں دیکھ کر خاموش تھے۔ کیپٹن شکیل عمران کی ساتھ والی سیٹ پر تھا جب کہ ٹائیگر عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"اگر یہ بلیک ایجنٹس اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے تو مجھے واقعی خودکشی کرنی پڑے گی ——— مجھے پہلے ہی اس پہلو کے بارے میں خیال رکھنا چاہیے تھا" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ——— کیپٹن شکیل سے رہا نہ جا سکا تو وہ بول پڑا اور عمران نے اس طرح چونک کر اس کی طرف دیکھا جیسے اسے پہلی بار احساس ہوا ہو کہ کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔

"بڑا غضب ہو گیا ہے کیپٹن شکیل! ——— ڈوان اور روزی دونوں نے انتہائی خطرناک جال پھینکا ہے ——— کاش ہم وقت پر پہنچ جائیں" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ساری بات انہیں بتا دی اور کیپٹن شکیل اور ٹائیگر دونوں کو پہلی بار احساس ہوا کہ سچویشن



کس قدر خطرناک ہو چکی ہے۔

عمران نے کار قاسم منزل سے ذرا پہلے ایک طرف روکی اور پھر وہ تینوں ہی تیزی سے نیچے اتر آئے۔

"سنو! ——— ڈوان اور روزی دونوں اکیلے اندر ہوں گے ——— میں نے عمارت دیکھی ہوئی ہے۔ سامنے سے یا عقب سے داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ اس لئے ہم تینوں ساتھ والی کوٹھی سے اس کے اندر جائیں گے ——— ساتھ والی ڈاکٹر روشن کی کوٹھی ہے" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ قاسم منزل کا بڑا پھاٹک بند تھا۔ عمران ڈاکٹر روشن کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ گیٹ پر باہر بڑا سا تالا پڑا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر روشن اور اس کے گھر والے کوٹھی میں موجود نہیں ہیں اور عمران جانتا تھا کہ نہ ہی ڈاکٹر روشن اور نہ ہی ڈاکٹر ہاشم کی والدہ گھر میں کتے رکھنے کے قائل ہیں کیونکہ دونوں ہی بزرگ تھے اور ان کے خیال کے مطابق کتے نجس ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر روشن کی عدم موجودگی سے عمران کو اچھا موقع مل گیا تھا ورنہ انہیں سنبھالنے میں کافی وقت ضائع ہو جاتا۔ عمران تیزی سے پھاٹک پر چڑھا اور اندر کود گیا۔ اس کی پیروی میں ٹائیگر اور کیپٹن شکیل بھی پھاٹک کراس کر کے اندر آ گئے۔ عمران تیزی سے درمیانی دیوار کی طرف بڑھا۔ دونوں عمارتوں کی سائیڈ گلیاں ایک ہی طرف تھیں اس لئے عمران آگے بڑھتا گیا اور پھر درمیان میں پہنچ کر اس نے تیزی سے جمپ کیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ درمیانی دیوار پر جم گئے۔ بازوؤں کے بل پر وہ پلک جھپکنے میں دیوار پر پہنچ کر دوسری طرف لٹک گیا اور پھر بالکل ہلکے سے دھماکے سے وہ قاسم منزل کی سائیڈ

گلی میں کود چکا تھا۔ ٹائیگر اور کیپٹن شکیل بھی اس کی پیروی میں ادھر پہنچ گئے۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو عقبی طرف جانے کا اشارہ کیا اور خود وہ ٹائیگر سمیت سامنے کے رخ پر آیا۔ کوٹھی میں سکوت طاری تھا۔ عمران اور اس کے پیچھے ٹائیگر تیزی سے لیکن انتہائی احتیاط سے سائیڈ سے ہو کر برآمدے میں پہنچ گئے۔ عمران نے ریوالور ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اور پھر راہداری میں پہنچتے ہی انہیں ایک کمرے کے دروازے سے روشنی نکلتی نظر آئی کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے ٹائیگر کو انتہائی احتیاط سے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا کیونکہ اس نے ڈاکٹر ہاشم کی آواز پہچان لی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر ہاشم اندر موجود تھا اور عمران اس لئے احتیاط کر رہا تھا کہ ڈان اور روزی انتہائی تربیت یافتہ بلیک ایجنٹس ہیں ایسا نہ ہو کہ آواز سنتے ہی وہ ڈاکٹر ہاشم کو گولی مار دیں۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ پھر دروازے کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ تھا اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور موجود تھا۔

"روزی! — مزا تو بہرحال اس نے ہے ہی — اگر پولیس میں کوئی فارمولا مل جائے تو کیا برا ہے" — ایک مردانہ آواز سنائی دی وہ فرانسیسی میں بات کر رہا تھا۔

"لالچ اچھا نہیں ہوتا ڈان! — جب تک یہ سر نہیں جاتا اس وقت تک ہم پر خطرے کی تلوار لٹکتی رہے گی — اور پھر یہ بہال جیب میں کوئی فارمولا ڈال کر تو نہ آیا ہوگا — اس لئے چھوڑو اس لالچ کو — پہلے ہی ہم نے بہت وقت ضائع کر دیا ہے — ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں



"آہ۔ اسے فوراً گولی سے اڑا دو" — ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

"او کے — ٹھیک ہے" — ڈان نے کہا اور عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریوالور چلنے کا خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ڈان کی چیخ سے گونج اٹھا۔ ان دونوں کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی اور ان کے سامنے ڈاکٹر ہاشم کرسی پر رسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے۔ چونکہ ڈان دروازے کی طرف تھا اور روزی دوسری طرف اس کی سائیڈ میں کھڑی تھی۔ اس لئے ڈان کا ریوالور والا ہاتھ دروازے کی طرف تھا جسے وہ ڈاکٹر ہاشم کی طرف سیدھا کئے ہوئے تھا۔ عمران کے ٹریگر دباتے ہی گولی ڈان کے ہاتھ پر پڑی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا جب کہ ڈان چیختا ہوا دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران اور ٹائیگر دونوں اچھل کر اندر پہنچ گئے۔

"خبردار" — عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے روزی کی پشت سے ریوالور کی نال لگا دی۔ لیکن دوسرے لمحے ڈان واقعی کسی پارے کی طرح تڑپا اور پلک جھپکنے میں عمران سے آ ٹکرایا۔ مگر ایک بار پھر اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ فضا میں قلابازی کھا کر روزی سے ٹکرایا اور پھر وہ دونوں نیچے گرے۔ عمران نے ڈان کے اپنے اوپر آتے ہی دوسرے ہاتھ سے اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے واپس اچھال دیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے، ٹائیگر کی لات پوری قوت سے گھومی اور اس کے بوٹ کی ٹو اٹھتے ہوئے ڈان کی کنپٹی پر پڑی اور وہ ایک بار پھر چیخ مار کر پلٹ کر فرش پر گرا۔ لیکن

گھوم کر گرتے ہی اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور گولی ایک دھماکے سے عمران کے کان کے پاس سے نکل گئی۔ اس نے چھوٹا سا پستول اتنی تیزی سے جیب سے نکالا تھا کہ عمران اور ٹائیگر کو محسوس ہی نہ ہوا تھا۔ ڈان واقعی انتہائی تیز اور دلیر ایجنٹ تھا۔ اور پھر روزی نے بھی بجلی کی سی تیزی سے دیا اور نکال لیا تھا۔ مگر دوسرے لمحے بیک وقت دو دھماکے ہوئے اور ڈان اور روزی دونوں کے حلق سے چیخیں نکلیں اور ڈان کے ہاتھ سے چھوٹا سا پستول اور روزی کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ ایک فائر عمران نے کیا تھا جبکہ دوسرا فائر ٹائیگر کی طرف سے ہوا تھا۔ ڈان کے ہاتھ پر لگنے والی گولی آگے بڑھ کر روزی کی گردن میں جا لگی تھی۔

"اب تم تو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ـــــــ عمران نے غراتے ہوئے ڈان سے کہا اور ڈان واقعی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم تیر کی طرح سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے کرسی پر بندھے ہوئے ڈاکٹر ہاشم کی طرف مڑا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دھماکہ ہوا اور گولی بس بار سیدھی گھومتے ہوئے ڈان کے دل میں اتر گئی اور وہ چیخ مار کر دھماکے سے پہلو کے بل نیچے گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے ساتھ ہی وہ پشت کے بل گر کر ساکت ہو گیا۔ لیکن اس کے ہاتھ میں دبا ہوا تیز دھار کا باریک خنجر ابھی تک صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران اس کے ہاتھ میں خنجر کی جھلک اور اس کے گھومنے کا انداز دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہاشم کو خنجر مار کر اپنا مشن ہر حال میں مکمل کرنا چاہتا ہے اس لئے عمران کو اس کے دل میں فوری گولی اتارنی پڑی ورنہ ڈان جیسا ایجنٹ کا مارا ہوا خنجر لازماً ڈاکٹر ہاشم کا خاتمہ کر دیتا۔ روزی پہلے ہی تڑپ کر ختم ہو چکی تھی جبکہ



اب ڈان بھی بے حس و حرکت پڑا تھا۔ ڈاکٹر ہاشم مجسمے کی طرح ساکت بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

"نئی زندگی مبارک ہو ڈاکٹر ہاشم" ـــــــ عمران نے مسکرا کر ڈاکٹر ہاشم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران! ـــ تم واقعی عین وقت پر پہنچ گئے ـــ ورنہ یہ خطرناک آدمی مجھے اب تک ہلاک کر چکا ہوتا" ـــ ڈاکٹر ہاشم نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر اب شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو ـــ کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ابھی اللہ تعالیٰ کو آپ کی زندگی مقصود تھی ڈاکٹر ہاشم ـــ اس لئے مجھے سارے کلیو ملتے گئے اور میں عین وقت پر پہنچ بھی گیا اور آپ کی جان بھی بچ گئی ـــ البتہ ان خطرناک بلیک ایجنٹوں کی موت کا وقت آ گیا تھا" [illegible] ہوئے کہا۔ اس کے [illegible] کھولنے کے لئے کہا۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور آس نے جھک کر مردہ ڈان کے ہاتھ سے تیز دھار خنجر نکالا اور ڈاکٹر ہاشم کی کرسی کے عقب میں جا کر ان کی رسیاں کاٹنے لگا۔

"یہ اس کی آخری لمحے کی واردات انتہائی بھیانک تھی ـــ اگر مجھے اس خنجر کی جھلک اور اس کے گھوم کر آپ پر خنجر مارنے کا اندازہ نہ ہوتا تو یہ تیز دھار خنجر جو اب آپ کی رہائی کا باعث بن رہا ہے، آپ کی موت کا باعث بن جاتا" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ہاشم نے سر ہلا دیا۔

"اماں جی کو دیکھ کر عمران — کہیں —" ڈاکٹر ہاشم کو اچانک اپنی ماں کا خیال آ گیا جو اسی طرح بیڈ پر بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھیں اور عمران بھی چونک کر ان کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ! — خدا کا شکر ہے صرف بے ہوش ہیں اماں جی" — عمران نے ان کی نبض دیکھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ہاشم کے حلق سے بھی اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا۔ وہ اب رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔

"ٹائیگر — کیپٹن شکیل کو بلا لاؤ — وہ ابھی تک عقبی طرف کھڑا ہوا ہوگا — میں اماں جی کو ہوش میں لے آؤں" — عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کی کوششوں سے چند لمحے بعد ہی ڈاکٹر ہاشم کی والدہ کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئیں۔

"اماں جی — اماں جی" — ڈاکٹر ہاشم نے ان پر جھکتے ہوئے کہا۔

"اوہ بیٹے! — تم بخیریت ہو ناں — وہ ظالم لوگ کہاں ہیں" — ڈاکٹر ہاشم کی والدہ نے بے اختیار اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ اپنے انجام کو پہنچ گئے ہیں اماں جی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — عمران بیٹے تم — تم بھی یہاں ہو" — ڈاکٹر ہاشم کی والدہ نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ چونکہ عمران سرداور کے ساتھ یہاں آیا تھا اس لئے وہ ڈاکٹر ہاشم کی والدہ سے مل چکا تھا اور اس نے اپنی دلچسپ باتوں سے انہیں اس قدر ہنسایا تھا کہ ایک بار سرداور نے اسے پیغام بھی دیا تھا کہ ڈاکٹر ہاشم کی والدہ اس سے دوبارہ ملنا چاہتی ہیں۔ عمران نے سوچا بھی تھا کہ جا کر ان سے ملے لیکن فرصت ہی نہ ملی تھی۔ بہرحال اماں جی اسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھیں۔



"اماں جی! — یہ عمران ہی ہے جس نے عین وقت پر آ کر مجھے مرنے سے بچا لیا — ورنہ وہ اسرائیلی ایجنٹ تو مجھے مار چکے ہوتے" — ڈاکٹر ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران بیٹے! — تم نے مجھ بوڑھی عورت پر بہت بڑا احسان کیا ہے — میں ساری زندگی تمہیں دعائیں دوں گی" — اماں جی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور ساتھ ہی انہوں نے عمران کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف جھکایا اور پھر انتہائی محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

"اماں جی! — ایک آپ ماں ہیں کہ سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتی ہیں ایک ہماری اماں بی ہیں کہ ذرا سی بات پر سر پر جوتیوں کی بارش کر دیتی ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے پگلے — ماؤں کی جوتیاں تو پھولوں کی چھڑیاں ہوتی ہیں" — اماں جی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل اماں جی! — آپ کی بات درست ہے — آپ دیکھیں اماں بی کی جوتیاں کھانے کے باوجود میرے سر پر بال ہیں جبکہ ڈاکٹر ہاشم کا سر بالوں سے فارغ ہے — حالانکہ آپ انہیں جوتیاں نہیں مارتیں — میرا خیال ہے کہ ماؤں کی جوتیوں سے ہی سر کے بال بڑھتے ہیں اس لئے اگر آپ ڈاکٹر ہاشم کے — اب میں کیا کہوں — آپ سمجھدار ہیں" — عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور اماں جی کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر ہاشم بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

**ختم شد**